سلک الجواہر فی احوال البواہر

یعنی

داؤدی بوہروں کی تاریخ

مؤلفہ جناب مولوی محمد نجم الغنی خان صاحب ابن مولوی محمد عبد الغنی
خانصاحب ساکن رامپور ملک روہیلکھنڈ

ربیع الاول ۱۳۳۲ھ

مطابق

فروری ۱۹۱۴ء

نامی مطبع مطلع العلوم و اخبار نیر اعظم مراد آباد میں الیاس ابن علی پروپرائٹر نے
چھاپی اور شائع کی

طبع ثانی پانچسو جلد نمبر ۱۸ - از سنہ ۱۹۱۴ء قیمت ۱۲

بوہروں کے متعلق ایک عجیب وغریب معلومات

بوہرہ قوم مین جمعہ کی نماز نہین ہوتی۔ نہ خطبہ پڑھتے ہین۔ نہ جمعہ کی دو رکعت نماز پڑھتے ہین۔ بلکہ جمعہ کے دن بھی ظہر کی نماز پڑھتے ہین۔

غلط نامہ سلک الجواہر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۲۰	کے واجب	کے لئے واجب	۴	۱۶	حیثیمہ	میثمیہ
[illegible]	۱۲	سلطنتین تھیں	سلطنتین تھی	۸	۲	مطیع الیہ	مطیع لہ
۹	۳۳	نابالغ تھین	نابالغ اور معصوم تھین	۱۴	۳	اور امامت کی	اور امام کی
۱۴	۱۳	معصوم ہوتا ہے کہ امام	معصوم ہوتا ہے نہ قبل اسکے اور بعض کہتے ہین کہ اس سے قبل بھی معصوم ہوتا ہے اور کہتے ہین امام	۱۵	۷	فاطمیین کو	فاطمیین تو
۱۵	۲۵	رمی عجار	رمی جمار	۱۶	۹	وہ ایک خلیفہ	وہ ایک دوسرے
۱۶	۱۹	تمہاری اور	اور تمہاری جان اور	۱۷	۱۸	آبا تنا	آیا تنا
۱۸	۱۱	کہ سیچ کر دکھایا	کہ سچ کر دکھلایا	۱۹	۲۳	چیز کو عہد	چیز کو کہ عہد
۱۸	۱۵	بیعت ہاتھ	بیعت پر ہاتھ	۲۰	۱۸	دریا ہفتے	دریا اور ہفتے
۲۱	۲۰	کے لئے سرکار	کے لئے ایک سرکار	۲۱	۲۱	عالم ایک	عالم مین ایک
۲۳	۱۶	مین ایک	مین کہ ایک	۲۳	۱۷	گران کے [illegible]	گران اور [illegible]
۲۹	۱۳	[illegible]	زمام	۳۰	۷	حتی تیں	[illegible]
۳۱	۱۳	قریب بنسر کے	قریب ستر برس کے	۳۲	۱۶	اور ٹیکا	اور ٹیکہ
۳۳	۹	والد حکمرانی	والدہ حکمرانی	۳۴	۱۷	بجھپہ ۳۴	بحکم ۳۴

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

شیعہ

بوہرے چونکہ شیعہ اسماعیلیہ کا ایک فرقہ ہے اسلئے اول شیعہ اور اسماعیلیہ کی حقیقت بیان کرتا ہوں شیعہ لغت میں پیرو اور یاران کے معنی میں ہے۔ اور مجازاً مسلمانون کے اوس فرقے کو کہتے ہیں جو حضرت علی اور بی بی فاطمہ اور اونکی اولاد کے ساتھ دوستی رکھتا ہے۔ اور یہ لفظ یہانتک اس گروہ کے ساتھ مخصوص ہوا کہ اس کا نام مقرر ہو گیا جب کہتے ہین کہ فلان شخص شیعہ ہے تو یہی سمجھا جاتا ہے کہ اوس خاص گروہ مین سے ہے۔ مگر اس گروہ کو حضرت علی اور اونکی اولاد کے محبت کے ساتھ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اور حضرت عثمان اور بی بی عائشہ اور دوسرے صحابہ کے ساتھ بغض و عداوت بھی ہے اور اسی لیے انکے نزدیک محبت حضرت علی منحصر ہے ان بزرگون کے تبرا کہنے پر اور جو فرقے اس باب مین اونکے ہمخیال نہین ہین اون کو جناب امیر اور اونکی اولاد کا دشمن جانتے اور ناصبی کہتے ہین گو وہ اُنسے کیسی ہی محبت رکھتے ہون اور ناصبی ایک فرقہ تھا عرب و شام مین جو صرف جناب امیر اور اون کی اولاد سے دشمنی رکھتا تھا بخلاف خوارج کے کہ وہ اُن تمام صحابہ کو جنہون نے باہم لڑائیان کی تہین جیسے طلحہ اور زبیر اور حضرت عثمان اور حضرت علی اور معاویہ اور عمرو بن العاص سب کو برا جانتے ہین

شیعہ کے نزدیک ایمان اور اسلام مین فرق ہی اسلئے اپنی جانون کو مومن کہا کرتے
ہین اور باقی اہل اسلام کو مسلمان بولتے ہین - کہتے ہین مومن وہ ہی جو شرایع کو
اوس کے حقایق اور تاویل کے ساتھ جانتا ہو - اور مسلمان وہ ہی جو شرایع کو بغیر
علم تاویل و تفسیر کے جانے - تمام شیعہ کا اسپر اتفاق ہی کہ ائمہ معصوم ہین غلطی
اور سہو اور غفلت سے اور حضرت علی تمام صحابہ سے افضل ہین - اور حضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نے نص کر دی تھی کہ حضرت علی میرے بعد امام ہین اور امت
حضرت علی سے بیعت نہ کرنے سے مرتد ہو گئی اور فاضل کے موجود ہوتے مفضول
کی امامت درست نہین - خلافت خلفائے ثلثہ کی حقیقت کے ساتھ نہ تھی اور نہ
وہ امامت کو جامع تھے امامت خاص ہی - یعنی صرف نبی کی نیابت بدون سلطنت
و امارت کے اسی لئے خلفائے ثلثہ کو امام نہین مانتے اور امام کا مقرر کرنا اللہ پر
واجب ہی - اور اس وجوب کے ثبوت پر عقل دلالت کرتی ہے - مگر شیعہ کے
فرقے اس باب مین مختلف ہین کہ امام کا تقرر کس ضرورت کے لئے ہے - اسماعیلیہ
کہتے ہین کہ امام اس غرض سے مقرر ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالے کی ذات و صفات کی
شناخت کراتے اور جو باتین اللہ کے حق مین جایز و واجب ہین اور جو اوس کے
حق مین محال ہین سب کی پہچان بتاتے اور معرفت الہی کی تعلیم فرماتے - کیونکہ انکے
نزدیک بغیر نبی صلعم کے اللہ کی معرفت ناممکن ہی اور امامیہ کہتے ہین کہ امام کی
حاجت معرفت الہی کی تعلیم کے لئے نہین بلکہ اسلئے ہے کہ وہ واجبات عقلی و شرعی
کے ادا کرنے اور قبایح عقلی و شرعی سے بچنے مین لطف ہو - غرضکہ اسماعیلیہ کے
نزدیک امام کا تقرر اللہ کی معرفت کے لئے واجب ہی اور امامیہ کے نزدیک
قوانین شرع کی محافظت کے واجب ہے اور اسماعیلیہ امام کو اللہ کی معرفت
کا معلم قرار دیتے ہین اور امامیہ اوسے اللہ تعالے کی طرف سے بندون کے حق مین
لطف مانتے ہین امامیہ کے نزدیک امام ادائے واجبات مین لطف ہے اسماعیلیہ
کے نزدیک معارف مین لطف ہے اور غلاۃ کہتے ہین کہ امام کا تقرر لغات کی تعلیم
کرنے اغذیہ اور ادویہ اور سموم اور حروف اور صناعات کے احوال بتانے اور آفات
و مصائب سے بچانے کے لئے ہے اسی لئے امام کو دنیا اور دین کی ساری

باتون کا علم حاصل ہوتا ہے یہانتک کہ وہ سنگریزون اور درختون کے پتون کو بھی جانتا ہے اور امام کو جائز ہے کہ وہ حالت تقیہ مین کہدے کہ مین امام نہین ہون۔ شیعہ تمام صحابہ سے تبرا کرتے ہین۔ سواے چند کے اور ان کے نزدیک امامت منحصر ہے اولاد حضرت علی مین۔ مگر اس باب مین شیعہ مین بھی باہم بڑا اختلاف ہے۔ اور اس اختلاف کی وجہ سے بہت سے فرقے بنگئے ہین کہ ایک فرقہ دوسرے فرقے کو کافر ٹھیراتا ہے۔ اور شیعہ کے سب فرقے مین اکثر لوگ ہوتے ہین کہ اوس مذہب کی طرف اشخاص کے علم یا مال یا زبان یا ہتھیار کے ذریعے سے بلائے ہین۔ انہین داعیون کے نام سے فرقے منسوب ہوئے ہین اصل انمین سے پانچ فرقے ہین۔ غلاۃ۔ کیسانیہ۔ زیدیہ۔ امامیہ اور اسماعیلیہ

غلاۃ

اگرچہ کیسانیہ اور اسماعیلیہ اور امامیہ مین سے بھی بہت سے فرقے غلو کرتے ہین مگر مراد غلاۃ سے اصطلاح مین اون فرقون سے ہے جن مین یہ اعتقاد شرک سے ہے کہ ائمہ و انبیا خدا ہین یا خدا نے ائمہ و انبیا مین حلول کیا ہے یا ان سے متحد ہو گیا ہے۔ اور تعیین امام کے باب مین بعض انمین سے کیسانیہ مین اور بعض امامیہ اور زیدیہ کے فرقون مین سے کوئی ایسا نہین سنا گیا جو ان غلاۃ کی طرح ائمہ کی الوہیت یا انمین حلول الوہیت یا اتحاد کا قائل ہو۔ انکے ۲۱ فرقے ہین۔ (۱) سبائیہ (۲) کاملیہ (۳) مغیریہ (۴) بنانیہ (۵) جناحیہ (۶) منصوریہ (۷) خطابیہ (۸) غرابیہ (۹) ذبابیہ (۱۰) ذمیہ (۱۱) امویہ (۱۲) عمامیہ (۱۳) رزامیہ (۱۴) عزاقریہ (۱۵) اسحاقیہ (۱۶) نصیریہ (۱۷) علویہ (۱۸) مقنعیہ (۱۹) راوندیہ (۲۰) سبلیہ (۲۱) حلاجیہ

کیسانیہ

یہ کل سات فرقے ہین انمین قدر مشترک محمد بن حنفیہ کی امامت کا قائل ہونا

محمد حضرت علی کے بیٹے تھے۔ انکی ماں بنی حنفیہ سے تھی اس لئے ابن حنفیہ کہلائے گئے (۱) کیسانیہ (۲) مختاریہ (۳) کربیبیہ (۴) اسحاقیہ (۵) حربیہ جو کندیہ بھی کہلاتے ہیں (۶) عباسیہ (۷) طیاریہ۔

زیدیہ

یہ لوگ زید بن علی زین العابدین بن امام حسین بن علی بن ابی طالب کی طرف منسوب ہیں۔ یہ لوگ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے امام زین العابدین تک امامت کے قائل ہیں بعد اسکے زید بن زین العابدین کو امام اعتقاد کرتے ہیں یہ آٹھ فرقے ہیں (۱) جارودیہ (۲) دکینیہ (۳) سلیمانیہ (۴) بتریہ جسے تومیہ بھی کہتے ہیں (۵) نعیمیہ (۶) یعقوبیہ (۷) خشبیہ (۸) صالحیہ

امامیہ

ان کا اعتقاد یہ ہے کہ زمانہ تکلیف امام فاطمی سے خالی نہیں ہوتا اور امامت اولاد بی بی فاطمہ میں ہے۔ آنحضرت کی نص جلی یا خفی کی وجہ سے اور حضرت زید بن علی اور حضرت اسمٰعیل بن جعفر صادق اور حضرت محمد بن حنفیہ کی امامت سے انکار کرتے ہیں یہ چوبیس فرقے ہیں (۱) جشمیہ (۲) حکمیہ جن کو ہشامیہ بھی کہتے ہیں (۳) شیطانیہ انکو سالمیہ بھی بولتے ہیں اور کبھی شیطانیہ بھی کہا کرتے ہیں (۴) زراریہ (۵) یونسیہ (۶) الثمانیہ یہ فرقہ شیطانیہ کے نام سے بھی مشہور ہے (۷) مفوضہ بالتفویض (۸) بدائیہ (۹) محمدیہ (۱۰) حسنیہ (۱۱) حسینیہ (۱۲) باقریہ (۱۳) حاضریہ (۱۴) ناؤسیہ (۱۵) عماریہ (۱۶) عمائیہ (۱۷) اسحاقیہ (۱۸) مفضلیہ (۱۹) موسویہ (۲۰) ممطوریہ (۲۱) رجعیہ انکو کاظمیہ بھی کہتے ہیں (۲۲) احمدیہ

(۲۳) جعفریہ (۲۴) اثنا عشریہ

جب لفظ امامیہ مطلقاً بلا قید بولتے ہیں تو فرقہ اثنا عشریہ مراد ہوتا ہے یہ لوگ کہتے ہیں کہ امام بارہ ہیں اس ترتیب سے (الف) حضرت علی (ب) امام حسن (ج) امام حسین (د) زین العابدین بن امام حسین (ہ) محمد باقر بن زین العابدین (س) جعفر صادق بن محمد باقر (ص) موسیٰ کاظم بن جعفر صادق (ط) علی رضا بن موسیٰ کاظم (ع) محمد تقی (تاے فوقانی سے) بن علی رضا (ف) علی نقی (نون سے) بن محمد تقی (ق) حسن عسکری بن علی نقی (ک) محمد بن حسن عسکری جنکی کنیت ابوالقاسم اور القاب مہدی اور منتظر اور صاحب الزمان اور حجت اور قائم ہیں۔ یہی امام منتظر ہیں۔ زندہ غیر مردہ ہیں۔ مگر خوف اعداسے غائب ہوگئے ہیں اور غیبت کبریٰ اختیار کرلی ہے۔

اسماعیلیہ

یہ ایک فرقہ ہے شیعہ کا ان کا اعتقاد یہ ہے کہ امامت بعد وفات حضرت جعفر صادق کے انکے پسر کلاں حضرت اسمٰعیل ہیں جو اسماعیل الاعرج کرکے معروف ہیں موقوف ہوئی کیونکہ امام جعفر نے اونکی امامت کے لئے کہدیا تھا کہ ان ھذا الامر فی الاکبر مالم یکن بہ عاھۃ (یعنی یہ کام بڑے میں ہے جب تک اوس میں کوئی آفت نہو) اور سب اولاد امام جعفر میں وہ نجیب بھی ہیں۔ اسلئے کہ اونکی ماں جنکا نام فاطمہ ہے حسن بن امام حسن بن امیرالمومنین علی بن ابی طالب کی بیٹی ہیں۔ تاریخ فرشتہ میں خواجہ عطاء اللہ ملک جوینی کی جہاں کشا سے نقل کیا ہے کہ امام جعفر صادق نے اپنے بڑے بیٹے اسمٰعیل کو ولیعہد بنایا تھا جب اونھوں نے شراب پی لی تو اونکو معزول کرکے حضرت موسیٰ کاظم کو ولیعہد بنایا جو مسماۃ حمیدہ بربریہ کے بطن سے تھے لیکن صحیح روایت یہی ہے کہ حضرت اسمٰعیل جن کی کنیت ابو محمد ہے امام جعفر کے سامنے عریض میں کہ مدینے سے قریب ایک

وادی ہے جہاں اہل مدینہ کے اونٹ چرتے تھے فوت ہو گئے اور وہاں سے
اونکی لاش مدینے میں لائی گئی اور سنہ ۱۴۳ ہجری میں بقیع الغرقد میں جو مدینے کا ایک
قبرستان ہے مدفون ہوئے تھے۔ اور اسکے بعد اونکے والد تین برس تک زندہ رہے
ابتدا سے اسمٰعیلیہ میں دو گروہ قائم ہو گئے۔ جسکی تفصیل یہ ہے کہ امام جعفر صادق کی
وفات کے بعد اونکے شیعوں کے ایک گروہ نے یہ جان لیا تھا کہ اسمٰعیل زندہ
نہیں ضرور مر گئے ہیں۔ مگر اونکے فرزند محمد امام ہیں اسلئے کہ امامت اونکے
باپ میں تھی اور بیٹا بمقابلہ چچا کے امامت کے لئے زیادہ حقدار ہے اور
امام جعفر کے شیعہ کا دوسرا گروہ اسمٰعیل کی حیات کا معتقد تھا کیونکہ وہ دور دراز
مقامات پر رہا کرتے تھے اور انکو امام سے کچھ خصوصیت نہ تھی۔ ان دونوں فرقوں
کے نزدیک امامت اسمٰعیل کی اولاد میں قیامت تک رہیگی۔ اور شیعہ
امام جعفر کا تیسرا گروہ جسکو امام موصوف کے ساتھ خصوصیت تھی اور امام سے
روایت بھی کرتا تھا اسمٰعیل کی وفات کو یقینی طور پر جان گیا۔ اس لئے حضرت
موسیٰ کاظم کی امامت کا معتقد ہو گیا ۲؎

حضرت محمد بن اسمٰعیل بن جعفر صادق

عمدۃ الطالب میں لکھا ہے کہ حضرت محمد بن اسمٰعیل اپنے چچا حضرت موسیٰ کاظم کے
ساتھ رہا کرتے تھے اور موسیٰ کاظم سے زیادہ تر الفت رکھتے تھے جب خلیفہ
ہارون الرشید حجاز میں آیا تو اونہوں نے اپنے چچا کی اوس سے چغلی کھائی
موسیٰ کاظم کو قید کر دیا جہاں اون کا انتقال ہوا۔ محمد بن اسمٰعیل رشید کے ہمراہ
عراق کو چلے گئے۔ بغداد میں انتقال کیا۔ موسیٰ کاظم نے اونکے حق میں دعا
کی تھی۔ محمد کے بعد دو فرزند باقی رہے۔ اسمٰعیل ثانی اور جعفر شاعر اور بعض کہتے ہیں
کہ محمد بیٹے باپ کے انتقال کے بعد دادا کے ساتھ حجاز میں آ گئے اور وہاں لاولد فوت ہوئے

۱؎ منقول از عمدۃ الطالب۔ اور طرائق میں لکھا ہے کہ اسمٰعیل اپنے باپ سے
پانچ سال قبل فوت ہو گئے ہیں ۱۲
۲؎ دیکھو کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ صفحہ ۱۲

تاریخ فرشتہ کے مقالہ سوم میں بیان نظام شاہ کے حالات میں لکھا ہے کہ محمد اپنے دادا کی حیات میں رے کی طرف چلے گئے - محمد آباد رے اونھیں کی طرف منسوب ہے - حمد اللہ مستوفی کی تاریخ گزیدہ سے یہ ثابت ہے کہ رے کی طرف اون کا جانا عباسیوں کے ہاتھ سے ہوا تھا محمد آباد میں دفن ہوئے جب اونکی اولاد میں کثرت پیدا ہوگئی تو خراسان اور قندھار کیطرف چلے گئے - اور وہاں رہنے لگے -

اسماعیلیہ

اسماعیلیہ کے کئی فرقے ہیں جن میں قدر مشترک یہ ہے کہ بعد حضرت جعفر صادق کے حضرت اسماعیل امام ہیں (۱) مبارکیہ (۲) میمونیہ (۳) خلفیہ (۴) قرامطہ (۵) شمیطیہ (۶) برقعیہ (۷) جنابیہ (۸) مہدویہ

اسماعیلیہ کے ہاتھوں اسلام کی بربادی

انمیں بعض بعض اولوالعزم ایسے ہو گزرے ہیں کہ جن کے ہاتھوں سے مذہب اسلام نے بڑے بڑے صدمے اوٹھائے ہیں جو کام اونہوں نے کئے ہیں اگر اس وقت کوئی عیسائی یا یہودی سے بڑی سلطنت مسلمانوں اور اسلام کے ساتھ ایسا کرے تو وہ عیسائی دوسری سلطنت تھی اوس کا جو ہر نکالدیں اور نہایت نفرت و حقارت سے اون کام کو دیکھیں - مثلاً ابو سعید حسن بن بہرام جنابی موسم حج میں مکے میں بہت سی جمعیت لیکر چڑھ آیا اور تیس ہزار حاجیوں کو قتل کیا اور اوس کا بیٹا ابو طاہر سلیمان سنہ ۳۱۷ ہجری میں موسم حج میں مکے میں بہت سی جمعیت کے ساتھ چڑھ گیا اور مسجد الحرام میں گھوڑے پر سوار ہو کر داخل ہوا - شراب کا پیالہ ہاتھ میں تھا جسے وہاں پیا اور اپنے گھوڑے کو سیٹی دی تو اوس نے مسجد میں پیشاب کردیا اور حاجیوں کو نہایت بے دردی سے قتل کراکر چاہ زمزم میں ڈلوا دیا - اور باقی کو مسجد حرام میں دفن کرایا اور دروازہ کعبہ کو اوکھڑوا ڈالا اور حجر اسود کو اوکھڑوا کر مقام ہجر کو جو اوس کا دار الحکومت

کھا لگیا اور وہاں سنڈاسوں میں ڈلوا دیا اور بائیس برس تک حجر اسود اوس کے پاس رہا۔ پھر آخر کار ۳۳۹ھ میں یحییٰ بن خلیفہ عباسی مطیع اللہ ابو القاسم مفضل بن مقتدر بن معتضد والی بغداد نے تیس ہزار دینار کو اوس سے خرید کر کے بدستور خانہ کعبہ میں رکھوا دیا۔ اسماعیلیہ کو بہت بڑی ثروت و قوت اوسوقت حاصل ہوئی جبکہ اون کی سلطنت افریقیہ و مصر میں قائم ہوئی۔

اسماعیلیہ کا اسلام کے احکام کو اوٹھا دینا

اسماعیلیہ کے ایک داعی نے جس کا نام عبد اللہ بن میمون ہے کہا ہے کہ قرآن و حدیث کے ظاہری مضمون پر عمل کرنا حرام ہے اور حشر کا اور جزا و سزا کا بھی انکار کر دیا ہے اور کہا ہے کہ نصوص قرآن و حدیث کے باطن پر عمل کرنا فرض ہے اسی لئے اسماعیلیہ کو باطنیہ بھی کہتے ہیں۔ ان کا قول ہے کہ اہل بیت کا یہی مذہب ہے انہیں سے قرامطہ نے قبلہ بیت المقدس کی طرف بنایا تھا اور یہودیوں کے قبلہ کی جگہ مقرر کیا تھا۔ یہ لوگ حرام چیزوں کو مباح جانتے تھے۔ بعض نے انہیں سے اپنے ناموں کے ساتھ رسول اللہ کا لفظ مقرر کیا تھا معاد اور احکام شرع کا انکار کر دیا تھا اور بعض انبیا کی نبوت کا بھی انکار کیا تھا۔ کہتے تھے کہ حشر و نشر اور معاد کی ساری باتیں بیہودہ قصے ہیں۔ اور احکام شرع پر عمل کرنا نہ چاہئے بلکہ ایسے شخص کا قتل کرنا واجب ہے۔ انکے نزدیک ظاہر قرآن و سنت سے مفہوم ہوتا ہے عمل کے قابل نہیں ہے۔ بلکہ ہر ایک مسئلہ شرعی کا مقصود باطن ہے نہ ظاہر۔ مثلاً روزے کا باطن یہ ہے کہ مذہب کو مخفی رکھے اور حج کا باطن امام کے پاس پہنچنا ہے۔ اور نماز کا باطن امام کی فرمانبرداری ہے اور کہتے ہیں کہ ہر ظاہر کا باطن ہے اور وہ باطن اوس ظاہر کا مقصد ہے اور وہ ظاہر اوس باطن کا مظہر ہے اور کوئی باطن نہیں جس کا ظاہر نہ ہو ورنہ وہ فی الحقیقت کچھ بھی نہیں۔ اور کوئی باطن نہیں جس کا ظاہر نہیں ورنہ وہ خیالی ہے۔ اللہ نے عالم ظاہر و باطن پیدا کئے ہیں۔ عالم باطن عالم ارواح و نفوس و عقول ہیں۔ اور عالم ظاہر عالم اجسام علوی و سفلی و اعراض ہیں۔ امام عالم باطن کا حاکم ہوتا ہے کسی کو بغیر اوس کی تعلیم کے عالم بالا تک رسائی نہیں اور یہی عالم ظاہر اور شریعت

کا حاکم ہوتا ہے جس کی طرف لوگ محتاج ہوتے ہیں اور یہ کام سوا نبی کے تمام نہیں ہوتا - اور شریعت کا ایک ظاہر ہوتا ہے جسے تنزیل کہتے ہیں اور ایک باطن ہوتا ہے جسے تاویل کہتے ہیں - اور زمانہ نبی یا شریعت سے خالی نہیں ہوتا اسی طرح امام یا اون کی دعوت سے خالی نہیں ہوتا اور دعوت کبھی مخفی ہوتی ہے اگرچہ امام ظاہر ہوا اور کبھی دعوت ظاہر ہوتی ہے اگرچہ امام مخفی ہو جسطرح نبی کو معجزہ قول و فعل سے جانتے ہیں اسیطرح امام کو نص یا اور دعوت سے جانتے ہیں اور اللہ کو بغیر امام کے نہیں پہچان سکتے اور امام کا ہر زمانہ میں موجود ہونا ضرور ہے ظاہر ہو یا مستور جسطرح کوئی وقت روشنی روز و تاریکی شب سے خالی نہیں ہوتا -

خلفائے مصر اور حضرت مہدی بانی سلطنت افریقیہ کا حسب و نسب

انکے اپنے نام اور ان کے بیٹے حضرت قائم کے نام میں اختلاف ہے - تاریخ ابو الفدا و روضات الفردوس میں مہدی کا نام عبید اللہ اور کنیت ابو محمد لکھی ہے اور اونکے بیٹے قائم کا نام محمد اور کنیت ابو القاسم لکھی ہے اور لفظ عبید عین کے ضمے اور یائے موحدہ کے فتحہ سے عبد کی تصغیر ہے اور عبد اللہ بھی کتابوں میں لکھا ہے اور اس صورت میں لفظ عبد مکبر ہے نہ مصغر - اور بوہرہ کی اوراد و اور دعا ونکے کلمات میں صاف عبد اللہ ہے کہ مکبر ہے نہ عبید اللہ کہ مصغر ہے مرات عالم روضۃ الصفا حبیب السیر اور تاریخ گزیدہ میں مہدی کا نام محمد اور کنیت ابو القاسم تحریر کی ہے اور اونکے بیٹے قائم بامر اللہ کا نام احمد بیان کیا ہے اور پھر یوں کہا ہے کہ اسماعیلیہ میں سے جسنے اول ظہور کیا اور صاحب ملک و حکومت ہوا وہ ابو القاسم محمد بن عبد اللہ ہیں اونکو مہدی کہتے تھے ۳۲۲ ہجری میں مہدیہ میں اونہوں نے انتقال کیا اونکے بعد جانشین اونکے القائم بامر اللہ احمد ہوئے جو اونکے بیٹے تھے مگر یہ اقوال صحت سے عاری ہیں -

بقول مولف تاریخ فرشتہ بنا بر مورخین کے اتفاق کے ساتھ علویہ مصر کی سیادت مشکوک ہے اور مہدی کے نسب میں بڑا اختلاف ہے جسکی تفصیل یہ ہے

(۱) مہدی بن محمد بن عبداللہ قداح بن میمون بن محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق (۲) مہدی بن احمد بن اسماعیل ثانی بن محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق (۳) مہدی بن محمد حبیب بن جعفر شاعر بن محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق (۴) مہدی بن جعفر بن حسن بن محمد بن جعفر شاعر بن محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق (۵) مہدی بن رضا بن تقی قاسم بن وفی احمد بن رضا محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق (۶) مہدی بن رضا عبداللہ بن تقی قاسم بن ولی احمد بن وصی محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق (۷) مہدی بن عبداللہ بن قاسم بن احمد بن محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق (۸) جمہرۃ الانساب میں لکھا ہے کہ مہدی نے ایک بار یہ دعوے کیا تھا کہ میں حسین بن جعفر بن محمد بن اسماعیل بن امام جعفر صادق کا بھائی ہوں ۔ (۹) اور دوبارہ یہ بیان کیا کہ حسین بن محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق کا بیٹا ہوں ۔ حالانکہ محمد کا بیٹا حسین کوئی نہیں (۱۰) مہدی بن حسین بن احمد بن عبداللہ بن محمد بن اسماعیل بن امام جعفر صادق بوہروں کا مختار یہ پچھلی روایت ہے ۔

غرضکہ علماے محققین کو حضرت مہدی کے نسب میں بڑا اختلاف ہی اور جبکہ انکی سلطنت مصر میں غایت عروج پر تھی اوسی وقت میں اونکے فاطمی ہونے سے انکار کیا گیا تھا المغرب فی اخبار المغرب مطبوعہ شہرلیڈن کے صفحہ ۷۵ میں مذکور ہے کہ قاسم بن طبا طبا علوی کہتے ہیں کہ قسم ہے خدای پاک کی کہ عبداللہ مہدی ہم میں سے نہیں ربیع الثانی سنہ ۴۰۲ ہجری میں قادر باللہ خلیفہ بغداد کے حکم سے ایک محضر لکھا گیا جس پر علویوں اور قضاۃ اور جماعت فضلا اور ابو عبداللہ بن النعمان فقیہ شیعہ کا نام لکھا گیا تھا ۔ اس محضر کا مضمون یہ تھا کہ خلفاے مصر خارج از نسب ہیں انکو اولاد علی بن ابی طالب کے نسب میں کچھہ دخل نہیں اور یہ دیصان کی طرف منسوب ہیں جو فرقہ دیصانیہ کا سرغنہ ہے ۔ اس محضر میں حاکم بامر اللہ بن عزیز بن معز بن منصور لکھہ کر بیان کیا ہے کہ یہ منصور عبدالرحمن بن سعید کے بیٹے ہیں ۔ حالانکہ بوہروں وغیرہ کی روایت کے موافق منصور کے باپ کا نام محمد اور دادا کا نام عبداللہ مہدی ہے ۔

بغداد میں مہر عباسی اور مصر میں مہر علوی لفظ شریف کے ساتھ پکارا جاتا تھا۔
جو لوگ ان کو علوی فاطمی نہیں مانتے وہ لکھتے ہیں کہ اسمٰعیل بن جعفر نے باپ
کی حیات میں مقام عریض میں انتقال کر کے بقیع میں مدفون ہوئے اور اسمٰعیل
کے بیٹے محمد جعفر صادق کے ساتھ بغداد میں آئے اور وہاں لا ولد فوت ہوئے
اور تجنیر الجنان میں ابن خلکان سے کہا ہے کہ بعض مورخین کا قول ہے کہ جعفر صادق
کی ایک کنیز تھی ایک شخص کے ساتھ جو قرشی یا یہودی تھا اوسکی آشنائی ہو گئی۔
اوس عورت نے بہت سا مال اوس مرد کو دیا اور اپنے مالک کے ہاں زنا کرائی اوس
مرد سے اوس کنیز کے ایک بیٹا پیدا ہوا جو اس مہدی کا دادا ہے۔ تاریخ ابن خلکان
جلد اول میں لکھا ہے کہ عبید اللہ بن میمون بن اسود قداح جو جعفر صادق کے غلام
تھا اور تیر بنایا کرتا تھا اسلئے قداح کہلاتا تھا۔ اور بعض نے کہا ہے کہ عبد اللہ
آنکھوں کا علاج کیا کرتا تھا۔ اسلئے قداح کہلاتا ہے اور انساب سمعانی میں آیا ہے
کہ میمون جعفر صادق کا غلام تھا میمون کا بیٹا عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل بن جعفر
صادق کے ساتھ مکتب میں رہتا تھا جب اونہوں نے وفات پائی تو اسمٰعیل
کی خدمت میں رہنے لگا اور جب اسمٰعیل نے بھی وفات پائی تو اوس نے دعوے
کیا کہ میں اسمٰعیل کا بیٹا ہوں حالانکہ میمون کا بیٹا تھا اور اس میمون کے باپ کا
نام دیصان تھا جسکی طرف فرقہ دیصانیہ منسوب ہے۔ مہدی اسی عبد اللہ بن میمون
بن دیصان کی اولاد میں ہیں۔ اہل سنت والجماعت و نسابہ ملک افریقہ کہتے ہیں
کہ مہدی بانی خلافت علویہ افریقیہ و مصر عبد اللہ بن سالم بصری کی اولاد
میں ہے اور اون کا باپ مصر میں نان بائی کی دوکان کیا کرتا تھا اور نسابہ عراق
کہتے ہیں کہ مہدی ایک یہودی کی نسل سے ہیں اور اون کا اصلی نام عبد اللہ
یا عبید اللہ نہیں ہے بلکہ سعید نام ہے اور وہ بیٹے تھے احمد بن عبد اللہ قداح
بن میمون بن دیصان کے بعض نے لکھا ہے سعید بن حسین بن محمد بن احمد بن عبد اللہ
قداح پہلے قول سے سعید (یعنی مہدی) کے باپ کا نام احمد ثابت ہے۔ اور
دوسرے قول سے مہدی کے باپ کا نام حسین ثابت ہوتا ہے۔ یہ حسین
جب مقام سلمیہ یعنی حمص میں گئے تو ایک یہودن کے حسن و جمال کا ذکر

اونکے سامنے ہوا۔ اور خاوند اوس کا جو لونار تھا مرچکا تھا حسین نے اوس
سے نکاح کرلیا۔ اوس عورت کے ایک لڑکا پہلے خاوند لونار سے تھا حسین اوسے
بہت چاہنے لگے اور اوس کی تعلیم میں بڑی کوشش کی چونکہ حسین لاولد تھے
اسلئے اوسی کے واسطے اپنی قائممقامی کی وصیت کی اور اسے دعوت کے اسرار
سکھا دیئے حسین کے بعد اوس نے بڑی ترقی کی اور عبداللہ یا عبیداللہ کے
نام سے شہرت حاصل کی اور اپنا لقب مہدی رکھا۔ اور ظاہر یہ کیا کہ پیغمبر خدا نے
میرے لئے پیشین گوئی کی ہے۔

بعض مورخ مہدی کے خاندان کو علویہ اور اسماعیلیہ اور فاطمیہ کہتے ہیں
اور اونکی اولاد عبیدیین اور بنو مہدی کہلاتی ہے اور اونکے علوی فاطمی ہونے
پر دوسرے ایسے بیانات بھی شاہد ہیں جو وقعت کی نظر سے دیکھنے کے قابل ہیں
مگر اس کا کیا کیا جاوے کہ اونکے مخالفین نے اونکے خاندان سیادت میں ایسی
گڑبڑ پھیلادی ہے کہ جسکی وجہ سے یہی ماننا پڑتا ہے کہ مہدی حضرت علی کی نسل
سے نہ تھے پولیٹکل مصلحت پر نظر ڈالکر دعاوے علوی بن گئے تھے بعض یہانتک
کہتے ہیں کہ علوی نسب اور مہدویہ مذہب اونکے لئے خاص ابو عبداللہ شیعی
نے اختراع کیا تھا خلاصہ کلام یہ ہے کہ مہدی نے افریقہ میں خروج کیا سلطنت
عباسی میں ضعف تھا کسی سے اونکی مزاحمت نہو سکی۔ اوہنون نے ایک بہت بڑی
زبردست سلطنت افریقہ میں قایم کی۔ بنو امیہ اور عباسیون کے بعد حدود اراضی
کے اعتبار سے اور نیز اس لحاظ سے کہ عرصے تک بادشاہت قایم رہی علوی سلطنت
تیسرے درجے میں شمار ہوتی ہے۔ بغداد سے لیکر اندلس تک علویون کی بادشاہت
پھیلی ہوئی تھی کچھ دنون شام مکہ اور مدینہ میں بھی علویون کا زور رہا۔ اندلس ایسی مستقل
اور زبردست سلطنت اسلامی عرصے تک علویون کا ایک صوبہ رہی حضرت
مستنصر باللہ مہدی کے بعد آٹھوین خلیفہ ہوئے اونکے اشارے سے بساسیری
نے قایم باللہ کو بغداد میں قید کرکے سال بھر تک مستنصر کا نام خطبے میں قایم رکھا
مستنصر کے عہد میں عباسیون کا خاتمہ ہو جاتا لیکن طغرل بیگ نے جو سلاطین
سلجوقیہ میں بڑا اولوالعزم بادشاہ گذرا ہے۔ اور جسکی سلطنت خراسان میں بڑے

زور و شور کے ساتھ بغداد پہونچکر بساسیری کو مغلوب کیا اور قائم بامر اللہ کو بڑے اعزاز سے پھر تخت پر بٹھایا۔

خلفائے مصر کے مذہبی خیالات

سلاطین علویہ بہ نسبت خلفائے عباسیہ کے زیادہ پابند احکام شرع تھے لہو و لعب سے انکو پرہیز تہا اسلئے عیسائی مورخوں نے براہ تعصب علویوں کو متعصب لکھا ہے اور یہ لوگ اگرچہ باطنیہ تھے مگر تالیف قلوب رعایا کے لئے ظاہر میں احکام شرع کی پابندی کرتے تھے اور در پردہ اپنے عقائد کے جاری کرنے میں برابر مصروف تھے اور اپنے خاص خاص دوستوں کو بطور باطنیہ کے بھی تعلیم دیا کرتے تھے انکے عہد میں تمام مصر میں رواج مذہب اسماعیلیہ کا ہوگیا تھا قاضی اور مفتی شیعہ ہوتے تھے جو کوئی انکے خلاف کرتا تھا اوس کو سزا دیتے۔ یہاں تک کہ سوا اس عقیدے کے کوئی عقیدہ اوس سرزمین میں باقی نہ رہا اگرچہ مذہب شیعہ بہ نسبت سُنی زمین مصر میں معروف تہا۔

ناصر خسرو اپنے سفرنامے میں کہتا ہے کہ میں شام سے قیروان تک گیا۔ تمام شہروں اور گانوؤں میں جو جو مسجدیں تھیں سب کا خرچ وکیل خلیفہ مصر کے ذمے تہا۔ چراغ کا تیل۔ چٹائی۔ بوریا۔ کمل۔ موذن اور فراش وغیرہ کی تنخواہ یہ سب چیزیں شاہی بہم پہنچاتا تہا۔ قاضی القضاۃ دو ہزار دینار مغربی ماہوار پاتا تھا اور اسیطرح دوسرے قاضیوں کی بھی بیش قرار تنخواہیں تھیں تاکہ لوگوں سے رشوت کی طمع نکریں ماہ رجب میں تمام مساجد میں حکم سلطانی سنایا جاتا تھا کہ اے مسلمانوں موسم حج قریب آگیا ہے۔ سلطان کی طرف سے جو سامان اور فوج اور باربرداری اور خرچ مقرر ہے وہ بدستور دیا جاے گا۔ رمضان میں بھی یہی منادی کی جاتی اول ذیقعدہ سے آدمی شہر سے نکلنا شروع ہوتے اور ایک مقام معین میں ٹھیرتے۔ نصف ذیقعدہ میں قافلے کا کوچ ہوجاتا تمام لشکر کا خرچ ایک ہزار دینار روزانہ ہوتا تھا۔ اور تنخواہ نوکروں کی اس کے علاوہ ہوتی ساٹھ ہزار کے قریب دینار خرچ میں آجاتے تھے اور جو اہل مکہ اور اعیان مکہ کے لئے انعام و اکرام اور وظیفہ بھیجا جاتا وہ اس کے علاوہ ہوتا اور سال میں دو بار جامہ کعبہ بھیجا جاتا تھا۔

عقائد اسماعیلیہ

اسماعیلیہ کہتے ہین کہ امامت حضرت اسماعیل کی اولاد مین قیامت تک بنی رہیگی اور امامت کی وجہ سے وہ دنیا مین لوٹ آنے کے قائل ہین - اور کہتے ہین کہ ایک جزو الٰہی نے آئمہ مین حلول کیا ہے - حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ اور دوسرے آئمہ بطریق وجوب مستحق امامت ہین - جس طرح آدم علیہ السلام سجود ملائکہ کے مستحق ہوگئے اور یہی عقیدہ فاطمیین کا بلاد مصر مین تہا اور اسماعیلیہ کا زعم یہ بھی ہے کہ اللہ تعالے قادر و مختار نہین ہے وہ جب کسی چیز کو پسند کرتا ہے تو وہ اوس کے بغیر اختیار موجود ہو جاتی ہے - جیسی سورج کی شعاع بغیر اختیار نکلنے لگتی ہے - اور نہ اللہ تعالے صاحب ارادہ ہے - بلکہ جو کچھ اس سے صادر ہوتا ہے وہ اوس کی ذات کو لازم ہے جیسے آگ کو گرمی اور آفتاب کو روشنی - اور اسماعیلیہ کے نزدیک آئمہ مین عصمت کا ہونا شرط ہے - مگر مہدویہ مین سے بعض کا قول یہ ہے کہ امام حکومت وولایت کے وقت گناہون سے معصوم ہوتا ہے کہ امام کا حکم ایسا غدار مرد و عورت پر لازم الاتباع ہے - اگرچہ مرضی کے خلاف ہو - پس اگر امام کسی عورت کا عقد کسی مرد کے ساتھ کردے تو یہ عقد دونون پر لازم ہو جاتا ہے اور فسخ نہین کرسکتے - اسیطرح اور تمام معاملات بیع و اجارہ مین امام کا حکم نافذ ہے اور یہ بھی عقیدہ رکھتے ہین کہ امام کو خدائے تعالے کے ساتھ ایسا حضرت موسے کے ہمکلام ہونا چاہئے - حضرت حاکم بامر اللہ خلیفہ مصر کو اس باب مین بڑے بڑے دعوے تھے - اور اکثر کوہ طور پر جاتے اور لوگو نپر ظاہر کرتے کہ مجھ سے خدا نے کلام کیا ہے - مہدویہ کے نزدیک امام کے واسطے علم غیب کا ہونا ضرور ہے اور ان کا اعتقاد یہ ہے کہ لفظ علی جو اوپر درود مین ہے درود مین آل پر داخل کرنا یعنی یون کہنا حرام ہے اللہم صلے علے محمد و علے آل محمد - بلکہ یون کہنا چاہئے اللہم صلے علے محمد و آل محمد اور اس حدیث سے استدلال ہین یہ حدیث بیان کرتے ہین کہ من فصل بینی و بین آلی بعلی لم ینل شفاعتی یعنی جس نے مجھ مین

اور میری آل میں لفظ علے کے ساتھ فاصلہ دیا وہ میری شفاعت سے محروم ہو گئے یہ بوہروں میں اس بات کی پابندی ہے اور کہیں ان کتابوں میں علے محمد وعلی آل محمد بھی دیکھا جاتا ہے اور کہیں علی محمد وعلے آلہ اور کہیں علے محمد وآل محمد پایا ۔

اسماعیلیہ کے دعوت کے طریق

کتب اسماعیلیہ کی بہت سے معلوم ہوتا ہے کہ دعاۃ اسماعیلیہ خصوصا دعاۃ طیبیہ مستعلیہ نو دعوتیں ارشاد کرتے ہیں۔ مگر داعی مدعوین جسقدر شوق اور قابلیت پاتا ہے اوسیقدر دعوتیں اون کو کرتا ہے۔ **دعوت اول** داعی نہایت وقار سے ارشاد پر بیٹھا ہوتا ہے جس کو دعوت کرتا ہے اول اوس سے تاویل آیات اور معانی امور شریعت کی مشکل باتوں کے اور تھوڑے سے علم طبعیات وغیرہ کے مشکل مسئلے بھی سوال کرکے کہتا ہے کہ بعض اسرار دین پوشیدہ ہیں اور اکثر آدمی اون سے منکر اور جاہل ہیں۔ اگر امت محمدی کے لوگ اون باتوں کو جان لیتے جو اللہ تعالے نے آئمہ اہل بیت سے مختص کی ہیں تو آدمیوں میں اختلاف پیدا نہوتا جب مدعو یہ بات سنتا ہے تو داعی کے پاس جو کچھ معلومات ہوتی ہیں اونکو سننے کا مشتاق ہوتا ہے۔ پھر داعی اوسکی رغبت پاکر بیان کرنا شروع کرتا ہے اور بڑی عمدگی سے آیات قرآن اور شرائع دین کے مطالب بیان کرتا ہے ا

اور کہتا ہے کہ جو کچھ اختلاف لوگوں میں آیا ہے اور گمراہی میں پڑے ہیں یہ سبب اسکے ہے کہ آئمہ دین اور حافظان دین نبی سے روگردانی کی ہے اور غیروں کے اتباع کرتے ہیں۔ اور حق یہ ہے کہ آئمہ ہی نے شرع رسول کے حافظ ہیں اوسکی حقیقت کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ معانی ظاہری وباطنی اور تاویل وتفسیر قرآن سے آگاہ ہیں جب مسلمانوں نے دوسروں کی اتباع کی۔ اور اپنی عقل سے دلائل نکالنے لگے تو گمراہی میں پڑ گئے۔ اللہ تعالے نے علم دین کو پردے میں مخفی رکھا ہے تاکہ اسرار الہی مبتذل نہوجاویں۔ پس اللہ کے بھید سوائے فرشتہ مقرب اور نبی مرسل یا بندہ مومن کے جس کا دل خدا نے تقوے میں آزما کرلیا ہے کوئی نہیں جان سکتا جب مدعو کا دل داعی کی باتوں سے خوب گرم ہوجاتا ہے اوس وقت داعی دوسری باتیں شروع کرتا ہے۔ کہتا ہے [illegible]

اور معنی عصا کیا ہے اور کس لئے حائضہ کو روزے کی قضا کا حکم ہے اور قضاء
نماز کی ممانعت ہے اور کیا سبب ہے کہ جنابت کے لئے غسل کا حکم ہوا ہے اور پیشاب
پاخانے کے لئے غسل کا حکم نہ ہوا اور کیا سبب ہے کہ خدا نے مخلوق کو چھ دن میں
پیدا کیا کیا ایک گھڑی میں پیدا کرنے سے عاجز تھا اور صراط کے کیا معنی ہیں ۔ اور
کراماً کاتبین کیا ہیں اور کراماً کاتبین کو جو ہم نہیں دیکھتے اس کا کیا سبب ہے کیا ہم سے
چھپے کے سبب سے ناواقف ہیں اور ہم سے اہل خوف سے محجوب کر گواہ بنے ہیں اور
ہمارے اعمال لکھتے رہتے ہیں ۔

اور ذنوب کا بدل دینا قیامت کو اور عذاب جہنم کیا ہیں اور یہ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ
عاصی کی جس جلد نے گناہ کیا ہے وہ ایک جلد سے بدل دی جاوے گی جو گناہ میں
شامل نہیں تا کہ اس کو عذاب دیا جاوے ۔ اور اس آیت کے کیا معنی ہیں ویحمل عرش
ربک فوقهم یومئذ ثمانیة اور شیطان اور اس کی صفت کیا ہے اور وہ کہاں
رہتا ہے ۔ اور یاجوج ماجوج اور ہاروت ماروت کیا ہیں اور کہاں رہتے ہیں اور
سات دوزخیں اور آٹھ بہشتیں کس وجہ سے ہیں اور کیا ہیں اور زقوم کا درخت
اور دابۃ الارض اور رؤس الشیاطین اور شجرہ ملعونہ اور تین اور زیتون کیا ہیں اور
اس آیت کے کیا معنی ہیں فلا اقسم بالخنس الجوار الکنس اور حروف
مقطعات کے کیا معنی ہیں اور سات آسمان اور سات زمین اور سبع المثانی اور
بارہ برج کس وجہ سے ہیں ۔ اور قرآن اور سنت پر عمل کرنا تمھارے حق میں کیا کریگا
اور [illegible] لاتی کے کیا معنی ہیں ۔ اور دل اپنے نفس کی فکر کرنی چاہئے اور کہاں
ہے اور تمھاری ادراک کی صورت کس طرح کی ہے اور وہ جسم میں کس جگہ ہوتی ہے
اور روح کا حال کیا ہے اور انسان کیا ہے اور کیا ہے تفاوت انسان اور
بہائم اور حشرات کی زندگی دو حیات میں ۔ اور کیا فائدہ ہے حشرات کے پیدا
ہونے اور نباتات کے اگنے میں اور اس کے کیا معنی ہیں کہ حوا آدم کی پسلی میں سے
پیدا ہوئی ہے اور فلاسفہ کے اس قول کے کیا معنی ہیں کہ انسان عالم صغیر ہے اور
عالم انسان کبیر ہے ۔ اور انسان کا قامت کیوں کھڑا پیدا ہوا ۔ اور حیوان کا خلاف
اس کے رہا اور کس واسطے پاؤں اور ہاتھوں کی دس دس اور انگلیاں ہوتی ہیں ساور

کیا وجہ ہی کہ ہر انگلی مین تین تین ٹکڑے ہین اور انگوٹھے مین دو اور چہرے مین
سات سوراخ کیون مقرر ہوئے - اور باقی بدن مین صرف دو ہی سوراخ کیون
رکھے گئے - اور کیا وجہ ہی اس بات کی کہ پشت کی ہڈی مین بارہ
گرہیان ہین اور گردن مین سات - اور کسواسطے آدمی کی گردن کی شکل میم
کی سی ہی اور دونون ہاتھون کی شکل حاے حطی کی سی ہے - اور شکم کی شکل میم
کی سی اور پاؤن کی شکل دال کیصورت پر کیون ہے - تب ہی آدمی کے قامت
مین اون حروف کا مجموعہ ثابت ہوتا ہے جو لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین جمع
ہین اور کسواسطے آدمی کا قامت الف کی طرح سیدھا ہے - اور رکوع مین لام کی
صورت پر ہو جاتا ہے اور سجدہ مین ہا بن جاتا ہے کہ مجموعہ ان تین حروف کا
وہی ہی جو لفظ اللہ مین موجود ہی - اور کسواسطے انسان کی ہڈیان اسقدر ہین
اور دانت کیون اسقدر واقع ہوئے - اور اسکی اعضاے رئیسہ اور
رگون کی تعداد کیون ہو اسطرح داعی تمام تشریح و اعضا کا ذکر کرنا ہی بہت طول
کھاتا ہی تم یقین ہو اور خیال کیون نہین کرتے ہو کہ ہمارا پیدا کرنے والا حکیم
اور علیم ہی اور اسکے سب کام حکمت سے لبالب ہین - حالانکہ اوس نے
قرآن مین جابجا غور کرنیکے واسطے تاکید فرمائی ہے چنانچہ فی الارض آیات
للموقنین وفی انفسکم افلا تبصرون یعنی زمین مین نشانیان ہین
یقین لانے والونکے لئے اور خود تمہارے اندر کیا تم نہین دیکھتے ہو دوسری
جگہہ فرمایا ہی سنریہم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسہم حتی یتبین لہم
انہ الحق یعنی اب ہم اونکو اپنے نمونے دنیا مین اور خود اونکی جانون مین دکھاوینگے
جب تک کہ اونپر کھل جاوے کہ یہ حق ہی - اس قسم کی آیتین سراسر
دلالت کرتی ہین کہ حضرت کا ارادہ یہ ہے کہ تم کو اپنے اسرار مخفی جتلاوے
اگر تم متنبہ ہو جاؤ اور جان جاؤ تو تم سے سب حیرت زائل ہو جاوے
اور شبہہ اور شک مٹ جاوے - اور معارف سینہ تمہارا اسپر ہو جاوین کیا یہ
نہین خیال کرتے کہ تم اپنے نفوس سے بھی بیخبر ہو - حالانکہ خدا نے
فرمایا ہے من کان فی ہذہ اعمی فہو فی الآخرۃ اعمی و اضل سبیلا

جو کوئی اس جہان میں اندھا ہے ویسا ہی آخرت میں بہشت کی راہ سے اندھا ہے
اور بہت دور پڑا ہے۔ جب داعی دیکھتا ہے کہ مدعو پوری بازگشت بکلی رغبت رکھتا
ہے تو اوس سے یہ کہتا ہے کہ اے شخص جلدی مت کر خدا کا دین لطیف ہے اس
کا نا اہل آگاہ ہوتا۔ بدون امتحان کے آگاہ کرنا نہ چاہیئے کیونکہ اللہ تعالیٰ
کی یہ عادت ہے کہ جسکو ہدایت کرتا ہے اوس سے اول عہد و پیمان کر لیتا ہے
چنانچہ قرآن میں ہے وَإِذْ أَخَذْنَا مِنَ النَّبِيِّينَ مِيثَاقَهُمْ وَمِنْكَ وَمِنْ نُوحٍ
وَإِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَأَخَذْنَا مِنْهُمْ مِيثَاقًا
غَلِيظًا یعنی جب لیا ہم نے نبیوں سے اون کا عہد اور تجھ سے اور نوح سے اور
ابراہیم سے اور موسیٰ سے اور عیسیٰ ابن مریم سے اور لیا ہم نے اون سے پختہ عہد
اور فرمایا ہے وَمِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ
یعنی بعضے ایمان والوں میں سے وہ مرد ہیں کہ سچ کر دکھایا اونہوں نے اوس
چیز کو عہد کیا تھا اللہ تعالیٰ سے اور فرمایا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا
بِالْعُقُودِ یعنی اے ایمان والو پورا کرو قراروں۔ اور فرمایا ہے وَلَا تَنْقُضُوا
الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا یعنی مت توڑو قسموں کو اون کی مضبوطی کے بعد
اسی قسم کی آیات پڑھکر کہتا ہے کہ بیعت اخذ دو اور ہم سے عہد استوار کرو
کہ ہرگز بیعت کو نہ توڑو گے اور ہمارے کسی بھید کو افشا نہ کرو گے اور ہمارے دوست کو
دوست اور دشمن کو دشمن سمجھو گے جب مدعو نے بیعت کر لی تو اوس وقت
داعی اوس کے مال میں سے بقدر حیثیت کچھ اوس کی نذر میں مانگتا ہے۔ اگر
مدعو دیتا ہے تو داعی کی مجلس میں بار بار حاضر ہو سکتا ہے اور نصیحت وغیرہ
سننے کا مجاز ہوتا ہے ورنہ اوسکو بار نہیں ملتا۔

دعوت دوم جب مدعو سب باتیں پہلی دعوت کی تسلیم کر لیتا ہے
اور مال بھی نذر کر دیتا ہے تو دوسری مجلس میں داعی اوس کو بار بار کہتا ہے
کہ اللہ راضی نہیں ہوتا ہے [illegible] طاعت سے [illegible] بندوں پر مقرر کیا ہے اون کی
بجا آوری سے جب تک ائمہ کی شناخت نہ کرے جن کو اللہ تعالیٰ نے
آدمیوں کی ہدایت کے لئے مقرر کیا ہے اور اون کو شریعت کا حافظ بنایا ہے

پھر اون امور کی تشریح کرتا ہے اور اپنے کلام پر دلائل لاتا ہے جو اس فرقے
کی کتب میں مفصل مذکور ہیں جب داعی کو معلوم ہوا کہ مدعو کے دل میں آئمہ
کی طرف سے اعتقاد راسخ ہو گیا تو تیسری دعوت ارشاد کرتا ہے -

دعوت سوم جب تیسری دعوت کی مجلس میں مدعو حاضر ہوتا ہے تو
داعی کہتا ہے کہ آئمہ کل سات ہیں حضرت علی حضرت حسن - حضرت حسین
حضرت زین العابدین حضرت محمد باقر حضرت جعفر صادق اور ساتویں
قائم صاحب الزمان اور جانتا رہ کہ قائم میں اختلاف ہے بعض محمد مکتوم بن اسمٰعیل
بن امام جعفر صادق کو جانتے ہیں اور بعض اسمٰعیل بن جعفر کو جب دلائل اور
توجیہات سے مدعو کے دل میں ثابت ہو جاتا ہے کہ امام سات ہیں تو شیعہ
اثنا عشری کے برخلاف ہو جاتا ہے جو دوازدہ امام کے قائل ہیں اور داعی
بیان کرتا ہے کہ صاحب الزمان کو علم باطنی اور ظاہری وہ کچھ حاصل ہے کہ
اون سے زیادہ اور بہتر فرشتے کے پاس بھی نہیں اور وہی تاویل تفسیر قرآن اور
تاویل تاویلات کے ماہر ہیں اور یا وہ ہیں کہ تمام اسرار الٰہی کا علم ہے اور دعاۃ
اون کے وارث ہیں اور کوئی دعاۃ کی ہمسری نہیں کر سکتا اور داعی اپنے
ان مطالب پر بہت سی دلیلیں لاتا ہے جو اس فرقے کی کتب میں مذکور ہیں
جب داعی نے خیال کیا کہ میری تقریر نے اس کے دل میں اثر کیا تو دعوت
چہارم شروع کرتا ہے -

دعوت چہارم اس دعوت میں داعی بیان کرتا ہے کہ شریعت کے
مبدل سات ہیں - اور ہر ایک کو ناطق کہتے ہیں اور ہر ناطق کے شریعت کے
رواج دینے والے اور وصی بھی سات آدمی ہوتے ہیں جن کو صامت بولتے
ہیں - پہلے ناطق آدم ہیں جن کے صامت اول شیث علیہ السلام تھے
جب ان سب صامتوں کا زمانہ گذر چکا تو دوسرے ناطق نوح علیہ السلام
ہوئے جنہوں نے ناطق اول کی شریعت کو بیک قلم موقوف کر دیا ان کے صامت
اول سام تھے - تیسرے ناطق ابراہیم علیہ السلام ہیں اور ان کے جانشین
یعنی صامت اول اسمٰعیل ذبیح اللہ تھے ان کے بعد ناطق چہارم موسیٰ تھے

علیہ السلام ہوئے انکے وصی اول ہارون علیہ السلام تھے اور انکے بعد نون اور پانچوین ناطق عیسے علیہ السلام تھے اور اونکے وصی اول شمعون ستھے اور ناطق ششم محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور اونکے وصی اول حضرت علی پھر امام حسن پھر امام حسین پھر علی بن امام حسین پھر محمد باقر پھر جعفر صادق پھر اسماعیل بن جعفر آخر حمد نشان صامت مفتم ہین۔ ساتوین ناطق صاحب الزمان محمد بن اسماعیل ہین کہ اونھین پر جملہ علوم اولین و آخرین تمام ہوتے ہین۔ اور اونکی اطاعت مین ہدایت ونجات منحصر ہے جب اس ترتیب کو عمدہ عمدہ تقریرون کے ساتھ جو انکی کتب مین مذکور ہین دلنشین کردیتا ہے تو پانچوین دعوت آغاز کرتا ہے۔

دعوت پنجم داعی اس مین کہتا ہے کہ ہر امام صامت کی ساتھ بارہ آدمی مطابق عدد مہینون اور برجون کے ہوتے ہین کہ ہر ایک حجت کہلاتا ہے خدا نے انسان کے جسم کو زمین کی طرح پیدا کیا ہے۔ اور چارون انگلیون کو جزائر کی طرح بنایا ہے کہ ہر اونگلی مین تین تین ٹکڑے رکھے ہین جو کل بارہ ٹکڑے ہوتے ہے۔ اور یہ بارہ ٹکڑے اونھین حجتون کی طرف اشارہ ہین۔ اور انگوٹھا باوجود یکہ سب سے افضل اور اعلا ہے۔ مگر اس مین سات گرہیان نبائی ہین تو وجہ اسکی یہ ہے کہ اس مین سات ناطقون کی طرف اشارہ منظور ہے اور انکے آئمہ جانشین کیطرف بھی اشارہ ہے اور اسی اشارہ کی وجہ سے آسمان اور زمین اور دریا ہفتے کے دن اور کواکب سیارہ بھی سات سات ہین جو عالم کے مدبر ہین۔ اور اسی سبب سے چہرے مین سات سوراخ رکھے ہین۔ جب داعی تقریر طویل کے ساتھ اس مطلب کو بھی مدعو کے ذہن نشین کردیتا ہے تو دعوت ششم شروع کرتا ہے۔

دعوت ششم اس مین آیات قرآنی کی تفسیر کرتا ہے نماز اور روزہ اور زکوٰۃ اور خمس اور حج اور جہاد اور طہارت وغیرہ امور مختلفہ شرعیہ کے قاعدے اور طریقے بیان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ رموز ہین کہ واسطے مصلحت اور سیاست عام کے جاری کئے گئے ہین تاکہ اونھین مشغول ہوکر

آسمین فتنہ وفساد نہ پھیلائیں اور حاکم وقت کی حکومت اور تابعداری سے انحراف نکریں ورنہ فی الحقیقت صوم سے مراد امام کی دوستی ہے۔ اور تیمم سے مراد یہ ہے کہ امام کی غیبت میں حجت سے ضروریات کا اخذ کرنا اور احکام عبادت ہی راز کے ظاہر کر دینے ایسے شخص کے سامنے جو اپنا ہم مذہب نہو بغیر قصد ہدایت کے اور صوم سے مراد امام کے اسرار کی حفاظت ہے اور زنا اسرار دین کے ظاہر کرنے کو کہتے ہیں اور غسل سے مقصود تجدید عہد وپیمان ہے اور زکوۃ سے مراد یہ ہے کہ امورات دینی سکھہ کر نفس کو پاک کرنا اور بعض کتابوں میں لکہا ہے کہ نماز جماعت کی ساتھ ادا کرنے سے یہ مراد ہے کہ امام معصوم کی متابعت کرے۔ اور زکوۃ سے یہ مطلب ہے کہ اپنے مال سے خمس امام کو دیا اور کعبہ سے مراد پیغمبر علیہ السلام ہیں اور باب سے حضرت علی اور صفا سے مراد نبی علیہ السلام اور مروہ سے وصی اور ملا جیسے لبیک کہنے سے یہ مراد ہے کہ امام کی دعوت کو قبول کرے اور خانہ کعبہ کا سات بار طواف کرنے سے مراد یہ ہے کہ آئمہ سبعہ سے دوستی رکھے اور جنت سے مراد بدن کو تکلیف سے بچانا ہے۔ اور دوزخ سے مراد بدن کو مشقت اور تکالیف میں ڈالنا ہے۔ وغیرہ وغیرہ جب مدعو کے دل میں یہ باتیں جم جاتی ہیں تو داعی فلسفے کی باتیں شروع کرتا ہے اور اقوال افلاطون و ارسطو و فیثاغورس وغیرہ کو دلائل عقلی کے ساتھ سمجھاتا ہے۔ اور جب یہ مطالب بھی ذہن نشین ہو جاتے ہیں تو اسکو پھر بعد اسکے آٹھویں دعوت شروع کرتا ہے۔

دعوت ہشتم اس میں کہتا ہے کہ صاحب ولایت اور ناصر شریعت کے لئے یہ مددگار اور مصاحب کی ضرورت ہے تاکہ صاحب ولایت جو کچھ ارشاد کرے یہ مددگار اوس بات کو دوسرے آدمیوں کو سمجھاوے کہ ان میں سے ایک بجائے اصل کے ہوتا ہے اور دوسرا اسکی نقل ہوتا ہے اور نظیر اسکی یہ ہے کہ مدبر عالم اصل ترتیب اور نظام عالم ایک ہی ہے۔ اور جو کچھ مدبر عالم سے سب سے پہلے بلا واسطہ دوسرے سبب صادر ہوا ہے وہ بھی ایک ہی ہے جسکو عقل کامل کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں اور صادر اول بھی کہتے ہیں۔ اسلئے کہ پہلی مرتبہ

صادر ہوئی اور سب سے اول پیدا ہوا ہے اور عقل اول اسی کو کہتے ہیں۔
چنانچہ اس مطلب کی طرف قرآن و حدیث میں کئی جگہ اشارہ ہوا ہے
انما امرہ اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون یعنی اوس کا حکم
یہی ہے کہ جب کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو اوس کو کہتا ہے کہ ہو جا پس وہ
ہو جاتی ہے۔ اس آیت میں اول فی الرتبہ کی طرف اشارہ ہے اور دوم فی القدر
کی طرف اس آیت میں اشارہ فرمایا ہے انا کل شیء خلقناہ بقدر یعنی
ہم نے ہر چیز کو پہلے اوس کا اندازہ کر کے پیدا کیا ہے۔ اور اس حدیث میں بھی
آنحضرت نے عقل کی جانب جیسے ابتدا اللہ تعالے سے صدور پایا ہے
اشارہ کیا ہے ان اول ما خلق اللہ القلم یعنی تحقیق اللہ تعالے نے جو چیز
کہ اول پیدا کی ہے وہ قلم ہے۔ قلم سے مراد عقل اول ہی ہے اور اس قسم کی بہت سی
باتیں ہیں جو ان لوگوں کی کتابوں میں مندرج ہیں اور در اصل یہ قول فلاسفہ
یونان کے کلام سے ماخوذ ہے جنکی رائے یہ ہے کہ الواحد لا یصدر عنہ الا الواحد
یعنی ایک سے صادر نہیں ہوتا مگر ایک ہی جب دعوت تمام ہو جاتی ہے تو داعی
دعوت ششم شروع کرتا ہے۔

دعوت ششم اس دعوت میں داعی کہتا ہے کہ ان دونوں
ذاتوں میں ایک مدبر الوجود ہے اور دوسری اوس سے صادر ہوئی ہے
اس طور کا تقدم ذاتی ہوتا ہے جیسے کہ علت کو معلول پر تقدم ہے خلاصہ یہ ہے
کہ سابق یعنی مدبر الوجود علت ہے اور لاحق یعنی صادر اول معلول ہے اور مدبر
الوجود نے تجویز ذات کو سب سے اول پیدا کیا ہے اوسی سے عالم کی تمام چیزیں
پیدا ہوئی ہیں۔ اس طرح کہ مدبر الوجود یعنی اللہ تعالے نے عالم علوی یعنی اول
اپنے امر کے ذریعہ سے عقل کامل کو جسکو عقل کلی اور عقل اول اور اول موجود اور
صادر اول بھی کہتے ہیں پیدا کیا۔ اور پھر اوس کے ذریعہ سے نفس ناقص کو جسے
نفس کلیہ اور نفس اول بھی کہتے ہیں پیدا کیا۔ جب نفس کو عقل سے کمال حاصل
کرنے کا ذوق و شوق پیدا ہوا پس نقصان سے کمال کی جانب نفس نے
حرکت کی۔ مگر بدون آلہ کے حرکت پوری نہیں ہو سکتی تھی۔ اس لئے اجرام

فلکی پیدا ہوئے انکو نفس نے حرکت دوری کرائی اور اجرام فلکی کے حرکات کے
سبب سے اربعہ عناصر کی طبیعتیں پیدا ہوئیں اور اربعہ عناصر کے ذریعہ سے مرکبات
یعنی نباتات اور جمادات اور حیوانات پیدا ہوئے اور اون سب مرکبات مین
افضل اور اشرف انسان ہے - اس لئے کہ اس مین انوار قدسی کے قبول کرنے
کی استعداد ہے اور عالم علوی کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور جبکہ عالم علوی مین
عقل کامل کلی اور نفس ناقص کلی موجود ہین جنھون نے کائنات کو ایجاد کیا ہے
تو عالم سفلی مین بھی ایسی عقل کامل کا ہونا ضرور ہے جو نجات کا وسیلہ ہو - اور
اصطلاح شرع مین اسی عقل کامل سفلی کو رسول کہتے ہین - اور رسول کی نیابت
مین ایک نفس ناقص نجات کے طریقے بیان کرنے کے لئے ہوتا ہے - جسکو
اس باب مین رسول کے ساتھ وہ نسبت ہوتی ہے جو نفس کلیہ کو عقل کلی کے
ساتھ کائنات کے ایجاد کرنے کے بارے مین نسبت ہوا کرتی ہے - اس نفس کو
جو رسول کا نائب ہوتا ہے امام اور رسول کا وصی کہتے ہین اور جسطرح افلاک
کو عقل اول اور نفس اول نے حرکت دیتے ہین - اسی طرح رسول اور امام انسانون کے
نفوس کو نجات کی طرف حرکت دیتے ہین - مگر ان اسماعیلیہ کے ہان مبدا الوجود
یعنی اللہ تعالی کے لئے نہ کوئی نام ہے نہ نشان نہ بیان نہ صفت اور نہ اوس کو
الفاظ کے ساتھ بیان کرتے ہین پس انکے زعم مین خدا نہ موجود ہے نہ معدوم نہ
عالم نہ جاہل نہ قادر نہ عاجز وغیرہ وغیرہ کیونکہ ان کا زعم ہے کہ ان کے اوصاف
کے ثابت کرنے سے خدا کی مشارکت موجودات کے ساتھ لازم آجاوے گی -
اور ان اوصاف کی اوس ذات پاک سے نفی کرنے سے تعطیل لازم آتی ہے
اسلئے یہ کہتے ہین کہ جو کچھ قدیم ہے وہ خدا کا امر یعنی کلمہ کن ہے اور جو کچھ حادث ہے
وہ مخلوق ہے اور اوسی کو تعبیر فطرت کی - جبلی کے داعی مدعی کہتا ہے کہ یہ دوسرا
جیسے عقل فعال کے ساتھ تعبیر کرتے ہین - اعمال ذات یعنی مبدا الوجود کی اتباع اختیار
کرتا ہے یہان تک کہ یہ مبدا الوجود کے مرتبے کو پہنچ جاتا ہے اسیطرح امام سے
عبادت اور وصی بھی کہتے ہین اپنے اعمال سے مین رسول کی پیروی کرکے مقبول
کے جیسے ناطق کبھی کہتے ہین مرتبے کو پہنچ جاتا ہے اور وہ دونون مین درجہ کہ بھر

تفاوت نہیں رہتا اسی طرح داعی وصی کے مرتبے کو پہونچ جاتا ہے غرضکہ
عالم کے کاروبار اسی طریق پر جاری ہیں - اس کے بعد داعی کہتا ہے کہ رسول
کا معجزہ یہی چیزیں ہیں جنسے انسانوں کی سیاست کا کام متعلق ہے - سوا
اس کے کچھہ نہیں اور انتظام عالم کی غرض ہے یہی - زمین و آسمان جواہر
و اعراض کی حقیقتیں بیان کرتا ہے کبھی ایسی وضاحت کے ساتھہ کہ لوگ
اوسے سمجھہ لیتے ہیں - اور کبھی ایسی رمز کے ساتھہ کہ علما بھی اوس کے
ادراک سے عاجز آتے ہیں - اور اسی تدبیر کے ساتھہ رسول کی شریعت
کو انتظام حاصل رہتا ہے - اور آدمی اوسے مانتے ہیں - اور داعی کہتا ہے کہ
قیامت اور ثواب و عذاب کے معانی کچھہ اور ہی ہیں جو عام طور پر ہر ایک
کی سمجھہ میں آنا دشوار ہیں اور وہ یہ ہے کہ کواکب کے دوری ختم ہو کر دوسرے
دورے شروع ہو جاتے ہیں ورنہ سیارات اور ثوابت ہیں کسی طرح کون
و فساد نہیں آ سکتا - انکی طبایع برباد ہو سکتے اور فنا ہونے سے بری ہیں
پس قیامت کے یہی معنی کسطرح درست نہیں ہیں کہ اجرام علوی فنا ہو جاینگی
اس کے بعد داعی دعوت نہم شروع کرتا ہے

دعوت نہم یہ دعوت سب دعوات کا نتیجہ ہے - جب داعی مدعو
کی طرف سے مطمئن ہو جاتا ہے تو اسے ہدایت کرتا ہے کہ فلاسفہ یونان
کی کتابیں لیکر علوم الٰہی و طبعی کا مطالعہ کرتا رہے جب داعی سمجھہ لیتا ہے
کہ مدعو کو فلاسفہ کے اقوال سے خوب وقفیت حاصل ہو چکی تو اب داعی اپنے
رازوں کو کھولنا شروع کرتا ہے - اور کہتا ہے کہ جو کچھہ تمنے اصول و حدوث
سے ابتک اطلاع دی ہے - یہ سب رموز و اشارات ہیں طرف معانی
و مبادی اور انقلاب جواہر کے اندر ہی قصر نفس کی صفائی کا نام ہے
اور رسول یا نبی کا کام یہ ہے کہ جو بات اوس کے دل میں آتی ہے
اور اوسے بہتر معلوم ہوتی ہے - وہ لوگوں کو بتا دیا کرتا ہے - اور اس کا
نام کلام الٰہی رکھتا ہے - تاکہ لوگوں کے دلوں میں یہ قول اثر کر جاتی
اور وہ اسے مان لیں تاکہ سیاست اور مصلحت عامہ میں انتظام رہے

اور جبکہ نبی کی حقیقت یہ ٹھیری تو اوس کے تمام اقوال پر عمل کرنا کیا ضرور
اوس کی شریعت پر عمل کرنا چاہیے جو اپنی مصلحت اور حاجت کے مناسب ہو
بلکہ عارف شخص کے واسطے تو نبی کے کسی قول پر عملدرآمد اور پابندی ضروری نہیں
اوس کے لیے صرف معرفت ہی کافی ہے - کیونکہ معرفت ہی اصل الاصول ہے
اور سب کمالات کی انتہا اسی کی طرف ہے - اور جو کچھ تبدیل اور انتقال کی
پابندیاں مقرر ہیں وہ کافروں کے واسطے واجب ہوئی ہیں - جو معرفت سے
آشنا نہیں ہوتے اور عارف کے حق میں یہ باتیں بالکل عبث اور بار گران
ہیں - اور اقسام معرفت سے ان لوگوں کے نزدیک ایک یہ ہے کہ انبیا
ناطق صاحب شرائع واسطے سیاست عام کے مقرر ہیں اور ان انبیا کے
اسرار حکمت خاص ہیں وہ فلاسفہ کی جماعت ہے اور عالم کا وجود روحانی ہے
اور جو کچھ ریاضت کتب معارف کے مطالعہ میں کی جاتی ہے وہی ناظر کو امام
تک پہنچاتی ہے - اور امام کے ظہور کے معنی یہ ہیں کہ مناقشہ کے ذریعہ سے
اوس کے احکام امر و نہی جاری ہوں نہ یہ کہ امر و نہی کا ظہور بعینہ امام [illegible]
[illegible] ظاہر ہے -

سلاطین علویہ کے مختصر حالات ذیل میں درج ہیں

عبداللہ الملقب بہ مہدی باللہ

تواریخ سے پتہ اختلاف کے بعد یہ بات ثبوت کو پہنچی ہے کہ عبداللہ مہدی
کے دادا اہواز اور بصرہ اور سلمیہ میں آئے - لوگوں کو تشیع اور اہل بیت کی
طرف بلانے لگے - اوسکے انتقال کے بعد مہدی کے باپ قائم مقام ہوئے
اور انھوں نے رستم بن حسین کو یمن کی طرف بھیجا کہ وہ لوگوں کو اوس کے
مذہب کی طرف دعوت کرے اور بیٹے ایک شخص ابو عبداللہ شیعی کو بہت
مال و اسباب دیکر رعایا سے افریقیہ کو اسی مذہب کی دعوت کے لیے بھیجا

عبداللہ کے باپ نے جب سلمیہ میں انتقال کیا تو اپنے بیٹے کے واسطے خلافت
ونیابت کی وصیت کردی اور دعاۃ کا حال اور پتا بتادیا۔ عبداللہ نے اپنا
لقب مہدی باللہ کہا اور خلفاے بغداد کے خوف سے سوداگروں کے
بھیس میں مصر ہوتے ہوے افریقہ میں طرابلس کی طرف بھاگ گئے۔ سجلماسہ
کے حاکم یسع بن مدرار نے زیادۃ اللہ گورنر افریقہ کے حکم سے اونکو گرفتار کرلیا۔
مگر ابو عبداللہ شیعی کی کوشش سے زیادۃ اللہ کی قوت برباد ہوگئی اور ابو عبداللہ ملک پر
قابض ہوگیا۔ اور اوس نے سنہ ۲۹۶ ہجری میں سجلماسہ پہنچکر مہدی اور اون کے
بیٹے محمد کو قیدخانے سے نکالا اور دونوں کو سوار کرا کے پہنچایا اور قبائل کے تمام
سرداران کے آگے آگے چلتے تھے۔ ابو عبداللہ مہدی کی طرف اشارہ کرکے کہتا
تھا کہ تمہارے مولا یہی ہیں۔ مہدی فرط خوشی سے رو رہے تھے۔ سنہ ۲۹۷ ہجری تک
مہدی سارے افریقہ کے شہروں کے مالک ہوگئے اور خلفاے عباسیہ
کی حکومت سے وہ ملک نکل گیا۔ جب اونکی بادشاہت جم گئی تو تمام معاملات سلطنت
بذات خود انجام دینے لگے۔ ابو عبداللہ شیعی اور اوس کے بھائی ابو العباس کو
بیدخل کردیا۔ چونکہ ترک امارت طبایع پر سخت ہے یہ امر انکو ناگوار گزرا۔ ابو العباس
اپنے بھائی کو ملامت کرتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ تم نے بادشاہت اپنے ہاتھ سے
نکال کر غیر کو سونپ دی۔ ابو عبداللہ شیعی بھائی کو سمجھاتا تھا کہ ایسی بات منہ سے
مت نکال یہانتک کہ مہدی کو خبر لگی کہ وہ سرداران قبائل سے یہ کہتے ہیں کہ یہ
مہدی وہ مہدی نہیں ہیں جنکی طرف ہم نے تمہیں بلایا تھا۔ مہدی نے دونوں کو
بلا کر سنہ ۲۹۸ ہجری میں اور بعض نے سنہ ۲۹۹ ہجری میں قتل کرڈالا۔ سنہ ۳۰۳ ہجری میں
مہدی نے سرزمین قیروان تک افریقہ میں کنارہ دریا پر ایک شہر آباد کرکے
اوس کا نام مہدیہ رکھا۔ جام جم کے صفحہ ۲۵ و باب ۱۱۲ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ
شہر قلمرو تونس میں واقع ہے۔ بلاد افریقہ میں مہدی کی حکومت نے بڑی قوت پکڑی
مذہب اسماعیلیہ کا چرچا کرنے لگے انکے داعی زمین مصر کی طرف پھیل گئے۔
اور خلق کثیر نے انکی دعوت قبول کی۔
تاریخ ابو الفدا میں مرقوم ہے کہ قاضی ابوبکر باقلانی لکھتے ہیں کہ مہدی باللہ

باطنیہ کا عقیدہ رکہتے تھے۔ علما کو قتل کراتے تھے۔ اس خیال سے کہ اونکی مخالفت پر لوگون کو وعظ و نصیحت نکرین ہمیشہ اصحاب و ازواج رسالتمآب کی ہجو کیا کرتے تھے۔ سواے حضرت علی اور مقداد بن اسود اور عمار بن یاسر اور سلمان فارسی اور ابو ذر غفاری کے اور کہتے تھے کہ سرور عالم کی رحلت کے بعد تمام صحابی مرتد ہوگئے تھے۔ سواے ان پانچ تن کے اور فقہا کو حکم دیا تھا کہ سواے اوس مذہب کے جو اون کا قائم کیا ہوا تھا دوسرے مذہب پر فتوی ندین اون کا مذہب یہ تھا کہ بیٹی پوری میراث کی وارث ہوجاتی ہے اور طلاق بائنہ سے عدت ساقط ہوجاتی ہے۔ اونہون نے افریقہ مین جاکر یہ دعوے کیا کہ مین امام ہون اور کبھی مصلحت کے طور پر یہ بھی کہدیتے تھے کہ امام کے ظہور کا وقت قریب ہے اور یہی ابتدا مین اہل کوفہ و عراق کے سامنے بیان کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ مین امام کا داعی ہون امام جلدی ظاہر ہوا چاہتے ہین مہدی نے ۲۴ برس حکومت کرکے باسٹھ برس کی عمر مین ۳۲۲ھ مین انتقال کیا اور مہدیہ مین مدفون ہوئے۔ مولف تاریخ گزیدہ کہتا ہے کہ مہدی مغربی پانچ سال مہدی اثنا عشری سے چھوٹے تھے۔ اور مشہور یہ ہے کہ مہدی مغربی ۲۶۰ھ مین پیدا ہوے تھے اور مہدی اثنا عشری کی ولادت ۲۵۵ھ ہجری مین ہے۔

ابو القاسم محمد الملقب قائم بامر اللہ بن مہدی

باپ کے مرنے کے بعد تخت نشین ہوئے۔ انکے وقت مین ابو یزید خارجی ایک معمولی شخص نے خروج کیا اور ان کو شکست دی۔ تونس اور قیروان اور رقادہ فتح کرلیا اور قائم مہدیہ مین محصور ہوگئے۔ حالت محاصرہ مین سخت بیمار ہوئے اور ہین شوال ۳۳۴ھ ہجری مین مرگئے۔ بارہ سال حکومت کی۔

ابو طاہر اسمٰعیل الملقب منصور بن قائم

یہ بڑے شجاع تھے تخت پر بیٹھکر انہون نے ابو یزید کو بھگا دیا اور خود اوس کے تعاقب مین سوڈان تک گئے اور اوس کا پیچھا نہ چھوڑا یہان تک کہ ۳۳۶ھ

ہجری مین وہ گرفتار ہوا اور اوسکی کھال نکلوا کر بھس بھروایا گیا ۔ انھون نے شوال کی آخری تاریخ کو ۳۴۱ھ ہجری مین سات سال حکومت کرکے ۳۹ سال کی عمر مین انتقال کیا ۔

ابو تمیم معد الملقب معز لدین اللہ بن منصور

سلطنت نے ان کے زمانے مین عروج پایا اور ۳۵۸ھ ہجری مین ابو الحسن جوہر نامی اپنے والد کے غلام کی کوشش سے بعد وفات کافور اخشیدی والی مصر کے مصر کے مالک ہوگئے یہان جوہر نے قاہرہ آباد کیا اور اپنا لشکر شام کیطرف روانہ کیا تمام ممالک افریقیہ و مصر و بعض بلاد شام مین یہی مذہب پھیل گیا ۔ معز نے مصر کو اپنا دار الخلافت قرار دیا اور پھر یہ ابد سلاطین اسماعیلیہ کا ہی دار الحکومت رہا ۱۹ ربیع الآخر ۳۶۵ھ ہجری روز جمعہ کو راہی ملک آخرت ہوئے ۲۳ سال وہان حکومت کی ۴۵ سال کی عمر پائی ۔

ابو منصور نزار الملقب عزیز باللہ بن معز

عضد الدولہ دیلمی سے انھون نے مراسلت جاری کی شام سے اندلس تک تمام ممالک مغربی پران کا قبضہ تھا انھون نے ایک یہودی کو گورنر شام مین تعینات کیا اور ایک مسیحی حاکم مصر کے لئے مقرر کیا ۔ لیکن پھر اپنی ملت پر متعصب ہوئے رمضان ۳۸۶ھ ہجری مین مرگئے ۔ ۴۲ سال کی عمر پائی ۲۱ سال خلافت کی ۔

ابو علی منصور الملقب حاکم بامر اللہ بن عزیز

یہ بڑے متشرع بادشاہ تھے انھون نے عورتون کے پردے مین سختی کی مسکرات کی خرید و فروخت بند کرادی ان کے وقت مین انتظام شہر [illegible] قاہرہ مین مسجد ازہر انہین کی بنوائی ہوئی ہے ۔ لیکن بعض مورخ انکو فرعون ثانی لکھتے ہین ۔ اور انکی سختیون کو حد دو بشر سے متجاوز [illegible]

حکم دیا کہ کوئی یہودی اور نصرانی گھوڑے پر سوار نہو گدہے اور خچر پر سوار ہو مگر گدہے کی رکاب استعمال نکرے اور ہمیشہ چند گھونگرو لٹکتے رہنے اور حمام مین جاوے تو پاؤن مین گھونگرو رکھے تاکہ مسلمانون سے امتیاز رہے

انسائیکلوپیڈیا مطبوعہ سنہ [illegible] کی جلد ساتوین کے صفحہ ۳۸۲ و ۳۸۳ مین لکھا ہے کہ حاکم بامراللہ کا زعم یہ تہا کہ وہ خدا سے تعالے سے براہ راست گفتگو کرتے ہین بلکہ عقل الہی کے اوتار ہین اونہون نے اپنے دعوے کا سنہ [illegible] ہجری مین قاہرہ کی مسجد مین اظہار کیا اور اسمٰعیل درازی کی شہادت مین کہ یہ طریقہ مذہب کی لوگون نے اتنی مخالفت کی کہ درازی کو جان بچانے کی غرض سے بہاگنا پڑا۔ لیکن وہ اپنے معبود حاکم بامراللہ کی علیحدگی کے زمانے مین اون کا وفادار رہا اور لبنان کے نادان دروز لوگون کو اس مذہب مین لانے مین کامیاب ہوا۔ دروز کے اقوال کے بموجب سنہ [illegible] ہجری مین یہ مذہب قبول کیا گیا ہے۔ اس عرصے مین حاکم بامراللہ اپنی خدائیت کے دعوے کے منوانے کی کوشش کرتے رہے حسن ابن حیدر فرغانی کی حمایت ناکامیاب ثابت ہوئی لیکن سنہ [illegible] ہجری مین ایک اچھا داعی اس مذہب کا ظاہر ہو گیا یعنی حمزہ بن علی بن احمد وہ ایک ایرانی تہا اور وہ حاکم کا وزیر ہو گیا اوسنے صورت اور مادہ اس نئے مذہب کو عطا کیا۔ اونہی ہوشیارانہ کوشش سے اس مذہب کے مختلف اصولون کو موجودہ فرقون کے توہمات سے ملانے مین کامیابی حاصل کی اور اس طرح بہت سے آدمی نئے مذہب مین شامل ہو گئے۔

خلیفہ کو یہ معلوم ہوا کہ میری بہن کی سپہ سالار سے آشنائی ہے اسلئے دونون کو سزا دینا چاہا سپہ سالار نے اوسکے ارادے سے مطلع ہوکر اپنی آشنا کی سازش سے کچھہ آدمی گہات مین لگا دئے جنہون نے سنہ ۴۱۱ ہجری مین خلیفہ کو شہید کر دیا ۳۶ سال کی عمر پائی ۲۵ سال حکومت مگر حمزہ نے یہ بیان کیا کہ وہ صرف کچھہ عرصہ بسر کرنے کے واسطے چلے گئے ہین۔ اور اونکے حامیون کو تسلی دی گئی کہ وہ اونکی کامیابی کے ساتھہ لوٹنے کی

امید رکہیں درازی جو حضرت سے ملتی ہوا ہے تو وہ اس مذہب کی دعوت کرتا تھا
اوسکو حمزہ نے کافر ظاہر کیا اور ... اوس پر لعنت کرنے لگے۔
مذہب کی اشاعت پہ حمزہ کے حکم سے اسمعیل بن محمد تمیمی اور محمد بن وہاب
اور ابو الخیر سلامہ بن عبد الوہاب بن ... اور ... بہاء الدین مامور ہوئے
انہوں نے ... الکرامی تصانیف کی وجہ سے قسطنطنیہ سے ہندوستان
کی ... مشہور تھا دو خط ... جو اوس نے سلطان المستنصر ... ہشتم امیر
حیات میں ... گوسن لکھتے ہین اور ... امر کے ثابت کرنے کی کوشش
کرتا ہے کہ ... حمزہ کی شکل میں دوبارہ ظاہر ہوئے ہین ... اپنے آپکو
موحد کہتے ہین ان کا عقیدہ ہے کہ خدا ایک ہے اوس کی تعریف نہین
ہوسکتی اوس کا مقام نہین وہ غلطی نہین کر سکتا اوس نے یہ بات ... اوسی
نے اپنے آپ کو دنیا مین مختلف اوتاروں کی صورت مین سلسلہ وار ظاہر
کیا جنکی تعداد قریب ستر کے پہنچ گئی ہے۔ اون مین حضرت علی شامل ہین
اور حضرت محمد شامل نہین اور آخری اون مین حاکم بامر اللہ ہین اونہین کے
نام بھی داخل ہین۔ (۱) حضرت علی بن ابی طالب (۲) البر (۳) علیا
(۴) معل (۵) قائم (۶) معز (۷) عزیز (۸) ابو زکریا (۹) منصور
اب کوئی اوتار ظاہر نہین ہوسکتا ... حاکم ... خدا نے آخری دفعہ
ظہور کیا اور رحمت کا دروازہ ۲۶ سال انتظار رہنے کے بعد ہمیشہ کے لیے بند
ہوگیا ... تکلیفین ... انتہا کو پہنچ جائینگی تو حاکم پھر دنیا کو
فتح کرنے اور اپنے مذہب کو فروغ دینے کے واسطے ظاہر ہونگے۔ خدا کی مخلوقات
مین سے پہلی مخلوق عقل الہی ہے جس نے حمزہ کی صورت مین آخری دفعہ ظہور
کیا۔ باقی دوسرے درجے کی اولی مخلوقات کو اسی نے بنایا ہے۔ خدا
قادر ... براہ راست تعلق صرف عقل الہی ہی کو ہے۔ عقل الہی کے

سلہ اون کا قول یہ ہے کہ ... سال حکومت کی تھی اور دوسری کتاب
سے ۲۵ سال کی حکومت ثابت ہوتی ہے ۱۲

بعد درجے میں یہ چار مخلوقات ہوئیں۔ روح – کلمہ – لفظ – سابق بازو اور دایاں بازو
یہ چاروں عقل الہی کے ذریعہ حمزہ کا تحت مشتمل ہوتے ہیں تالی اور بعد
یہ چاروں مخلوقات بالترتیب اسماعیل درزی – محمد بن وہاب – سلمہ بن عبدالوہاب اور
اور بہاء الدین کی شکل میں ظاہر ہوئیں۔ اور ان سے بھی نیچے کے درجے میں دوسرے
روحانی مخلوقات کا ایک بڑا سلسلہ ہے جسکے ہیں ان کا عقیدہ یہ بھی ہے کہ انسانوں کی
تعداد نہ گھٹ سکتی ہے نہ بڑھ سکتی ہے۔ اور ایک باقاعدہ تناسخ کا سلسلہ
جاری ہے تمام انسانوں کی روحیں مرنے کے بعد چینی دروزوں کی شکل میں منتقل کی جاتی ہیں
اور بعض کی ارواح یا کم سے کم ان کی عقل میں ظاہر ہوتی ہیں۔ انکا یہ عقیدہ ہے کہ مذہب
کا نمونہ ہیں دروزوں کی متبرک کتابوں اور مذہبی رسوم کا ترجمہ باطنی طور پر کرنا چاہئے
اور دوسرے لوگ مذہب میں داخل نہیں کئے جا سکتے۔ اسلئے اپنا مذہب دوسروں کی نظروں سے
اوجھل کر کے چھپائے رکھنا چاہئے۔ اور غرض اس چھپانے سے یہ ہے کہ دروزوں
کے مذہبی عقائد اوروں کے لئے کسی خطرہ کا باعث نہ ہوں اور اسی احتیاط کی
وجہ سے ان کو یہ اجازت ہے کہ ظاہری طور پر وہ کسی مذہب میں ہونے کا اظہار
کر سکتے ہیں جو کہ ان کے قرب و جوار میں عام طور پر رائج ہو خاص اسی آخری
اصول کی وجہ سے وہ مسلمانوں کی نمازوں میں بھی شریک ہوتے ہیں اور عیسائیوں کے
گرجوں میں بھی ہوتی رسموں میں حصہ لیتے ہیں حمزہ کے سات حکموں
کی پابندی لازم ہے (۱) پہلا اور بڑا حکم یہ ہے کہ بول چال میں سچائی
اختیار کرنا چاہئے لیکن صرف دروزوں کو دروزوں کے ساتھ (۲) اپنے بھائیوں
کی حفاظت کے لئے ہوشیار رہنا چاہئے (۳) ہر طرح دوسرے مذہبوں سے
علیحدہ رہنا چاہئے (۴) جو لوگ کہ غلطی پر ہیں ان سے قطع تعلق کی اختیار کرنی چاہئے
(۵) ہر وقت خدا تعالیٰ کے ہونے کا عقیدہ رکھنا چاہئے (۶) خدا کی
مرضی پر ہر حال میں صابر و شاکر رہنا چاہئے (۷) خدا کے احکام کی پوری فرمانبرداری
کرنی چاہئے۔

اور دروزوں کا عقیدہ یہ ہے کہ عبادت خدا تعالیٰ کے ساتھ ایک قسم
کی گستاخانہ مداخلت ہے۔ اور انسانی عقائد و ذکر کی غرض سے

مجبور نہین ہی - بلکہ اوس کو بالکل قدرت اور آزادی حاصل ہے اپنے عقاید
کو غیر لوگون سے پوشیدہ رکھنے کے اصول پر سختی سے قائم رہنا چاہیے
بلکہ مذہب کے خاص خاص راز اپنے ہم مذہبون مین سے سوا خاص خاص
آدمیون کے عام آدمیون کو بھی نہ بتانا چاہیے - اور یہ خاص خاص لوگ
جنکے واسطے اسرار مذہب بتانے کی اجازت دی گئی ہے عاقل کہلاتے ہین
جو کہ عربی لفظ عقل سے نکلا ہے اور ان عاقلون کے علاوہ باقی تمام
دروس خواہ کسی درجہ کے ہون جاہل کہلاتے ہین بالغ آبادی مین سے پندرہ
فیصدی عاقل ہوتے ہین - ہر کوئی دروس خواہ مرد ہو یا عورت عاقلون
کے حلقہ مین شامل ہو سکتا ہے جو کہ اس بات کی مرضی ظاہر کرے کہ اس جماعت
کے قوانین کی پابندی رکھیگا - اور ایک سال تک آزمایش مین پختہ رہکر یہ دکھادے
کہ اوس کے ارادے پختہ اور عقیدے مضبوط ہین عاقلون کے درمیان مین
کوئی قاعدہ درجون کے امتیاز کا نہین ہی اور اگرچہ امیر بشیر شہاب عاقلون کا
ایک شیخ مقرر کرتے تھے لیکن اس شیخ کو باقی عاقلون پر کوئی خاص
فوقیت حاصل نہین ہوتی تھی - بلکہ یہ اس کے زہد و تقوے اور قابلیت کی وجہ
شہرت پر منحصر ہے اور ہر ایک عاقل کو تمباکو اور شراب سے بچنا پڑتا ہے اور
اونکے عبادت خانے خلوت خانے کہلاتے ہین اور ہر گانو مین ایک
عبادتخانہ ایسا ہے کہ جسمین ایک چراغ رات دن جلا کرتا ہے دروس
اپنی نذر جالس رسم کے وقت دوسرے مذہب والون کو آنے نہین دیتے ہین
اور جب کوئی ایسا آدمی آجاتا ہے تو اوس وقت قرآن خوانی کرنے لگتے ہین
ان کے عقاید کا ماخذ باطنیہ صوفیہ قرامطہ کے عقاید ہین اور انکو یقین
ہے کہ یہ چین سے آئے ہوئے ہین اور اب بھی چین مین ان کے ہم
مذہب موجود ہین - حالانکہ چین مین کوئی دروس نہین ہے - اور نہ چینیون سے
انکی شکل و شباہت ملتی ہوئی ہے -

ابو الحسن علی الملقب ظاہر لاعزاز دین اللہ حاکم

یہ بڑے نیکنام بادشاہ تھے۔ انکی نیکنامی سنکر عماید خراسان حج کرکے لوٹے تو مصر سے ہوتے آئے اور وہان سے خلعت لائے۔ محمود غزنوی کو اسکی خبر لگ گئی اوسنے فوراً قادر باللہ خلیفہ بغداد کو مطلع کیا حجاج ابھی مصر سے لوٹکر بغداد ہی مین ٹھیرے ہوئے تھے کہ خلیفہ نے انسے بازپرس کی اور خلعت کے کپڑے جلا دیے گئے۔ طاہر نے سپہ سالار اور اپنی بھتیجی کو مروا ڈالا تھا یہ خلیفہ شوال ۴۲۷ھ ہجری مین مرے ۳۳ سال کی عمر پائی۔ ۱۶ سال حکومت کی۔

ابو تمیم معد الملقب مستنصر باللہ بن طاہر

ابوالفدا نے اپنی تاریخ مین بیان کیا ہے کہ مستنصر کے عہد مین اونکی والدہ حکمرانی مین اونپر غالب رہین آخرکار ناصر الدولہ نے زور باندھ کر مستنصر کی والدہ کو قید کردیا اور حکمرانی کے عوض اونکو پچاس ہزار دینار دیے اور مستنصر کو اونکی اولاد اور بی بی سے علیحدہ کرکے قید کرلیا اور اونکی یہانتک تحقیر و تذلیل کی کہ اونکی شان و شوکت مین بٹہ لگ گیا مستنصر کی یہانتک نوبت پہنچی کہ ایک مسند پر بیٹھے رہتے تھے اور اسکے سوا کچھ اونکے پاس نہ تہا آخرکار ناصر الدولہ کو دوسرے امرا نے مار ڈالا اور ۴۶۶ھ ہجری مین فوج کے ایک سردار نے جسکا نام بدر جمالی ہے ازسرنو مستنصر کا اقتدار جمایا اور تمام سلطنت کی نیابت بدر کے نام لکہی ۴۸۵ھ ہجری مین بدر نے انتقال کیا تو اوس کا بیٹا نائب سلطنت ہوا مستنصر ایسے صابر و شاکر تھے کہ اونپر بڑی بڑی مصیبتیں اور سختیان پڑین۔ تمام مال و اسباب اور خزانہ اون کا دوسرون کے تصرف مین آگیا۔ سواے ایک مسند کے جسپر وہ بیٹھے رہتے تھے اونکے پاس کچھ باقی نرہا۔ مگر اونھون نے صبر کو ہاتھ سے نہ دیا۔ مستنصر ذی الحجہ ۴۸۷ھ ہجری مین رحلت کی ۶۷ سال کی عمر پائی ۶۰ سال حکومت کی تاریخ گزیدہ مین سطور ہے کہ مستنصر کو نشہ جنون پورا پورا تھا۔ چنانچہ جب جی چاہتا امرا کو پانی مین ڈبوا کر پانی مین بہا دیتے تھے اور شہاب الدین ... ماہ کی تنخواہ و...

نہین دیتے تھے یہانتک کہ تنگ آکر سپاہ نے اوسپر بلوا کردیا اور اونکو پکڑ کر چڑھی ہوئی تنخواہ وصول کی - مگر ناصر خسرو اپنے سفرنامے مین اونکی فیاضی کی بڑی تعریف کرتا ہے - اور کہتا ہے کہ رعایا کو سلطان پر بیشمار اعتماد ہے کوئی شخص جنگلی جانور اور رعیت کاری نوکر سے نہین ڈرتا - سلطان نہ کسی پر ظلم کرتا ہے - اور نہ کسی کے مال کی پروا کرتا ہے -

ابو القاسم احمد الملقب مستعلی باللہ بن مستنصر

انہون نے حکومت پائی تو نزار اور اوسکے دو بیٹون کو قید کردیا - اور تینون نے قید ہی مین وفات پائی سنہ ۴۹۵ ہجری مین اس خلیفہ کا انتقال ہوا سات سال دو ماہ خلافت کی - ابن خلدون سے ... تاریخ دستور الصفا مین لکھا ہے کہ نزار کے ایک طرفداری نے مار ڈالا ۲۸ سال کی عمر پائی -

ابو علی منصور الملقب آمر باحکام اللہ بن مستعلی

انکے وقت مین شامی عیسائیون سے بڑی لڑائی ہوئی اور مسلمان غالب رہے - ان شامی عیسائیون کو مسلمان مورخ اہل فرنگ لکھتے ہین انکے وقت مین حسن صباح اور نزاریہ کو شام مین بہت قوت حاصل ہوگئی - اور کچھ ملک ملوکون کا اوسکے خاندان کے قبضے مین آگیا - انکے کوئی بیٹا نہ تہا اسلئے اپنے چچا کے بیٹے حافظ بن ابی القاسم بن مستنصر کو ولیعہد مقرر کیا تہا - ذیقعدہ سنہ ۵۲۴ ہجری کو ایک فدائی نے اونکو مار ڈالا ۲۹ سال ۵ ماہ ۱۵ دن حکومت کی حافظ ابرو کی تحریر سے ۳۴ سال کی عمر پائی اور تاریخ گزیدہ سے ۳۰ سال کی عمر ثابت ہوتی ہے بوہرون مین یہ روایت چلی آتی ہے کہ آمر کا صلبی بیٹا جسکی عمر اسوقت مین دو برس کی تہا جسکا نام ابو القاسم طیب تہا امام ہوئے مگر دشمنون کے خوف سے پوشیدہ رہے ... اونکو امام ظاہر نہ کیا اور مستور ہوگئے - اسی لیے بوہرے آمر کے بہائی کی امامت کو تسلیم نہین کرتے

---

۱ دیکھو دستور الصفا نامہ ۲ دیکھو ابو الفدا ۳ منقول از مجالس

ابو میمون عبد المجید الملقب حافظ لدین اللہ بن امیر ابو القاسم بن مستنصر

غرض عرصہ دراز تک حافظ کی بیعت نہ کی گئی اس خیال سے کہ شاید محل میں کسی عورت کے حمل ظاہر ہو جائے بطور نیابت کے کام کرتے رہے انکی وزارت ابو علی احمد بن افضل بن بدر جمالی کے ہاتھ میں تھی جسنے ان کو مثل اختیار کر رکھا تھا۔ یہانتک کہ علانیہ باغی ہو گیا اور حافظ کو قید کر دیا اپنا خطبہ جاری کیا۔ اور اذان میں سے حی علی خیر العمل کا لفظ موقوف کرا دیا یہ بات شیعہ پر شاق گذری۔ غلاموں کی ایک جماعت نے قتل کرکے تمام سامان اوس کا لوٹ لیا اور حافظ کو قید خانے سے نکالا اور اسوقت انکی بیعت کی گئی۔ ابو الفدا نے اسیطرح لکھا ہے حبیب السیر اور روضۃ الصفا میں کہا ہے کہ حافظ فدائیوں کے ہاتھ سے مارا گیا اور بعد اس کے حافظ کے دوسرے وزیر کو بھی فدائیوں نے مار ڈالا اور زوال سلطنت علویہ شروع ہوا۔ جمادی الآخر ۵۴۴ ہجری میں یہ خلیفہ راہگرای ملک آخرت ہوا ۷۰ سال کی عمر پائی۔ اور ۲۰ سال کی حکومت کی۔

ابو منصور اسمٰعیل ثانی الملقب ظافر بامر اللہ بن حافظ

اس کو اپنے وزیر عباس بن تمیم کے بیٹے نصر کے ساتھ تعشق پیدا ہو گیا تھا یہانتک کہ اوس کو جدا نکرتا تھا اور اوس کو ایک آباد قریہ عطا کیا تھا مصر کی زبانوں پر یہ بات جاری ہوئی کہ نصر کا مہر اوسکی زاید ہے۔ وزیر کو اس مطعون سے غیرت آئی اور اپنے گھر دعوت کے بہانے سے بلا کر مروا ڈالا۔ یہ واقعہ ۵۴۹ ہجری کا ہے جملہ پانچ سال حکومت کی

۷۱ سال کی عمر پائی۔

ابو القاسم عیسیٰ الملقب فائز بنصر اللہ بن ظافر

اہل فرنگ سے اس کے وقت میں بھی لڑائی رہی۔ بلاد غربی پر اہل فرنگ کا جو قبضہ ہو چکا تھا وہ مستحکم ہوا اور کچھ حصہ فائز نے اوسسے واپس بھی لے لیا صفر ۵۵۵ھ ہجری میں وفات پائی پانچ سال حکومت کی اور بعوپے چھ سال اور چند ماہ سلطنت کی ۱۱ سال کی عمر پائی۔

ابو محمد عبد اللہ الملقب عاضد لدین اللہ بن یوسف بن حافظ

اس نے اپنے وزیر شاور کے ہاتھ سے تنگ آکر اتابک نورالدین سلطان موصل و دمشق سے مدد چاہی سلطان نے اپنی فوج شیرکوہ کے ساتھ روانہ کی وزیر نے اہل فرنگ سے مدد چاہی شیرکوہ نے لشکر مصر و فرنگ دونوں کو شکست دی۔ اور مصر کو فتح کرکے دو مہینے اور پانچ دن کی حکومت کی بعد فوت ہوگیا بعد اوسکا بھتیجا صلاح الدین حاکم مصر ہوا اور جمعہ کے دن ۲۔ محرم ۵۶۵ھ ہجری کو عاضد نے انتقال کے بعد خلیفہ بغداد کے نام خطبہ پڑھا۔

امام منتظر یعنی مہدی موعود اور دجال

مہدی مغربی کے پیرو اس بات کے معتقد تھے کہ مہدی آخرالزمان وہی ہیں اور دلیل اس مدعا پر یہ حدیث پیغمبر علیہ السلام کی بیان کرتے تھے علی راس ثلثماۃ تطلع الشمس من مغربہا یعنی سن ۳۰۰ ہجری کے شروع میں آفتاب مغرب سے نکلے گا اور کہتے تھے کہ اس حدیث میں شمس سے کنایہ مہدی کی ذات سے ہے اور مغرب سے مراد ملک مغرب یعنی افریقہ سے۔ تاریخ گزیدہ میں مذکور ہے کہ اسماعیلیہ کا اعتقاد یہ ہے کہ دجال ابویزید سے کنایہ ہے حسینی قائم

بر خروج کیا تھا اور ایک حدیث اس مضمون کی روایت کرتے ہین کہ دجال
مہدی یا قائم پر خروج کریگا مگر اثنا عشری شیعہ کہہ سکتے ہین کہ اوس حدیث
مین شمس سے مراد محمد بن حسن عسکری ہین کیونکہ وہ مہدی مغربی سے پہلے پیدا
ہوئے تھے - اور اہل سنت کہتے ہین کہ یہ حدیث موضوع ہے اور یہ تاویل
مہدی کے متبعون کی مخترعات مین سے ہے -

بوہرے امام منتظر عبداللہ مہدی کو نہین مانتے لیکن اون کا عقیدہ یہ ہے
کہ مہدی آخر الزمان امام طیب ابو القاسم امیر المومنین کی ذریت سے ہونگے
اور جب خدا کا حکم ہوگا وہ ظہور کرینگے ابھی پیدا نہین ہوئے ہین چنانچہ
جو دعا درے کے ساتھ بوہرون مین قبرون مین رکھی جاتی ہے اوس مین سب
آئمہ کے نام تا امام طیب ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے و بحق قائم آخر الزمان
وحجۃ و آئمہ دورہ اور مولانا محمد بن طاہر کی - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مہدی
آخر الزمان مرتبہ نبوت و رسالت و وصایت (نصیحت) و امامت کو جامع
ہونگے - چنانچہ اوس کے الفاظ یہ ہین والتوسل الیک اللہم بمولانا
قائم القیامۃ صاحب النبوۃ والرسالۃ والوصایۃ والامامۃ

مہدویہ و مستعلویہ اور نزاریہ کی تفصیل

جو اسماعیلیہ عبداللہ مہدی کی امامت کو ماننے لگے اور اونکا محمد بن اسماعیل
بن امام جعفر صادق کی اولاد اور امام برحق جاننے لگے - وہ مہدویہ
کہلاتے ہے مستنصر کے وقت تک مہدویہ کے عقائد ایک ہی چال ڈھال
پر رہے اور اسماعیل بن جعفر صادق سے لیکر مستنصر تک ہر ایک خلیفہ
مصر و افریقیہ کو امام مفترض مانتے رہے - مستنصر کے بعد سے مہدویہ مین
اختلاف واقع ہوگیا کہ دو فرقے بن گئے - وجہ اسکی یہ ہے کہ مستنصر نے
اول اپنے بڑے بیٹے المصطفی لدین اللہ نزار کی امامت کے لئے اپنے بعد
نص کی پھر اوس سے ناراض ہوگئے - چھوٹے بیٹے ابوالقاسم احمد المستعلی
باللہ کی امامت کے لئے نص کردی - سو ایک جماعت نے نص ثانی کو

نص اول ہی کا ناسخ قرار دیا اور مستعلی کو امام برحق مانا چنانچہ ان لوگون کو
مستعلویہ کہتے ہین اور ایک جماعت مستنصر کی نص اول کے بموجب
نزار کو امام ماننے لگی اور کہنے لگی کہ نص ثانی لغو ہے اسلئے کہ نص اول
انبیا کا امر نور الٰہی کی طرح ہے اور دلیل اسپر یہ بیان کی کہ حضرت جعفر صادق کے
بعد انکی نص کے بموجب اسماعیل امام ہوئے - موسیٰ کاظم تو یہان بھی
نزار کی نسبت حق وصیت باطل نہین ہو سکتا اس فرقہ کو نزاریہ کہتے ہین
یہ لوگ نزار کی دعوت دینے لگے -
تحفۂ اثنا عشریہ مین نزار کو مستنصر کا بھائی بتایا ہے اور دبستان المذاہب
اور تاریخ فرشتہ اور حبیب السیر اور مرآۃ عالم اور روضۃ الصفا وغیرہ سے
معلوم ہوتا ہے کہ وہ مستنصر کے بیٹے تھے - اور مجالس سعیدیہ سے بھی یہی
ثابت ہوتا ہے - چنانچہ اوس مین لکھا ہے کہ مستنصر باللہ نے دنیا سے رحلت
کی اسکے پسر اکبر نزار پہلے ولیعہد تھے مگر اسکے بعد وہ خارج ہوئے اور نزار کے
چھوٹے بھائی مستعلی ولیعہد ہوئے - مستنصر کی وفات کے بعد مستعلی نے
تخت قاہرہ پر جلوس فرمایا اور نزار نے علیحدہ نشان حکومت قائم کیا -
دونون بھائیون مین جنگ عظیم ہوئی فدائیان قلعہ الموت ایران سب نزار
کے طرفدار تھے اور اہل یمن سب مستعلی کے طرفدار تھے کلام یاد رکھو کہ جب
احمد مستعلی خلافت پر متمکن ہوئے تو نزار اسکندریہ کو بھاگ گئے اور وہان
مستنصر کا ایک غلام حاکم تھا اوس نے تعظیم و تکریم کر کے سریر فرمانروائی
پر بٹھایا مستعلی نے ایک بھاری فوج اسکندریہ کو بھیجی جسنے بیچارے غلام کو
مار ڈالا اور نزار کو قاہرہ مین پکڑ لائے مستعلی نے اونکو قید کر دیا قید ہی مین
انتقال ہوا - اگرچہ اول ہی داعیان مذہب اسماعیلیہ نے دوسرے مذاہب
مین اپنی دنیاوی ثروت حاصل ہونے کے لئے [illegible] دیکھکر [illegible]
اسماعیل کے نام کی آڑ لیکر ایک نیا مذہب اسماعیلیہ اختراع کیا تھا
اس پردے مین تمام دنیا کے اسلام کی بنیادین اکھاڑی تھین اور [illegible]
مین فلسفہ اور الحاد کو بھر دیا تھا مگر [illegible]

فسق و فجور اور الحاد کی آمیزش کا اسلام میں کوئی دقیقہ باقی نہ تھا اس مذہب
کے اماموں اور داعیوں کی سوانح کتب تواریخ میں دیکھنے سے بدن کے رونگٹے
کھڑے ہوتے ہیں انہوں نے جاہل اور نیم وحشی مسلمانوں سے وہ وہ
کام بطور فدائیوں کے کرائے کہ جن سے تحقیق کی رو سے انتہا متنفر
اور ناگوار ہونگی اور قدرت خدا دیکھئے کہ ان خلاف شرع کاموں سے
ایک شخص بھی بطور [illegible] کے ان صحابہ کے پیرووں سے صدور میں نہ آیا
[illegible] حسن بن صباح حمیری
کے حالات بڑی تفصیل سے ساتھ کتب تواریخ میں مذکور ہیں اور جن کے حالات
اس بات کا پتہ دیتے ہیں کہ ایسا ابن الدنیا شخص کسی مذہب کا معتقد ہونا
دل میں فضول سمجھتا ہوگا ۔ مگر ایک نیا دین یا مذہب اختراع کرنا صنعت فراست
سے خالی نہ سمجھ کر مصلحتہً مذہب نزاریہ کا معاون ہو گیا ۔ اور نزار کی طرف سے
دعوت شروع کی اور ایک مجہول النسب لڑکے کو نزار کی اولاد میں
قرار دیکر ہادی نام رکھا اور [illegible] اور [illegible] کے قلعہ الموت پر جو
سرزمین ایران میں ہے قبضہ کر لیا ۔ اور وہاں اور ان کے پیرووں کو حشاشین
کا لقب ملا کیونکہ انکو حشیش یعنی بھنگ [illegible] کھلائی جاتی تھی جب
انکو متوالا کر کے کسی کے ہم کا [illegible] آمادہ کیا جاتا تھا ۔ یہ لوگ فدائی بھی
کہلاتے تھے اور [illegible] ۔ نزاریہ کا اعتقاد یہ ہے
کہ امام کو اختیار ہے کہ تکالیف شرعی کو اپنے پیرووں سے دور کر دے ۔ معاد جسمانی
کا انکار کرتے ہیں ۔ معاد روحانی کے قائل ہیں بہشت و دوزخ کے منکر ہیں
کہتے ہیں کہ ہر شخص کے لئے قیامت اسکی موت ہے ۔ اور امام کو فروع کے ساتھ
مکلف نہیں جانتے ۔ آغا خانی خوجے بھی اسی طرق پر ہیں ۔

خلفائے مصر کے خوارق

خلفائے مصر کی طرف بہت سے خوارق منسوب کئے جاتے ہیں ۔ چنانچہ مستوفی
نے مجالس سبعہ کی مجلس سوم میں آمر کا ایک معجزہ لکھا ہے جو ناظرین کی

دلچسپی سے خالی نہوگا۔ کہا ہے کہ آمر کا وزیر افضل بن بدر اپنے دین میں
متعصب تھا ایک شخص فن جادوگری میں ماہر افضل کے پاس بھیجا تھا اور ایک
خوان بغیر اوٹھانے والے کے خودبخود اوٹھا چلا آتا تھا۔ لوگ تعجب کرتے تھے
یہ خبر آمر کو پہنچی افضل کو حکم دیکر اوسے بلایا آمر کے سامنے بھی اوس نے
یہی شعبدہ دکھایا۔ پردے پر ایک شیر کی تصویر تھی۔ آمر نے اوس تصویر
کو حکم دیا مجسم شیر نے ساحر کو کھا گیا افضل شرمندہ ہوا۔

اسماعیلیہ کے مذہبی مناصب ومدارج ومراتب

شرح مواقف میں مذکور ہی کہ اس فرقہ کا یہ عقیدہ ہی کہ ہر عصر میں واسطے
ہدایت لوگوں کے سات آدمیوں کا ہونا ضرور ہی ایک امام کہ جانب غیب سے
اوسکو علم اور احکام بے واسطہ پہنچتے ہین اور سلسلہ علوم کی انتہا اوسکی
ذات ہوتی ہے دوسرا حجت کہ امام سے حاصل کرکے دوسرے آدمیوں تک
پہنچاتا ہے تیسرا ذوحصہ یہ حجت سے علم حاصل کرتا ہے چوتھا داعی اکبر
یہ مومنوں کے درجات کو بڑھاتا ہے اور امام اور حجت کے نزدیک لیکر
ترقی دیتا ہی۔ پانچواں داعی ماذون یہ طالبین سے عہد وپیمان لیکر امام کی
بیعت میں داخل کرتا ہے اور لوگون کو علم ومعرفت سکہاتا ہی چھٹا مکلف
یہ شخص اگرچہ بڑے درجے کا آدمی ہوتا ہے لیکن اسکو دعوت کا اذن نہین ہوتا
اس کا صرف یہی کام ہے کہ غیر مذہب والے کے عقائد مین بحث اور دلیل کے
ساتھ شبہات ڈالدے اور اوسکے احتمالات کا جواب دے اور جب وہ متحیر
ہوکر طلب حق کی درخواست کرے تو یہ داعی ماذون کو بتادیتا ہی کہ اوس آدمی
کے پاس جاؤ اوس سے یہ مقصد بخوبی حاصل ہوجائے گا۔ پھر داعی ماذون
اوس سے عہد وپیمان لیکر ذوحصہ کے حوالے کردیتا ہے۔ اگر طالب کی استعداد
ذوحصہ کے سلسلۂ تعلیم سے بڑھکر ہوتی ہے تو وہ حجت کے پاس پہنچادیتا
ہے۔ پھر حجت امام کے پاس اگر موجود ہو ساتواں مومن
یہ مومنوں کے وظائف اور کمالات دعائیہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ

ہر امام کے تحت باب اور حجت اور داعی ہوتے ہیں اور داعی کی ماتحتی میں
ماذون اور مکاسر وغیرہ کام کرتے ہیں۔ اور باقی مومنین کا گروہ ہوتا ہے
جو دعوت قبول کرتے ہیں۔

بوہرہ کی وجہ تسمیہ

یہ ایک اسماعیلی المذہب قوم ہے ابجد العلوم اور سبحۃ المرجان میں لکھا ہے کہ بیوپار
ہندوستانی زبان میں تجارت کو کہتے ہیں اور بوہرہ کے معنی تاجرین اور بوہرے
رائے مہملہ مکسور ریائے مجہول سے تجارت کے معنی میں اس لفظ کی جمع ہے چونکہ
یہ ساری قوم تجارت پیشہ ہے اسلئے بوہرہ کہلاتی ہے اور اسی وجہ سے یہ لوگ
مرفہ حال سکے ساتھ رہتے ہیں اور راس مالا کے ترجمہ گجراتی میں بوہروں کے
حالات میں لکھا ہے جب ملک الذسلطان نے عربستان کے ساتھ بیوپار جاری
کیا جس سے وہ بیوپاری یعنی بوہرے کہلائے ہے

بوہروں کا حسب و نسب

بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ جب سلطان صلاح الدین کی کوشش سے
ملک مصر سے مذہب مہدویہ اکھڑ گیا تو اکثر وہاں اسماعیلیہ اپنے داعی کے ساتھ
ملک مصر اور افریقیہ سے نکل کر چند سے یمن میں رہے چونکہ وہاں شہر حراز میں قدیم سے
ان کا داعی موجود تھا اس لئے ہندوستان کو چلے آئے اب گجرات دکن
مالوہ کوکن اور راجپوتانہ میں بوہرہ کے نام سے مشہور ہیں - انکے داعی سابق
میں احمد آباد ملک گجرات اور برہانپور ملک خاندیس اور اوجین ملک مالوہ
میں رہتے تھے - اب کئی پشت سے بندر سورت میں رہتے ہیں اور دس لاکھ
روپیہ کے قریب سالانہ قوم بوہرہ سے انھیں ملتا ہے - امیرانہ ٹھاٹھ سے
بسر کرتے ہیں۔
قاضی نوراللہ شوستری اثنا عشری نے جو ۱۰۱۹ ہجری میں مقتول ہوئے
مجالس المومنین کی جلد اول میں لکھا ہے کہ اس زمانے سے تخمیناً تین سو برس

بنیترا ایک فاضل ملا علی نامی کی ہدایت سے یہ لوگ مسلمان ہوئے ہین - ملا علی کی قبر کھنبایت مین ہی قاضی صاحب نے نام کے لکھنے مین غلطی کی صحیح نام عبد اللہ ہے نہ علی -

انگریزی بعض کتب تواریخ مین بھی لکھا ہی کہ بوہرے اصل مین ہندو تھے اسکی تصریح کتاب گجرات اینڈ گجراتی مولفہ بہرامجی ملباری کے صفحہ ۲۴۹ کے نوٹ مین مندرج ہے - کہ بوہرے دراصل ہندو تھے - اور کسی قدر ہندون کے رسم و رواج اور عقیدی براتبک وہ چلتے ہین - راس مالا کے ترجمہ گجراتی کی جلد اول کے صفحہ ۱۴۵ مین لکھا ہی کہ بہاٹ لوگ کہتے ہین کہ احمد شاہ نی جن ہندون اور مہاجنون کو مسلمان بنایا تھا وہ بوہرے بن گئے - اور پریچنگ آف اسلام مولفہ آرنلڈ کے ۲۳۵ مین لکھا ہے کہ محمود دیگڑہ کے عہد مین جسکی حکومت ۱۴۵۹ء سے ۱۵۱۱ء تک گجرات مین رہی ہی بوہرونکی جماعت اسلام لائی ہی اور گیارہوین صدی اور چودھوین صدی عیسوی مین غالبا مسلمان ہوئے ہونگے - کیونکہ شمالی گجرات کے ہندو راجہ انہل واڑے والے شیعہ واعظونکے ساتھ اچھا سلوک کرتے تھے - اور غالبا کئی نسلون مین وہان اسلام پھیلا ہوگا انہل واڑے کو عربی و فارسی زبانونکے مورخ نہروالہ لکھتے ہین - اور تاریخ فرشتہ کے مقالہ چہارم مین سلطان مظفر گجراتی کے حالات مین لکھا ہے کہ نہروالہ پٹن کے نام سے مشہور ہی - اور پیران پٹن اور پاک پٹن بھی اسی کو کہتے ہین بعض کتابون مین لکھا ہے کہ نہروالہ منسوب ہی نہروال بن ہندو کی طرف حکیم زجی کا شعر ہے ؎

چو نہروالہ کہ اندر دیار ہند ہم ؛ ز نہروالہ ہمی کرد بر شہان مفخر

یہ شہر ملک گجرات مین واقع ہی - سائکلوپیڈیا آف انڈیا کی جلد اول کے صفحہ ۳۰۸ مین لکھا ہے کہ ولسن صاحب تحریر کرتے ہین کہ بوہرون کی بنیاد گجرات مین ہوئی ہے اور ایسا پایا جاتا ہے کہ وہان ہندوؤن کو مسلمان بنا لیا گیا ہے مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ سندھ کی طرف سے آئے ہوئے ہین -

ایک فاضل بوہرے نے جنکا نام عبد العلی سیف الدین ہی اور سیفی تخلص ہے

اور ۲۲ ذیقعدہ سنہ ۱۲۳۳ ہجری کو وفات پائی ہی اور رتبہ دعوت پر بھی فائز ہوئے تھے ایک کتاب زبان عربی مین بنائی ہی اوس کا نام مجالس سیفیہ ہے اور ۱۲ ذیقعدہ سنہ ۱۲۱۲ ہجری کو یہ کتاب تمام ہوئی - اوس سے بھی یہ ثابت ہوتا ہے کہ بوہرے ہندو سے مسلمان ہوئے ہین -

راجہ سدہ راؤجی سنگھ والی گجرات اور اوسکے وزیر بھارمل اور دوسرے ہندوؤن کا اون مولائی عبداللہ کے ہاتھ پر مسلمان ہونا جو حضرت مستنصر کے حکم سے ہندوستان مین اشاعت اسلام کے لئے آئے تھے

مجالس سیفیہ کی نوین مجلس مین اسطرح مذکور ہی کہ شیخ آدم صفی الدین بن نجم الدین نے کہا ہے کہ مستنصر باللہ نے اپنے پاس مصر کے دو آدمی بنائی اومنین سے ایک کا نام عبداللہ اور دوسرے کا نام احمد تہا - اور اون کو داعیان یمن کے پاس بھیجا اور اوس کو حکم دیا کہ ان دونون کو ہندوستان کی طرف روانہ کردیا جائے حسب الحکم وہ دونون یمن سے چلکر ہندمین آئے اور شہر کھنبایت کے ساحل پر اترے - یہان کا راجہ ایک راجپوت تھا جس کا نام سدہ راؤجی سنگھ تہا - تمام ملک گجرات اوسی کے زیرنگین تہا اور دارالحکومت اوس کا شہر پٹن مین تھا - سدہ راؤ کے وزیر کا نام بھارمل تھا - (اس لفظ مین بائے موحدہ مفتوح کے بعد ہائے ہندی ہی اور اوس کے بعد الف ساکن اور رائے مہملہ موقوفہ اور میم مفتوح اور لام ساکن) اور وہ بھی راجپوت تھا اور عقیل اور مدبر آدمی تہا تمام ملک کی عنان حکومت اوس کے قبضہ اقتدار مین تھی - اور زیر

استقلال سے کام چلاتا تھا سدھ راؤ جے سنگھ نہایت متعصب تھا مسلمانون
... دلی بغض رکھتا تھا۔ جو مسلمان اون کے ہاتھ لگتا اوسکو قتل کرا دیتا
اسلام کا سخت دشمن تھا اور بتونکی بڑی عقیدت کے ساتھ پرستش کرتا تھا۔ بہر
صورت شیخ عبداللہ یمن سے زبان ہندی سیکھ کر آئے تھے۔ اور کفایت کے ساتھ
بسر کرتے اور اونکو اپنی جان کا بہت اندیشہ تھا خوف و رجا کی حالت مین رہتے
اور ساحل کے باغون مین چھپے رہتے۔ ایک روز کھیتونکی طرف اونکا گذر
ہوا ایک آدمی کو اپنی عورت کے ساتھ کام کرتا پایا۔ عبداللہ اون کے پاس گئے
اور پانی دریافت کیا تاکہ پیوین۔ جواب دیا کہ ... پانی تو اس کنوین مین تھا۔
لیکن چند روز ہوتے کہ وہ سوکھ گیا ہے عبداللہ نے کہا کہ مجھے دکھا دو وہ
کنوان کہان ہے اون دونون نے کہا کنوان ہے کیا کروگے کیا تم اوس مین
پھر پانی نکال سکتے ہو عبداللہ نے جواب دیا نہین مگر اللہ جسکے پر قادر ہے
اور جو چاہے کرے اور اوس کا حکم کیا گیا رد نہین ہو سکتا۔ پھر عبداللہ نے
اون دونون سے کہا کہ اگر خدا تعالے اس وقت اس کنوین کے پانی سے
پھر اپنا احسان کرے تو اوسوقت تم دونون میرے ہاتھ پر مسلمان ہوجاؤگے
اور میرے رب پر ایمان لاؤگے دونون بولے ہان جو تم کہتے ہو اگر اللہ کو ہی
تو ہم وہی کرینگے جو تم کہوگے پس عبداللہ کنوین مین اوترے اور اوسکی تہا مین
ایک نیزہ جو اونکے ہاتھ مین تہا گاڑ دیا پانی اوسوقت جاری ہوگیا۔ عبداللہ
باہر نکل آئے اور پانی کنوین سے باہر اٹھنے لگا۔ یہانتک کہ بھر گیا۔ اور دونون
عورت و مرد یہ حال دیکھکر مسلمان ہوگئے اور ایمان لائے اور عبداللہ نے
جو کچھ اون سے کہا قبول کیا مرد کو کاکا اکیلا اور عورت کو کاکا اکیلی
کہتے ہین۔ عبداللہ ان دونون کے پاس ٹھہرے رہے۔ دونون اونکی
خدمت و حفاظت کرتے تھے یہانتک کہ اون سے محبت پیدا ہوگئی۔ اور
دونون سے عبداللہ نے زبان ہندی کی تکمیل و ترقی کی پہر اس کے اون
دونون سے ظاہر کیا کہ مین اسلئے بھیجا گیا ہون کہ سندھ مین اسلام ظاہر کرون۔ اور
اہل ہند کو ایمان کیطرف دعوت کرون تمکو اس بارے مین مشورہ کیا دونون نے

جواب دیا کہ یہ جو تم چاہتے ہو اوس وقت ممکن ہوگا کہ جب کوئی ایک
شخص ہند کے راجاؤں اور رانیوں میں سے مسلمان ہو جاوے اور اس ملک میں
تمہاری کوشش کا اوس وقت نفع ظاہر ہوگا جب راجہ کا زیر ہمارے قابو
میں آجاوے اور ہمارے بڑے بت کے پوجاریوں میں سے ایک شخص کے ساتھ
بہت عقیدت رکھتا ہے اور اوس کی بزرگی کا معترف ہے اور تحسین سے سرہنے میں
اکثر تبہ اوسکی قدمبوسی کے لئے جایا کرتا ہے اور اوس کے حکم سے سر مو اختلاف
نہیں کرتا بہت مانتا ہے اوسکی رائے پر چلتا ہے۔ پس اگر تم اوس پوجاری کے
پاس پہنچ جاؤ اور وہ تمہارے ہاتھ پر ایمان لے آوے تو جو کچھ تم چاہتے ہو
اوس کا ظہور ممکن ہوگا عبداللہ اس مشورے کے بموجب روانہ ہوئے اور
شہر کہنبایت میں پہونچے اور اوس مورتی کے مندر تک چلے گئے جہاں وہ
پجاری رہتا تھا اور وہ لڑکوں کو پڑھاتا تھا اور کلو (کہ) کھلو (کھ)
کرکے حرف بتاتا تھا شیخ صاحب سنکر کہنے لگے کہ پنڈت جی ایک عجیب بات
تمہاری تعلیم میں دیکھی کہ تم سکھاتے تو ایک حرف ہو اور بولتے ہو چار حروف —
پنڈت انکی بات سنکر متعجب ہوا اور کیفیت اس کی دریافت کرنے لگا اونہوں نے
خلوت کا اشارہ کیا پس خلوت میں جا کر اوس کے ساتھ بات چیت کی کہ جس سے
اوس کا دل اپنی طرف کھینچ لیا۔ اور جبکہ وہ اونکی طرف مائل ہو گیا۔ اور گڑگڑا کر
گفتگو کرنے لگا تو اوس کو راز [illegible] سے آگاہ کیا اور کہا کہ تم ہندی میں کہتے ہو
ہو ایک حرف ک (کہ) اور بولتے ہو چار حروف [illegible] وہ [illegible] کاف ہیں اور
[illegible] دونوں ان میں پہلے دونوں کاف [illegible] اصل روحانی کی شان ہیں
اور وہ ایک [illegible] اور [illegible] اور [illegible] اصل جسمانی
کی نشانی ہیں اور دونوں کے درمیان ایک [illegible] سے فاصلہ ہے
اور [illegible] اصل [illegible] سے ایک [illegible] ہے اور دوسرا ساکن اور دلیل
اس بات کی [illegible] اور دوسرا [illegible] کی قسم کی
باتیں ہوتی رہیں یہانتک کہ پنڈت عبداللہ کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا اور
ایمان لایا پھر عبداللہ اوس کے پاس ٹھہرے رہے اور اوسکی تعلیم و تادیب

وتہذیب میں سرگرم رہے اور سمجھاتے کہ بھارتل کو اس راہ پر لے آؤ وہ پوجاری
عبداللہ کی راے پر عمل کرتا رہا جب بھارتل اوسکے پاس آتا نقلے میں باتیں
کرتا بتوں کے نقص اور اونکی عبادت کے عیوب اوس کے سامنے بیان کرتا۔
جب اوس کے کلام نے اثر کیا تو بھارتل دین اسلام کی تعظیم وتکریم کرنے لگا
وہ ہمیشہ شرف اسلام بیان کرتا تھا۔ بھارتل دنیا اوسکی مراد اور دل کی بات
سمجھ گیا اور کہنے لگا کہ آپ صاف صاف بیان کیجئے کہ اگر آپ نے اپنا دین قدیم
ترک کیا ہے اور اوس کے سوا اور دین اختیار کیا ہے تو میں بھی آپکے ساتھ ہوں
جس دین پر آپ ہیں جبکہ پنڈت کی اوس کی آہٹ نے پہچانی بھارتل کے سامنے
اوس پنڈت نے اپنا حال بیان کیا اور عبداللہ کا اظہار کیا یہانتک کہ
بھارتل داخل اسلام ہوا اور اوس سے عہد لیا۔ بھارتل مومن مخلص ہو گیا۔
اور ایمان پوشیدہ رکھتا تھا۔ اور جب کہ نماز پڑھتا تھا اور پنڈت سے مخفیانہ
آتا جاتا رہتا تھا اور پنڈت کے پاس بھیجکر عبداللہ سے مخفیانہ دین اسلام
اور اخلاق ایمان اور علوم آئمہ آل محمد علیہم السلام سیکھا کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ
اوس دین اسلام میں آجانے کے حال سے اوس کا ایک خدمتگار واقف
ہو گیا۔ اور سیدھا راجہ کے پاس جا کے یہ سارا حال بیان کر دیا راجہ نے کہا
کہ اگر میں اوس کو اپنی آنکھ سے نماز پڑھتا ہوا دیکھ لوں تو جیسا کہ اور لوگوں کے
ساتھ کیا جاتا ہے اوسکو ویسی ہی سزا دوں پھر حاسد عقل چورلے وقت ہی راجہ
کو لاے کہ بھارتل نماز پڑھ رہا تھا۔ بھارتل نے جب یہ بات دیکھی کہ راجہ یہاں
آیا ہوا ہے اوٹھ کھڑا ہوا اور سلام کیا۔ راجہ نے کہا اے بھارتل یہ جو تم
کر رہے تھے بڑی بات ہے۔ وزیر نے عرض کیا کہ یہ جو کام میں کر رہا تھا کوئی
ایسی چیز نہیں ہے جو میرے خلاف حضور سے عرض کیا گیا ہے ملکہ میں نے
اسوقت ایک سانپ دیکھا تھا کہ نکل کر اس صندوق کے تلے چلا گیا جو تمہارے
پاس رکھا ہوا ہے۔ بس میں کھڑا ہوا اوسے ڈھونڈھتا رہا۔ پھر جھکا کر
دیکھنے لگا تو بھی نہیں پایا۔ پھر میں پر سر لگا کر دیکھتا تھا کہ شاید نظر آجاے
راجہ نے اوس صندوق کے نیچے سانپ کو ڈھونڈھنے کا حکم دیا یک ایک

اوس کے نیچے سے ایک سانپ بل کہاتا ہوا نکل آیا راجہ نے بہارمل کی بات
کو سچ جانا اور چغل خور جھوٹے پڑے اور بہارمل کی آبرو خدا نے بچائی۔
اور اوسپر وثوق زیادہ ہوگیا اوس مندر مین ایک لوہے کا ہاتھی تھا معلق
بلا تعلق نیچے سطح سے اور بڑے بت کے بعد اوسکی تعظیم و تکریم کی جاتی تھی۔
اور راجہ سدہ راؤ جے سنگھ ہر سال اکثر تہ کھنبایت مین زیارت کیلئے
آکر بڑے بت کی پوجا کرتا تھا۔ جو جو قربانیان ممکن ہوتی تھین چڑہاتا تھا اس
سال جبکہ راجہ کھنبایت مین آیا اور یہ ارادہ کیا کہ صبح کے وقت بت کی زیارت
کے لئے مندر مین جاوے عبداللہ نے پوجاری سے کہا کہ راجہ سے جا کر
کہہ کہ شب کو ہاتھی نے مجھ سے خواب مین بیان کیا کہ مدت دراز سے معلق ہون
بغیر سہارے کے کھڑے کھڑے اکتا گیا ہون۔ اب مین چاہتا ہون کہ ایک
پاؤن زمین پر ٹیک دون یہ بات سنکر راجہ اور اوس کے ساتھی متحیر ہوئے
جب رات ہوئی تو عبداللہ اوٹھکر ہاتھی کے پاس گئے اور بغور دیکھا تو وہ
ہوا مین معلق پایا گیا۔ اور اوس کے چارون طرف سطح مین سنگ مقناطیس
مرصع جڑا ہوا تھا اور ہر سنگ اپنی طرف کھینچے ہوئے تھا۔ پس ایک پتھر جو
ایک پاؤن کے مقابل تھا اوکھیڑ لیا۔ ہاتھی نے ایک پاؤن زمین پر ٹیک دیا
جب صبح ہوئی یہ خبر لوگون مین منتشر ہوئی اور ہجوم عام ہوا۔ راجہ نے سنا تو
حیرت و غم مین گرفتار ہوا۔ پھر کئی روز بعد عبداللہ نے پوجاری سے کہا کہ
پھر جا اور راجہ سے کہہ کہ ہاتھی چاہتا ہے کہ دوسرا پاؤن بھی زمین پر ٹیکے
اور ویسا ہی کیا جیسا کہ پہلے کیا تھا یعنی مندر مین چارون طرف سے پتھر
اوکھیڑ ڈالے یہانتک کہ وہ ہاتھی چارون پاؤن سے زمین پر آرہا
اور راجہ کو نہایت غم و الم اور حیرت دامنگیر ہوئی بعض آدمیون نے
راجہ کو خبر دی کہ پوجاری نے اپنا دین ایک عرب مسلمان کے لئے جو چند روز
سے اوس کے پاس ٹھیرا ہوا ہے تبدیل کر ڈالا ہے۔ عرب اور پنڈت دونون نے
یہ مکر کیا ہے۔ راجہ سنکر پوجاری اور عبداللہ پر نہایت خشمگین ہوا
اور گرفتار کرنے کے لئے سپاہی بھیجے۔ اوسوقت عبداللہ ظاہر ہوئے

اور رسد کی سبزہ ہو نہر پڑہاتے تھے اور کچھ آیات و ادعیات حرز پڑہتے تھے۔ جب
لشکری اونکے قریب پہنچے تو پھر آگے نہ بڑھ سکے سپاہی اونکی طرف دیکھتے تھے
اور بڑھ نہ سکتے تھے۔ بلکہ بھاگ جاتے تھے۔ جب یہ خبر راجہ کو پہونچی تو خود
لشکر لیکر چلا جب اتنے قریب پہنچ گیا کہ شیخ عبداللہ اچھی طرح نظر آنے
لگے تو پاؤں اوس جگہ جم گئے اور راون میں آگ بھڑک اوٹھی۔ راجہ نے
اس حالت سے فریاد کی اور توبہ کرکے عہد کیا کہ میں تمہارے دین میں داخل
ہوتا ہوں۔ عبداللہ نے اوس پر نظر رحمت کی تو گویا راجہ اور اوس کے ساتھی
زنجیروں سے آزاد ہو گئے۔ اب راجہ شیخ صاحب کے پاس آیا اور اون کا
حال پوچھنے لگا۔ عبداللہ نے کہا کہ اے راجہ اگر یہ تیرا بت جسکی تو پوجا
کرتا ہے تیرے سامنے ذلیل ہو کر میری خدمت کرنے لگے تو تم اسلام
لا کر میرے دین میں داخل ہو جاؤ گے۔ جواب دیا کہ جب [illegible] ہو کر
دکھاؤ گے تو ایسا کروں گا۔ عبداللہ نے کہا واللہ علی ما تقولون وکیل
(یعنی جو کچھ ہم کہتے ہیں خدا اوس کا مختار ہے) اور بت کی طرف دیکھ کر
فرمایا او ملعون اوٹھ اور میرا یہ ڈول بھر کر تالاب سے پانی ہمارا وضو
اوٹ آ۔ بس یک بیک بحکم خدا وہ بت اوٹھ کھڑا ہوا۔ اور جواب دیا لبیک
و سعدیک اور ڈول لیکر تالاب پر گیا۔ اور سارا تمام پانی جسقدر
تالاب میں تھا بھر لیا اور تالاب کو [illegible] خالی چھوڑ دیا کہ مچھلیاں تڑپنے
لگیں اور ڈول بھر کر عبداللہ کے پاس لا کر رکھدیا۔ لوگوں نے شور و غل
مچایا کہ جاندار بغیر پانی کے فنا ہو جاتے ہیں۔ اور عرض کرنے لگے [illegible]
اور جانداروں پر رحم فرما کر بت کو حکم دیجئے کہ پانی پھر تالاب میں چھوڑ دے
چنانچہ اونہوں نے حکم دیا بت نے پانی ڈالدیا۔ اور تالاب بھر گیا۔
شیخ عبداللہ کی یہ کرامات دیکھکر بہت سے مسلمان ہوئے۔
جسقدر برہمن مسلمان ہوئے اونکی زنار ایک سیر سے زیادہ وزن میں تھے
غرضکہ اس کارروائی سے بعد شیخ عبداللہ رضی اللہ عنہ کے اونکے خاندان
بھی بہت آدمی مسلمان ہوئے۔ اور شہر والوں نے بھی بہت سے آدمی

درخت کی سبز ہو نہ جو ہا بنے تھے اور کچھ آیات و دعیات حرز پڑھتے رہے۔ جب
لشکری اونکے قریب پہنچے تو آگے نہ بڑھ سکے سپاہی اونکی طرف دیکھتے تھے
اور بڑھ نہ سکتے تھے۔ بلکہ بھاگ گئے تھے۔ جب یہ خبر راجہ کو پہنچی تو خود
لشکر لیکر چلا جب اتنے قریب پہنچ گیا کہ شیخ عبد اللہ اچھی طرح نظر آتے
تھے تو پاؤں اوس جگہ تھم گئے اور راؤں میں آگ بھڑک رہی تھی۔ راجہ نے
اس حالت سے زاری کی اور توبہ کر کے عہد کیا کہ میں تمہارے دین میں داخل
ہوتا ہوں۔ عبد اللہ نے اوس پر نظر رحمت کی تو گویا راجہ اور اوس کے ساتھی
زنجیروں سے آزاد ہو گئے۔ اب راجہ شیخ صاحب کے پاس آیا اور اون کا
حال پوچھنے لگا۔ عبد اللہ نے کہا کہ اے راجہ اگر یہ تیرا بت جسکی تو پوجا
کرتا ہے میرے سامنے ذلیل ہو کر میری خدمت کرنے لگے تو تم اسلام
لا کر میرے دین میں داخل ہو جاؤ گے۔ جواب دیا کہ جو کچھ [illegible] ہو کر
دکھاؤ گے تو ایسا کروں گا۔ عبد اللہ نے کہا واللہ علی ما نقول وکیل
یعنی جو کچھ ہم کہتے ہیں خدا اوس کا مختار ہے۔ اور بت کی طرف [illegible] کر
فرمایا او ملعون اوٹھ اور میرا قدم [illegible]
[illegible] ایک تحکم خدا وہ بت [illegible] اور جواب دیا لبیک
[illegible] تالاب [illegible] اور [illegible] پانی [illegible]
تالاب میں [illegible] اور تالاب [illegible]
[illegible] عبد اللہ کے پاس [illegible] لوگوں نے [illegible]
[illegible] پانی [illegible]
[illegible] تالاب میں [illegible]
[illegible] اونہوں نے [illegible] پانی [illegible] اور تالاب [illegible]
شیخ عبد اللہ کی یہ کرامات دیکھ کر [illegible]
مسلمان ہوئے [illegible] زیادہ [illegible]
غرضکہ اس [illegible] شیخ محمد اللہ [illegible]
بھی بہت آدمی مسلمان ہوئے۔ اور [illegible] بھی بہت سے آدمی

مسلمان ہوتے ہے - بعد اسکے شیخ عبداللہ بھارمل کے بیٹے یعقوب
کو علم دین سکہایا اور موت کے وقت اون کو اپنا جانشین کیا یعقوب منہ کے
داعی رکہے پہر یعقوب نے اپنے چچا تارمل (تاے فوقانی اور رای مہملہ
موقوف) کے بیٹے فخر الدین کو باگرہ (باے موحدہ اور کاف فارسی مفتوح
اور رائے ثقیل ہے) میں گجرات کو ڈونگرپور ملک راجپوتانہ میں واقع ہے بہیجا -
اور وہاں اسلام قایم ہوا - اور فخر الدین (۲۷ محرم کو) کفار کے ہاتہ سے باگڑ
میں شہید ہوکر او ضلع گلیا کوٹ (کاف فارسی مفتوح لام ساکن یای
تحتانی مفتوح الف ساکن کاف تازی مضموم واو مجہول تاے ثقیل موقوف
ہے) میں مدفون ہوے اونکی قبر بوہرون میں زیارت گاہ عام ہے یعقوب
نے داعیان یمن کے اون سے ہندوستان میں کار دعوت انجام دیا -
اور وفات کے وقت اپنے بیٹے اسحاق کو اپنا جانشین کیا اسحاق نے
اپنے بیٹے علی کو اپنا قایم مقام بنایا - علی بن اسحاق نے ملا آدم اور پیر حسن
اور اپنے فرزند داود کو علم اکتساب سکہاکر ملا آدم کو احمد آباد پیر حسن کو سدہ پور
بہیجا اور داود کو اپنے پاس پٹن میں رکہا اور وفات کے وقت پیر حسن کو اپنا جانشین
کیا اور پیر حسن (۲۲ محرم کو شہید ہوتے وقت) اپنا جانشین ملا آدم کو کر گئے - بعد
ملا آدم نے اپنے بیٹے ملا حسن کو اپنا جانشین کیا - ملا حسن نے اپنے فرزند
ملا راجح کو اور ملا راجح نے اپنے بیٹے ملا جعفر کو اپنا قایم مقام بنایا یہانتک
داعیان گجرات داعیان یمن کے تابع رہے - ملا جعفر کے زمانے میں یمن کی
دعوت عظمی کا رتبہ منتقل ہوکر ہندمین داعی یوسف پر آگیا - اور داعی ملا
جعفر داعی یوسف کے نیچے ہوگئے -

کتب تواریخ سے مجالس سیفیہ کی حکایت صدر کا مقابلہ

ایشیاٹک سوسایٹی بنگال کے جرنل جلد تیرہ کے صفحہ ۸۴ سے بوہرون کی

ابتدا کے حالات راس مالا کے گجراتی ترجمے کے صفحہ ۱۴۱ مین اسطرح نقل کئے ہین
کہ یعقوب نامی ایک آدمی اپنے گھر کی فساد کی وجہ سے اپنا ملک چھوڑ کر ۵۳۲ ہجری
مطابق ۱۱۳۷ء مین مصر سے کھنبایت کو آیا اوس کی مذہب والونمین سے ہندوستان مین
پہلا قدم رکھنے والا آدمی تہا اوسوقت مین اس مذہب کا سب سے بڑا ملاجو کہ یمن سے
یمن ہین رہتا فاطمی (ذویب) بن موسیٰ نامی تہا۔ مصر مین خلیفہ مستنصر باللہ
کا عمل تہا اور سدراس سنگہ (سدہ راج جے سنگہ) ہندوستان مین بیان کیا گیا
کا راجہ تہا بہت سے ایسے ثبوت ملتے ہین جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مستنصر
۴۸۷ ہجری مین مر چکے تھے اور اونکا پوتا حافظ گیارہوان خلیفہ جس نے
۵۲۴ ہجری سے ۵۴۴ ہجری تک حکومت حکمران تہا اوس وقت کے بارے مین گجرات کی
تواریخ کا سلسلہ گڑبڑ سے بہرا ہوا ہے۔ تو بھی اوپر کے وقت کے ساتھ مین ملتا ہوا ہے
کیونکہ سدہ راج جے سنگہ کہ جس نام سے بگڑا ہوا لفظ سدراس بنا ہوا معلوم
ہوتا ہے ۱۰۹۴ء (مطابق ۴۸۷ ہجری) مین اہل مرہٹے (پٹن) کا راجہ تہا
ان بیان کے بعد راس مالا مین اس قصے کو اس طرح پورا کیا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ یعقوب کھنبایت مین آکر ایک مالی کے شامل رہا جسکو اوس نے اپنے مذہب
مین داخل کیا بہر اوس نے ایک برہمن کے لڑکے کو مسلمان کیا سدراس راجہ
اور اوس کے دو دیوان تارمل (تاسے فوقانی ہے) اور بھارمل دو بھائی تھے وہ
کھنبایت کے ایک مندر مین اکثر جایا کرتے تھے۔ وہان پر ایک لوہے کا ہاتھی سنگ
مقناطیس کے زور سے لٹکا رکھا تہا۔ یعقوب نے اون پتھروں کو نکال ڈالا اور برہمنوں کے
ساتھ بحث ہوئی جس مین بھی یعقوب جیتا۔ سدراس اور اوسکے درباریوں کو ایسی
کرامت دکھائی جس سے اونہون نے اوس کا مذہب اختیار کیا۔ اور اونکی متابعت
دوسرے ہندوون نے بھی کی اور ان نومسلمون نے عربستان کے ساتھ بیوپار
جاری کیا جس سے وہ بیوپاری یعنی بوہرے کہلائے۔
اس قصے کے صحیح ناموں مین بہت گڑبڑ پائی جاتی ہے۔ سدراس سنگہ
دراصل مین سدراجے سنگہ ہوگا۔ گجرات مین اس نام (سدراجے سنگہ)
سے سدہ راج جے سنگہ مشہور ہے۔ لیکن تارمل اور بھارمل یہہ

دو دیوان جو لکھے ہین قیاس ایسا جاتا ہے کہ ویرد[۱] ہول واگھیلہ (گہیل) کے دیوان دو بھائی تیج پال اور وستپال[۲] تھے - یہ وہی دو ہون تو ہون جن کو تارپل اور بھارپل مشہور کر دیا ہے - اور بھر کمارپال یا اجے پال کی باتین جو دوسری جگہہ لکھی ہوئی ہین - اور جنکے مطابق راجہ نے دوسرا مذہب اختیار کر لیا سدھ راج جے سنگھ کی طرف منسوب کر دی ہین کیونکہ یہ بات محقق ہے کہ سدھ راج نے اپنا مذہب نہین بدلا تھا - بلکہ وہ ہندو مذہب پر مرا ہے -

سدھ راج جے سنگھ کے مسلمانون کے ساتھ عدل وانصاف اور مہربانی کا ثبوت

سدھ راج جے سنگھ جسکو مجالس سیفیہ مین سدھ راو جے سنگھ لکھا ہے سولنکی راجپوت تھا اس کے حالات کتب تواریخ مین مفصل مذکور ہین - گجرات اور مالوہ اور برہان پور اوس کے زیر نگین تھے - قلعہ بھروچ اوسی نے بنایا تھا - اور سدھ پور بھی اوسی نے آباد کیا ہے - اس راجہ کا نام جے سنگھ اور سدھ راج اس کا لقب تھا - سدھ سین کے کسرے سے کراماتی کو کہتے ہین اور سدھ راج کے معنی اہل کرامات کا سردار اور پیشوا ہین - کیونکہ وہ بڑا مذہبی آدمی تھا - اس راجہ کی حکومت کا زمانہ سمت ۱۱۵۰ بکرمی مطابق ۱۰۹۴ء موافق ۴۸۷ہجری سے سمت ۱۱۹۹ بکرمی مطابق ۱۱۴۳ء موافق ۵۳۷ ہجری تک ہے - سمت ۱۱۹۹ بکرمی مین کمارپال اوس کا ایک رشتہ دار اوسکی جگہہ مسند نشین ہوا -

جامع الحکایات سے الیٹ نے تاریخ ہندوستان کی دوسری جلد مین ایک قصے کا ترجمہ کیا ہے جس کی نسبت اوس کا مولف محمد اوفی کہتا ہے کہ مینے اس قصے سے بہتر دوسرا قصہ نہین سنا - محمد اوفی ایک دفعہ کھنبایت مین تھا جو سمندر کے کنارہ پر

---

[۱] واو مکسور اور یای معروف اور رای مہملہ کے وقف اور دال مہملہ مخلوط الہا کے فتحہ اور سکون سے ۱۲

[۲] واو مفتوح سین وتای فوقانی ساکن سے ۱۲

آیا ہو گا - اور جس مین بہت سے سنی مسلمان رہتے تھے جو مذہب کے نہایت پابند اور سچی تھے - وہان اوس نے سنا کہ یہ شہر (کھنبایت) گجرات کے راجہ جے سنگھ کے قبضہ مین تھا جس کا دارالحکومت نہر والہ (پٹن) تھا اور اوس کے عہد مین یہان آتش پرستون اور مسلمانون کی بڑی آبادی تھی - مسلمانون کی ایک مسجد بھی اوسکی پاس ایک منار بھی تھا - جسمین کھڑے ہو کر موذن اذان دیتا تھا - آتش پرستون نے غیر مذہب والونکو مسلمانون پر حملہ کرنے کیلئے بھڑکایا - جنہون نے وہ منار توڑ ڈالا اور مسجد جلا دی اور اسی مسلمان مارے گئے - مسجد کے خطیب کا نام قطب علی تھا وہ بچ کر نہروالہ کو گیا اور اوس نے تمام مظالم کی فریاد کی - راجہ کے درباریون مین سے کسی نے اوس کے حال پر توجہ نہ کی اور نہ مدد دی ہر ایک درباری اپنے ہم مذہبون کے بچانے کی کوشش کرتا رہا - قطب علی نے یہ سنا کہ راجہ شکار کو جانے والا ہے وہ جنگل مین جا کر راجہ کی رہگذر پر ایک درخت کے تلے بیٹھ گیا - جب راجہ اودہر پہنچا تو قطب علی نے عرض کیا کہ آپ ہاتھی کو ٹھہرا کر میری جو شکایت ہے وہ سن لیجئے راجہ نے ہاتھی روک لیا - قطب علی نے ایک نظم جو ہندی کی شاعری مین بنائی تھی اور اوس مین یہ تمام واقعہ لکھا تھا راجہ کے ہاتھ مین دیدی - راجہ نے وہ نظم پڑھکر اپنے ایک نوکر کو حکم دیا کہ قطب علی کو اپنے ساتھ حفاظت سے رکھے اور جب مین کہون اوس کو دربار مین پیش کرے - اسکے بعد راجہ لوٹا اور اپنے نائب کو بلا کر فرمایا کہ تمام ریاست کا کام تم کرتے رہنا مین تین روز کے لئے تمام کام چھوڑ کر زنانے مین رہونگا - اس عرصے مین کسی ریاستی کام سے مجھے دق نہ کیا جاوے اور اوسی شب کو راجہ ایک سانڈنی پر سوار ہو کر نہروالہ سے کھنبایت کو راہی ہوا اور چالیس فرسنگ کے فاصلے کو ایک رات دن مین طے کیا اور سوداگر کے بھیس مین شہر مین داخل ہوا - اور بازارون اور کوچون مین الگ الگ مو قعون پر ٹھیر کر قطب علی کی شکایت کے متعلق حالات ٹٹولتا رہا - راجہ کو خوب محقق ہوگیا کہ مسلمانون پر بڑا ظلم ہوا ہے اور وہ قتل کئے گئے ہین - بعد اس کے ایک برتن سمندر کا پانی بھر کر اور لیکر نہروالہ کو لوٹ گیا - جہانپر اپنی روانگی سے تیسری رات کو پہنچ گیا تہا اور صبح کو اوس نے دربار کیا - اور قطب علی کو بلا کر فرمایا کہ تم اپنا سارا

واقعہ بیان کروں اوس نے تمام وکمال حقیقت سنائی دربار کے گروہ کے غیر مذہبی آدمیوں نے چاہا کہ اوس کو جھوٹی بنائیں اور دھمکائیں۔ اسپر راجہ نے اچھے پانی والے کو فرمایا کہ وہ پانی کا برتن حاضرین کو دیدے تاکہ وہ سب اوس میں سے پیویں پھر ایک شخص نے اوس کو پینا چاہا اور چکھ کر چھوڑ دیا اور سمجھ لیا کہ سمندر کا پانی ہے پینے کے قابل نہیں۔ اس کے بعد راجہ نے کہا کہ چونکہ اس معاملے میں جدا جدا مذہب والوں کا ایک دوسرے سے تعلق تھا اسلئے میں کسی پر بھروسا کیا اور خود کھنبایت کو جا کر تمام حالات کی تحقیقات کی تو معلوم ہوا کہ مسلمانوں پر ان لوگوں نے جبر و ظلم ہوا ہی۔ پھر اوس نے کہا کہ میرا یہ فرض ہی کہ اپنی تمام رعایا کے حال کی نگرانی رکھوں۔ اور اونکی ایسی حفاظت کروں کہ وہ امن کے ساتھ رہ سکیں۔ اس کے بعد اوس نے حکم دیا کہ غیر مذہب والوں یعنی برہمنوں اور آتش پرستوں اور دوسری ذات والوں میں سے دو دو معزز آدمیوں کو سزا دیجاوے اور ایک لاکھ یا سو لاکھ (چاندی کا سکہ) اوس مینار و مسجد کی دوبارہ تیاری کے لئے دیے۔ اور چار پارچے کا خلعت عطا کیا اس خلعت کے کپڑے اب تک حفاظت سے رکھے ہوئے ہیں اور کسی بڑے تیوہار کی تقریب میں دکھائے جاتے ہیں وہ مسجد و مینار کچھ روز دن پہلے تک کھڑے تھے لیکن جب بالا (مالوہ) کے لشکر نے ملک نہروالہ پر حملہ کیا۔ اوس وقت میں وہ توڑ ڈالے گئے۔ سید شرف تمین (تاے فوقانی سے بروزن تکمین) نے اپنے خرچ سے اونھیں بعد بنوایا۔ اور اوپر کی بجائے چار مینار تعمیر کرا کر اونپر سونے کے کلس چڑھوائے ہیں وہ اپنے مذہب کی اس عمارت کو غیر مذہب والوں کے ملک میں چھوڑ گیا اور وہ عمارت اب تک موجود ہی۔ غرضکہ بقول محمد اوفی جے سنگھ ہندوستان کے اوس زمانے کے والیان ملک میں سب سے بڑا اور نہایت مدبر تھا۔ وہ بڑی نرمی کے ساتھ حکومت کرتا تھا۔ اور دوسرے سرداروں کو اپنے دباؤ میں رکھتا تھا۔ جامع الحکایات شمس الدین التمش کے وقت میں سنہ ۱۲۱۱ء کے قریب بنی ہی۔

ائمہ کی ترتیب

بوہرے مستنصر کے بعد مستعلی باللہ کو امام برحق جانتے ہین مستعلی کے انتقال کے
بعد اونکے بیٹے آمر باحکام اللہ تخت سلطنت پر متمکن ہوئے ۴ ربیع الثانی سنہ ۵۲۴
ہجری کو آمر کے ہان بیٹا پیدا ہوا جس کا نام ابو القاسم طیب رکھا اور جس مکان مین
اونکی ولادت ہوئی مین آئی تھی اوس کا نام بیت الحق مقرر کیا گیا - ۳ - ذیقعدہ
سنہ ۵۲۶ ہجری کو آمر قاہرہ مین سر راہ زخمی ہوئے تو اپنی جانشینی کے لئے طیب
کے واسطے وصیت کی اور ابن مدین کو بلاکر تربیت کے لئے اونکے حوالے کیا
اور کہا کہ اپنے بعد اپنے داعی ابو علی کو باب مقرر کیجیو اور وصایا کرکے راتمین آمر نے
رحلت کی اور امر اسے دولت طیب کو لیکر قاہرہ چھوڑکر چلے گئے اور مستور ہوگئے
جب یہ خبر یمن مین پہونچی تو حرہ ملکہ اور داعی ذوئیب دعوت مین قایم ہوئے
اور طیب بن آمر کی بیعت لیتے رہے - قاہرہ مین مسندنشین خلافت عبد المجید ہوا
جس کا لقب ابو الحافظ لامر اللہ تہا اور افضل بن بدروزبہ آمر نے قاہرہ کو خوب
لوٹا اور دین نواصب جاری کیا - جیسا کہ مجالس سیفیہ مین لکہا ہے - جو آدمی
امام مخفی و مستور اور اوس کے شیعہ کے درمیان مین سفارت کرتا ہے اوسے
باب کہتے ہین -

آمر کا شہید ہونا ۳ ذیقعدہ سنہ ۵۲۶ ہجری کو مجالس سیفیہ مین لکہا ہے -
اور دوسری کتب تواریخ مثلاً حبیب السیر تاریخ گزیدہ - روضۃ الصفا ناسخ
اور جنات الفردوس وغیرہ سے سنہ ۵۲۴ ہجری مین اون کا مقتول ہونا ثابت ہے
اور ابو الفدا سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۵۲۲ ہجری مین مارے گئے تھے -

بوہرے شیعہ مین سے اسماعیلیہ اور اسماعیلیہ مین سے مہدویہ اور مہدویہ مین
مستعلویہ اور مستعلویہ مین بھی خاص طیبیہ ہین اسلئے کہ تمام خلفائے مصر کو
جنہون نے حکومت مصر پائی امام نہین مانتے - بلکہ اون مین سے آمر تک مستعلی
بزرگ جانتے ہین - آمر کے بعد اونکے بیٹے طیب ابو القاسم کو امام برحق جانتے ہین
اور آمر کے بعد حافظ اور ظافر اور فائز اور عاضد کی امامت کے قائل نہین ہین
تو انکے نزدیک یہ چارون خلفائے غاصب قرار پائے ہین - کیونکہ خلافت
و امامت آمر کے بعد طیب کا حق تہا - پس انکے نزدیک جناب سرور کائنات

کے بعد وصی اور آئمہ کی ترتیب اسطرح ہے (۱) وصی حضرت علی (۲) امام حسن (۳) امام حسین (۴) امام زین العابدین علی (۵) امام محمد باقر (۶) امام جعفر صادق (۷) امام اسماعیل (۸) امام محمد (۹) امام عبد اللہ (۱۰) امام احمد (۱۱) امام حسین (۱۲) امام مہدی (۱۳) امام قائم (۱۴) امام منصور (۱۵) امام معز (۱۶) امام عزیز (۱۷) امام حاکم (۱۸) امام ظاہر (۱۹) امام مستنصر (۲۰) امام مستعلی (۲۱) امام آمر (۲۲) امام طیب۔

امام و داعی کے تقرر کا طریق

بوہرونکے نزدیک وجوب امامت کا طریق نص ہے۔ اسیطرح منصب کا حال ہے جو امام یا داعی اپنی حیات مین جسکے لئے اپنی قایم مقامی کی نص کردیتا ہے وہی اوس کا جانشین مانا جاتا ہے بس نہ کوئی اپنی مرضی سے اوس منصب کا دعوے کرنے کا حقدار سمجھا جاتا ہے اور نہ دوسرون کے انتخاب کو اس مین دخل ہے۔ اگر چند آدمی جمع ہوکر کسی شخص کو ...... کسی کی قایم مقامی کے لئے منتخب کرلین اور اوسکے ساتھ بیعت کرین تو حقدار اور وارث جایز نہین قرار پا سکتا۔ جب تک کہ اگلے کی طرف سے تخصیص نہ واقع ہوئی ہو یہی وجہ ہے کہ آمر کے بعد ابو القاسم طیب کو تو امام برحق مانتے ہین۔ کیونکہ انکے لئے آمر نے نص کی تھی اور حافظ وغیرہ کو امام نہین مانتے۔ اور انکے نزدیک نص دوم نص اول کی ناسخ ہے۔ یعنی اگر امام ایکبار یہ نص کردے کہ میرے بعد فلان میرا جانشین ہوا۔ بعد اس کے پھر امام کسی دوسرے شخص کے لئے نص کردے تو دوسری نص واجب العمل ہے اور پہلی منسوخ ہے یہی وجہ ہے کہ نزار کو امام نہین مانتے۔ اور مستعلی کو امام مانتے ہین کیونکہ اولا مستنصر نے نزار کی امامت کے لئے اپنے بعد نص کی بجا مستعلی کی امامت کی نص کردی۔ صبوری مین لکھا ہے کہ داعی صاحب جب مرنے کو ہوتے ہین تو اپنی وفات سے قبل ایک تحریر مین اپنے جانشین کا نام لکھکر مسند کے نیچے رکھدیتے ہین۔ اونکی وفات کے بعد لوگ اوس تحریر کو لیکر مطابق

اور بس شخص کو داعی مان لیتے ہین - اور جہانتک ہوتا ہی داعی سابق داعی لاحق
ہین نفس و کمال کے اوصاف دیکھ کر جانشینی کے لیئے نامزد کرتے ہین - اگر بیٹا
ایسا لایق نہین ہی جیسا کہ بھائی یا بھتیجا ہے تو بیٹے کو چھوڑ کر بہائی یا بھتیجے
کا انتخاب کر لیتے ہین -

آئمہ مستور

بوہرے امام جعفر صادق کے بعد چار اماموں کے مستور و مخفی ہونے کے قائل ہین
اور وہ چارون یہ ہین - عبد اللہ - احمد - حسین - اور طیب

حرۂ ملکہ کے اوصاف اور اون کے قائم مقام کا بیان

ابو الفدا نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے کہ نام ان ملکہ کا سیدہ اور لقب حرہ تھا ان کے
باپ کا نام احمد بن جعفر بن موسی صلیحی ہے سنہ ۴۴۰ ہجری مین پیدا ہوئی تھین اور
شہاب کی بیٹی اسماء نے اونکی پرورش کی تھی سنہ ۴۶۱ مین اسماء کے بیٹے احمد الملقب
بہ ملک مکرم بن علی قاضی محمد بن علی صلیحی نے جو صنعا مین سلطنت کرتا تھا اپنے بیٹے سے
اپنا نکاح کیا تمام کام حرۂ موصوفہ انجام دیتی تھین احمد مکرم نے اپنی حیات مین
اونکو تخت پر بٹھا دیا تھا - حرۂ ملکہ انتظام سلطنت اور تدبیر مملکت اور لڑائیوں کا
انتظام کرتی تھین احمد مکرم کھانے پینے اور عیش و عشرت مین مشغول رہتا تھا -
سنہ ۴۸۴ ہجری مین احمد مکرم نے وفات پائی تو اوس کے چچا کا بیٹا ابو حمیر سبا بن
احمد بن مظفر بن علی صلیحی والی ریاست ہوا تمام عمر ریاست کرتا رہا یہانتک
کہ سنہ ۴۹۵ مین سبا نے انتقال کیا - یہ شخص صلیحیوں کا سب سے پچھلا بادشاہ گذرا
اس کے عہد مین بھی سلطنت کے تمام کاروبار حرۂ ملکہ ہی کے ہاتھ مین تھے
حرۂ ملکہ کے ایام حکومت مین ابن نجیب الدولہ سنہ ۵۱۳ ہجری مین مصر سے
آکر سلطنت پر قابض ہو گیا اور یمن کے پہاڑون مین ٹھہرا رہا - یہانتک

کہ حضرت آمر باحکام اللہ والی مصر کے لشکر جرار نے اوس کے سر پر پہنچکر سنہ ۵۳۲ھ ہجری کے بعد ابن نجیب الدولہ کو گرفتار کیا - اور اب سلطنت ابن ذریع بن عباس بن مکرم کے ہاتھ میں آگئی آل ذریع کا نام آل معن ہے - اور یہ لوگ آل زریب بھی مشہور ہیں - مگر ان تمام انقلابات میں حرہ ملکہ کا اقتدار برابر قایم رہا - ان کے وقت میں ملک مفضل ابو البرکات بن ولید حمیری حاکم تعز کا کمنا سکنا بہت چلتا تھا - بلکہ یہ شخص انکے سامنے احکام نافذ کرتا تھا مجالس سیفیہ میں حرہ ملکہ کی بڑی تعریف لکھی ہے - کہا ہے کہ وہ علم تنزیل و تاویل و حدیث ائمہ و رسول میں متبحر تہیں اور دوا عیان زمان اونسے پس پردہ سے مسائل سیکھتے تھے اور احکام حاصل کرتے تھے اور مشکلات میں اونکے پاس رجوع کرتے تھے پس جس بات کے طالب ہوتے تھے اونکے پاس پاتے تھے اور انکو علم زہد و ورع و عبادت کے ساتھ سیاست و تدبیر میں بھی کمال حاصل تہا - ملوک یمن اونکی کمند کی کے خواہان اشغال میں اونکی اطاعت میں پویان تھے - وہ اپنی حیات میں دعوت و حکومت پر اپنے مردان صاحب مفضل کی وفات کے بعد قایم رہیں اور اونہیں کے عہد میں مستتر واقع ہوا یعنی طیب بن آمر مستور ہوے اور جب تک یہ ملکہ زندہ رہیں انتظام میں کچھہ خلل واقع نہیں ہوا حرہ ملکہ نے بالو سکے ل اور حبشاہ کی عمر پاکر ۲۲ شعبان سنہ ۵۳۲ھ ہجری میں وفات پائی - مجالس سیفیہ اور صحیفۃ الصلوۃ کلان میں اسی طرح ہے اور ابو الفدا نے اونکی وفات کا سال سنہ ۵۳۲ھ ہجری لکہا ہے - بہر صورت جامع ذی جبلہ میں بائیں جانب قبلے کے مسجد کی ایک منزل میں مدفون ہوئیں اونکی قبر آج تک زیارت گاہ ہے مسجد مذکور کی دیوار جانب قبلہ میں اونکے حکم سے تمام اماموں کے نام علی بن ابی طالب سے اونکے زمانے کے امام تک لکہے گئے ہیں - حرہ ملکہ کے لیئے ائمہ طاہرین کے نزدیک مقام محمود اور مرتبہ عالی تہا اور خاصکر آمر باحکام اللہ نے اونکو ہر طرح کے فضل سے مخصوص کیا تہا اور تمام آدمیوں میں سے اونکے مرتبے کو بڑہا دیا تہا اور یہیں مقام نور حجاب اور بیت الستور کا جس میں طیب ابی القاسم پیدا ہوئے تہے باب معز کیا تہا اور آمر نے حرہ ملکہ کو حکم دیا تہا کہ وہ طیب

ابی القاسم کی حالت ظہور مین اور استتار کے بعد اونکی طرف دعوت کرتین اور دعوت کو اونکی طرف اور اون آئمہ کی طرف جو اونکی اولاد مین ہوں ہمیشہ جاری رکھین بس حرہ ملکہ کو جس بات کے لیئے اون سے مولا نے حکم دیا تہا اوس پر مستعد اور قایم رہین۔ داعی عماد الدین ادریس بن حسن نے کہا ہے کہ حرہ ملکہ نے داعی ذویب بن موسے کو اپنا قایم مقام کر کے اور دعاۃ یمن کا اونکو قدوہ بنا کے اور داعی خطاب کو اونکا معاون کر کے دنیا سے رحلت کی۔ بس وہ دونون طیب بن آمر کی وفات و حیات مین اونکی دعوت کرتے رہے اور قواعد دعوت کو بلند کیا اور طیب کے نشان اور داعی ذویب **دعاۃ مطلقین** مین سے یمن و مضافات و جزائر یمن مین پہلے ہین۔ طیب کے استتار کے بعد اور داعی یحیی بن لمک نے بھی اونکے لئے رتبہ تسلیم کیا تہا۔ داعی ذویب داعی لمک کے شاگرد تھے اور داعی لمک المؤید فی الدین شیرازی سے علم تحصیل کیا تھا۔

متفرق داعیونکا بیان

خلفاے مصر سے بیشتر اسماعیلیہ کے پاس سواے کتاب البیان باطنیہ مؤلفہ غیاث کے اور کوئی کتاب نہتی جب مہدویہ نے مصر اور افریقیہ پر تسلط حاصل کیا تو انکے خاندان مین بڑے بڑے علما صاحب تصانیف اور داعی پیدا ہوے جیسے نعمان بن محمد بن منصور قاضی اور علی بن نعمان اور محمد بن نعمان اور عبد العزیز اور محمد بن سبب عقیلی اور ابو الفتوح رجوان اور محمد بن عمار کتامی الملقب بہ امام الدین وغیرہ خاصکر مستنصر کے عہد مین عامر بن عبد اللہ رواحی یمنی اور علی بن قاضی محمد صلیحی یمن کا قاضی زادہ یہ دو بڑے بڑے داعی تھے یہانتک کہ علی بن محمد نے ۴۳۶ہجری سے یمن مین ایسا قدم جمایا اور سے نجاح رئیس تہامہ کو زہر دلوا کر ۵۰۳ہجری سے دو برس کے عرصے مین یعنی ۴۵۵ہجری تک سارے قلمرو یمن کا بتدریج مالک ہو گیا۔ اور اہل یمن کو مذہب مہدویہ مین لیا۔ یمن مین قوم بنی یام اور قوم بنی ہمدان اسماعیلی المذہب ہین علی بن

محمد صلیحی ابتدا مین سنی المذہب تھے عامر بن عبداللہ رواحی کی کوشش سے شیعہ اسماعیلی ہوگئے تھے یہ اور انکے بیٹے احمد بن علی بن محمد صلیحی دونون یمن کے حکمران بھی رہے[۱] اور بعد انکے اور بڑے بڑے داعی بھی گذرے ہین جیسے صابح بن رزیک ارمنی وزیر فائز بن ظافر اور فقیہ عمارہ یمنی صاحب تاریخ یمن بھی باطن مین شافعی تھا اور طاہر بن مہدویہ کا داعی حسین بن عبداللہ بن حسن بن علی بن سینا المعروف بہ شیخ الرئیس کو بھی اسماعیلی المذہب بتاتے ہین اور احمد بن عبداللہ مصنف رسائل ہے اخوان الصفا کا بھی یہی مذہب تھا اور فوائد المجموعہ مین لکھا ہے کہ رسائل ہے اخوان الصفا کا واضع زید بن رفاعہ ہے۔ مگر داؤدیہ بوہرونکے علماء کے نزدیک اول صحیح ہے۔ اور حکیم ناصر خسرو کو بھی اسماعیلی مہدوی بتایا ہے۔ یہ سات برس تک حضرت مستنصر کے پاس مصر مین رہا تھا۔ ہر سال یہان سے حج کو جاتا اور پھر مصر کو لوٹ آتا۔ آخر کار مکہ سے بصرہ ہوتا ہوا خراسان کو چلا گیا۔ اور وہان پر لوگون کو مذہب اسماعیلیہ کی طرف ہدایت کرنے لگا۔

علمائے دعوت اور داعیون کا سلسلہ وار بیان

مجالس سیفیہ کی مجلس بستم مین آخر فضائل عید غدیر کے بیان کیا ہے کہ عالم دعوت کا سید داعی المؤید فی الدین شیرازی ہین جو حضرت مستنصر باللہ کی طرف سے حجت تھے۔ اور تفصیل اس کی اس طرح ہے کہ داعی علی بن محمد صلیحی کے ہاتھ سے عبداللہ نے امر امامت ظاہر کیا اور انکو بلاد یمن مین تمکین دی تو صلیحی نے داعی لمک بن مالک حمادی کو مصر مین بھیجکر اجازت طلب کی۔ لمک مصر مین پہنچا اور انکو داعی

---

[۱] دیکھو تاریخ یمن مولفہ نجم الدین عمارہ یمنی ۱۲

مویدنی الدین کے مکان میں ٹھہرنے کی اجازت ملی سات برس تک داعی
لمک داعی مویدسے علوم آئمہ کو حاصل کرتے رہے اور جب وہ یمن کیطرف
واپسی کی اجازت مانگتے تھے تو قیام کے لئے حکم ہوتا تھا یہانتک کہ داعی لمک
نے ستائیس مسائل دقیق داعی مویدسے دریافت کیئے جسپر مویدنے کہا کہ
ان کا جواب میں نہیں دیسکتا امام دین گے اور اون کو امام کی خدمت میں
لے گئے تو ہر مسئلے کے جواب کے ساتھ خلعت ملتا گیا - داعی علی بن محمد صلیحی
کے انتقال کے بعد داعی لمک یمن کے داعی قلم مقرر ہوئے اور یہ بڑے عالم
شخص تھے - داعی لمک سے بہت سے داعیوں نے علم حاصل کیا اور یوں بھی
اونکے بہت سے شاگرد تھے مگر اعلے درجے کے دو ہی ہوئے ایک اونکے بیٹے
داعی یحیی اور دوسرے داعی ذوئب بن موسی جب داعی ذوئب کی عمر پوری
ہوئی تو اونہوں نے اپنی قایم مقامی کے واسطے داعی ابراہیم بن حسین
کے لئے نص کی اور اونہیں اپنی طرح امام کے لئے باب مقرر کیا اور داعی ابراہیم نے
اپنی وفات کے وقت اپنے بیٹے **حاتم** کے حق میں ایسا ہی کیا اسیطرح
ابراہیم کے بعد دعاۃ یمن سب کرتے رہے اور اپنے قایم مقام کے لئے نص
کرتے رہے یہانتک کہ سلسلہ دعوت ایک سے دوسرے کی طرف منتقل ہوتے
ہوتے **داعی عماد الدین ادریس بن حسن** تک پہنچا
یہ عالم متبحر تھے اس وقت دعوت میں بڑا اختلاف پیدا ہو گیا تھا - اور یہ بات
کہی جاتی تھی کہ دعوت ہندوستان کو منتقل ہو گی پھر ہند سے تحصیل علم کے لئے
چند شخص بلائے گئے یہ چار شخص کہ اہل حسب و فضل سے تھے ہند سے یمن میں
بھیجے گئے (۱) داعی یوسف بن سلیمان ساکن سدھ پور (۲)
داعی جلال الدین (۳) داعی داؤد بن قطب شاہ (۴) داعی داؤد
بن عجب شاہ - یہ تینوں شخص احمد آباد کے رہنے والے تھے -
آخر کار داعی ادریس بن حسن نے جو یمن کے آخری داعی تھے دعوت کی
نص **یوسف بن سلیمان** پر کی اوسوقت سے دعوت یمن سے ہند کو
منتقل ہوئی - یوسف اپنے زمانۂ حیات تک دعوت میں قایم رہے اونہوں نے

اپنے بعد داعی **جلال الدین** کے لئے نص کی اور داعی جلال الدین
نے داعی **داؤد بن عجب شاہ** کو اپنا جانشین بنایا اور داعی
داؤد بن عجب شاہ نے داعی **داؤد بن قطب شاہ** کے لئے
اپنی قائم مقامی کی نص کی یہ چاروں شخص بڑے کامل و ماہر تھے۔ خاصکر
داعی داؤد بن قطب شاہ علما سے زیادہ اور حلما سے بزرگ تھے ان سے
بھی علماے دعوت نے علوم حاصل کئے مثلاً (۱) داعی شیخ آدم صفی الدین
(۲) داعی عبد الطیب زکی الدین بن داعی داؤد بن قطب شاہ (۳)
شیخ امین الدین بن جی بن جلال

داعی عبد الطیب زکی الدین سے اونکے بھائی داعی قطب الدین
نے علم سیکھا اور داعی قطب الدین سے داعی **شجاع الدین پیرخان**
نے تحصیل علم کی اور داعی شجاع الدین سے اونکے بیٹے **شیخ پیرخان**
نے فضل و کمال کی تحصیل کی پھر ان سے اونکے شاگرد **خانجی بھائی**
ابن پیرخان نے علم ادب حاصل کیا اور یہ اپنی اوستاد کی طرح ذا فضل
متبحر اور پرہیزگار تھے اور جمل کر علماے دعوت سے ہیں جو اونکے بعد ہوئے
داعی بدر الدین نے خانجی بھائی کو خدمت [illegible] کا متولی کرکے احمد آباد کو بھیجا تھا
شیخ خانجی بھائی جب احمد آباد سے مراجعت کرکے اودیپور میواڑ میں آئے تو
یہاں ایک مدرسہ قایم کیا۔ اور درس علوم و عبادت میں مشغول ہوئے
اونکے علمی فیض کی دو شاخیں دو شاگردونکے ذریعہ سے چلیں (۱) شیخ صفی
الدین سے کہ انہوں نے داعی بدر الدین کے حکم سے احمد آباد جاکر خانجی
بھائی سے پڑھا تھا۔ جب صفی الدین اپنے اوستاد کے پاس سے تحصیل علم کرکے
واپس آئے تو اپنے آبائی وطن نگر میں علوم پڑھاتے تھے اور احکام دین کے اجراء میں
مصروف تھے۔ اونہیں سے **شیخ عبد القادر حکیم الدین**
بن ملا خان نے علم حاصل کیا۔ اور شیخ عبد القادر سے اونکے بھتیجے
شیخ حبیب اللہ بن اکرم بھائی بن ملا خان
نے علم تحصیل کیا اور شیخ حبیب اللہ سے **شیخ رحمت اللہ بن ملا** [illegible]

نے سیکھا ان سے داعی عبدالعلی سیف الدین نے علم دعوت پڑھا

(۲) دوسری شاخ شیخ لقمان جی ملا حبیب اللہ سے چلی یہ عفوان شباب میں بنام بورہ علاقہ اندور سے چلکر اود دیپور میں آئے اور شیخ خانجی بھائی سے تحصیل علم کرنے لگے اور شیخ لقمان جی سے اونکے پوتے ھبتہ اللہ (بن ملا ولی محمد بن شیخ لقمان جی) نے تحصیل علم کی شیخ ہبتہ اللہ سے بھی داعی عبدالعلی سیف الدین نے پڑھا ہے۔

خانجی بھائی بن پیرخان کا مزار اودیپور ملک میواڑ میں ہے

اور بوہرے بڑے ذوق و عقیدت سے اوسکی زیارت ہمیشہ کرتے ہیں۔ ناریل لیجاتے ہیں۔ وہاں توڑکر کھوپرہ تقسیم کرتے ہیں۔ اگر بتیاں جلاتے ہیں۔ عود سے کے بتے جلاتے ہیں جن سے بہت ہی مست خوشبو آتی ہے۔

داؤدیہ بوہرے ایک فاتحہ دعاۃ مطلقین کے لئے پڑھتے ہیں جس میں یہ نام ہیں ابوالقاسم اور ابو عبداللہ اور جعفر بن منصور اور قاضی نعمان بن محمد اور ابو یعقوب سجستانی اور ابو حاتم رازی اور ابو یعقوب وزیر اور حمید اور احمد حمید الدین اور ہبتہ اللہ اور ابو برکات اور بدر جمالی اور علی بن محمد صلیحی اور حرۃ ملکہ اور لمک اور یحیی ذوئب اور خطاب اور ابراہیم اور حاتم اور محمد بن طاہر اور علی بن حاتم اور علی بن محمد بن ولید اور علی بن حنظلہ اور احمد بن مبارک اور حسین بن علی اور علی بن حسین اور ادریس اور حسن اور حسین اور علی اور محمد اور یوسف اور جلال الدین اور برہان الدین اول اور برہان الدین دوم اور صفی الدین اور زکی الدین اور شمس الدین اور زین الدین اور قطب الدین اور شجاع الدین اور بدرالدین اور زکی الدین اور کلیم الدین اور نورالدین اور بدرالدین اور وجیہ الدین اور ہبتہ اللہ اور عبدالطیب زکی الدین اور یوسف نجم الدین اور عبد العلی سیف الدین اور محمد عزالدین اور طیب زین الدین اور محمد بدرالدین۔

ایک دوسری فہرست بھی دعاۃ مطلقین کے ناموں کی پیش کرتا ہوں جو قابل دید ہے

(۱) حرۃ ملکہ بنت احمد (۲) لمک بن مالک (۳) یحیی بن لمک (۴) ذوئب بن موسی (۵) ابراہیم بن حسین (۶) حاتم بن ابراہیم

(۷) علی بن حاتم (۸) علی بن محمد بن ولید (۹) علی بن حنظلہ (۱۰) احمد بن مبارک (۱۱) حسین بن علی (۱۲) علی بن حسین (۱۳) علی بن حسین (۱۴) ابراہیم بن حسین (۱۵) محمد ابن حاتم (۱۶) علی بن ابراہیم (۱۷) عبدالمطلب بن محمد (۱۸) عباس بن محمد (۱۹) عبداللہ ابن علی (۲۰) حسن ابن عبداللہ (۲۱) علی بن عبداللہ (۲۲) ادریس بن حسن (۲۳) حسن بن ادریس (۲۴) حسین بن ادریس (۲۵) علی بن حسین (۲۶) محمد بن حسین (۲۷) یوسف بن سلیمان (۲۸) جلال الدین بن حسن (۲۹) داؤد جی بن عجب شاہ (۳۰) داؤد جی ابن قطب شاہ (۳۱) شیخ آدم بن طیب شاہ (۳۲) زکی الدین بن داؤد (۳۳) علی بن حسن (۳۴) قاسم جی پیرخان (۳۵) قطب الدین بن داؤد جی (۳۶) پیرخان شجاع الدین بن احمد جی (۳۷) اسماعیل جی بن ملا راج (۳۸) زکی الدین بن بدرالدین (۳۹) موسی بہائی بن کلیم الدین (۴۰) نورالدین بن موسیٰ بہائی (۴۱) بدرالدین بن شیخ آدم (۴۲) وجیہ الدین بن حکیم الدین (۴۳) مؤید الدین بن وجیہ الدین (۴۴) زکی الدین بن بدرالدین (۴۵) نجم الدین بن زکی الدین (۴۶) عبد علی سیف الدین بن زکی الدین (۴۷) محمد عزالدین بن جیون جی (۴۸) طیب زین الدین بن جیون جی (۴۹) محمد بدرالدین بن سیف الدین (۵۰) عبدالقادر نجم الدین (۵۱) عبدالحسین حسام الدین (۵۲) محمد برہان الدین (۵۳) ابوالفضل عبداللہ بدرالدین

امام اور داعی میں فرق

ان لوگوں کی علمی و تاریخی تحقیق پر افسوس ہے جو سورت کے بڑے ملا صاحب کو بوہروں کا امام لکھ مارتے ہیں۔ نواب صدیق حسن خان مرحوم کو بھی داعی اور امام میں فرق نہ معلوم ہوا اور نیز یہ امر منقح نہوا کہ داعی ہیں امام نہیں اسی لئے انہوں نے انکو کشف الغمہ اور خبیئۃ الاکوان میں امام لکھا ہے۔ فرقہ اسماعیلیہ میں امامت منحصر ہے بی بی فاطمہ علیہا السلام کی اس اولاد میں جو حضرت اسماعیل بن جعفر صادق کے سلسلہ نسب میں ہو اور سورت والے

ملا صاحب اونکے نسب سے نہین اور بوہرونکے امام طیب علیہ السلام حضرت
آمر کے بعد مستور ہو گئی ہین - اسلئے اونکی اولاد کا بھی پتہ نہین اور بغیر اولاد حضرت
طیب ابو القاسم کے دوسرا امام ہو نہین سکتا - پس سورت والے ملا صاحب
داعی ہین - یہ نہ اپنے آپ کو اولاد اسماعیل کہتے ہین نہ امامت کا ادعا کرتے
ہین - مینے حضرت نجم الدین عبد القادر مرحوم کی مہر ایک کاغذ پر دیکھی تھی
جس مین صاف داعی کا لفظ اونکے نام کے ساتھ تھا - اور جو دعا داعی
حاضر کے حق مین داؤدیہ بوہرے پڑھتے ہین اوس سے بھی یہ بات ثابت ہے
چنانچہ اوس کے لفظ یہ ہین اللهم ان هذا داعي آل نبيك محمد
ووليك علي ولي كل مومن وهو سيدنا ومولانا الخ مولانا
نجم الدین عبد القادر جبکہ اودیپور مین تشریف لائے تو میرے والد مرحوم
کے ساتھ اونکو بہت محبت پیدا ہو گئی - اور والد اونکے علم و فضل کی بڑی قدر
کرتے تھے - کچھہ تحائف بھی دیتے تھے -

فائدہ داعی صاحبان کی بلند نظری نے اس بات کو بھی تاڑ لیا ہے کہ
مومنین کو امام کے وجود سے مستغنی کر دیا جاے - اسی لئے دعوت مین کسی نہ کسی
موقع پر یہ بات مومنین کے ذہن نشین کر دیجاتی ہے کہ داعی اپنے اعمال مین امام
کی پیروی کرکے اوس کے مرتبے کو پہونچ جاتا ہے - اور جو کوئی پورے
طور سے داعی کا تعلق باندہتا ہے اوس کو امام کی زیارت کا شرف
نصیب ہو جاتا ہے -

کتب اصول علم دعوت

اصول علم دعوت مین چار کتابین ہین اول و اعلے اونکے رسائل اخوان الصفا
دوم کتاب راحة العقل سوم کتاب تاویل الدعائم - چہارم المجالس المؤیدیہ
جو شخص ان کتب کا عارف ہو اور مبلغ علما کو پہنچا ہو وہ اس بات کا مستحق
ہے کہ اوس سے مسائل حاصل کئے جاوین اور اوس کے قول پر وثوق
کیا جاوے اور ہر ایک علم رسائل اخوان الصفا مین موجود ہو جاتا ہے

ادس کا التزام کرے مجالس سیفیہ مین اسطرح لکھا ہی۔

علمی و ادبی کیفیت و مذہبی راز داری

بوہرون مین بڑے بڑے ادیب زبان عربی کے ہوتے ہین۔ نظم و نثر فصاحت و بلاغت کے ساتھ لکھتے ہین۔ ہمیشہ کتب عربی دیکھتے ہین۔ از زبان فارسی و اردو وغیرہ کی کتابین شغل مین نہین رکھتے۔ علما خط کتابت بھی آپس مین عربی زبان مین کرتے ہین۔ اور جو بے علم ہین وہ گجراتی اور اردو مین لکھتے ہین۔ زبان گجراتی انکے ہان کی نام مادری زبان ہے۔ بوہرون کے علما کسی سے مناظرہ نہین کرتے۔ خاصکر ہم ہی مناظرہ سے بالکل بچتے ہین نہ اپنے مذہب کے اصول و فقہ و حدیث و تفسیر و عقائد کی کتابین غیر مذہب والے کو دکھاتے ہین۔ اس باب مین ان کا عہد ہے۔ اور مجھکو جو کچھ کتابین انکی یہان کی دیکھنے کو ملی ہین وہ ایک بڑی تدبیر سے داودیہ بوہرون سے ہاتھ لگی ہین جس کا ان مین سے خاص خاص آدمیونکو اتنا قلق ہے کہ بہت سے گمنام خط مجھکو برے الفاظ کے لکھکر ڈاک مین ڈالے ایک خط مین یہ دو شعر بھی مجکو لکھ بھیجے تھے

نجم الغنی — آنہو غنی نعین

١١٨٤ — ١١٨٤

أَلَسْتَ آلَ اللهِ یا نجمَ الغنی ... فَلَا نِلْتَ بِاللهِ الهُدیٰ مِنَ الهُدیٰ
جَهِلَا نَسَبَ بنی السبتی محمدٍ ... فَلَا نِلْتَ مِنْ اَتْبَاعِ شَرَابِ المُنیٰ

شرابِ منی کے معنی تھا شعو مین۔

یہان ایک بات قابل غور ہے کہ شارب بکسر راے مہملہ پینے والے کے معنی مین ہے جمع اسکی شرب بفتح اول و سکون راے مہملہ آتی ہے اور شُرُوب جمع آتی ہے۔ شراب نظر سے اور جگہ نہین گذرا۔ شراب المنی کے ترجمے مین جن شخصو نکے نام لکھے ہین جن مین سے ایک شخص اسیار بردست

کہ جسکو یورپ - ایشیا اور افریقہ کے تمام عالی دماغ اور بہادر اعلے درجے کا شجاع اور مدبر اور کامل قوت بشری کا رکھنے والا مانتے ہین اور جسکے پنجہ فولادی نے زردشتیون اور عیسائیونکی بڑی سے بڑی سلطنتونکی اینٹ سے اینٹ بجادی تھی - اور دس برس چھ ماہ ۴ دن کے عرصے مین فتوحات کو اتنی وسعت دی کہ مکہ معظمہ سے شمال کی جانب ۱۰۳۶ میل مشرق کی جانب ۱۰۸۷ میل جنوب کی جانب ۴۸۳ میل اور مغرب کی جانب جدہ تک اعلاے کلمۃ اللہ کا پھریرا اوڑنے لگا - یعنی شام - مصر - عراق - عرب - جزیرہ - خوزستان عراق عجم - آرمینیہ - آذربایجان - فارس - کرمان - خراسان - اور کچھ حصہ بلوچستان بھی شامل تھا اور ایسے زبردست اسلامی خدمات کے معاوضے مین بیت المال سے صرف اسقدر روزینہ جناب امیر کے مشورے سے لینا قبول کیا جو معمولی خوراک ولباس کے لئے کافی ہو - اور اپنے دسترخوان پر معمولی روٹی اور روغن زیتون کے سوا اور چیزین کم آتے دیں - آٹا کبھی گیہون کا کھایا اور کبھی جو کا - لیکن چھنا ہوا نہوتا تھا - اور ہمیشہ موٹے کپڑے اکثر پیوندار پہنتے کہ جن مین بعض وقت بارہ پیوندون سے زیادہ لگے ہوتے تھے - اور یہ کتنا بڑا شرف حاصل ہے کہ ام کلثوم بنت امیرالمومنین علی بن ابی طالب جو خاص رسول اللہ کی نواسی تھین نکاح مین تھین جسکی تصریح بڑے بڑے معتبر و معتمد مورخین مثل طبری ابن حبان - ابن قتیبہ اور ابن اثیر وغیرہ نے کی ہے -

بوہرون کا طرز معاشرت

یہ سارا فرقہ نماز و روزہ کا پابند ہے اور اپنے مرشد کی اطاعت مین سرگرم ہے کوئی داڑھی نہین منڈاتا - بلکہ داڑھی کو کبھی قینچی بھی نہین لگاتا - اور سر پر بال نہین رکھتا نہ حقہ پیتا ہے نہ تنباکو کھاتا ہے نہ سونگھتا ہے - یہ لوگ مسکرات کے قریب بھی نہین پھٹکتے - جس قصبہ یا شہر مین بوہرے رہتے ہین وہان انکی تمام جماعت ایک محلے مین سکونت رکھتی ہے - دوسرے مذہب والے کو اوس میں جگہ نہین دیتے - اور اپنی مسجد اور جماعت خانہ اور قبرستان بھی سب سے علحدہ

رکھتے ہین اور اپنی شادی وغمی مین سوا اپنی برادری کے دوسرے کو دخل نہین دیتے اپنی ہی قوم مین بیاہ شادی کرتے ہین اور ناچ رنگ وغیرہ نہین کرتے صرف آتشبازی چھوڑتے ہین اور باجہ بجواتے ہین کسی غیر مذہب والونکی مسلمانون مین سے بیٹی نہ لیتے ہین نہ اوسے دیتے ہین۔ بوہرے باوجودیکہ ہندو سے سخت پرہیز رکھتے ہین۔ مگر اتبک ان مین کچھہ باتین ہندؤنکی باقی ہین مثلاً ان کے ہان مستورات کے پردے کا رواج نہین عورتین باہر بے حجاب پھرتی ہین لہنگے پہنتی ہین۔ یہ لوگ سود علانیہ دیتے لیتے ہین اور دیوالی مین جگمگھٹ کی رات کو ہندوون سے زیادہ روشنی اور سامان خوشی کا اہتمام کرتے ہین اوسی شب حساب وکتاب کی نئی بہیان شروع کرتے ہین۔ پرانی بہیان بند کرتے ہین۔ اور اس مین عامل کے قاعدے کی یہ بات رکھی گئی ہے کہ ہر دوکان پر عامل جا کر نئی بہی پر تیمناً بسم اللہ لکھہ دیتا ہی اور صاحب دوکان کچھہ اوسکی نذر کر دیتا ہے۔ اور ہندی مہینون اور تاریخون کے اعتبار سے حساب وکتاب رکھتے ہین۔ شاید اسی وجہ سے مرآت احمدی کے ترجمہ انگریزی کے نوٹ مین مندرج ہی کہ بوہرے کسی قدر ہندوونکے رسم ورواج اور عقیدے پر اتبک چلتے ہین مگر عجیب بات یہ ہی کہ ہندوون کے یہان کے کھانے پانی سے حتی الوسع بہت بچتے ہین اس کام کے واسطے ملا لقمان جی نے اونکو چالیس سکھاوتین یون نصیحت کی ہے۔

ہندو نے ہاتھ نے سیر کھا جو ۔۔۔ مومن تھئی نے کافر تھا جو

یعنی ہندو کے ہاتھ کی مٹھائی مت کھاؤ۔ مومن ہو کر کافر مت بنو۔ اگر ہندو دھوبی کپڑا دھو کر لاتا ہے تو پھر اوسے پاک اور نماز کے قابل کرتے ہین جو مچھلی انکے سامنے نہ مری ہو اوسکے نکھانے کے واسطے بھی ملا صاحب کی نصیحت ہے۔

مردار مچھی نکھاؤ منا بچے ۔۔۔ مردار کھانا دھرا نبلا بچے

یعنی مردار مچھی نکھاؤ اس کا کھانا ممنوع ہے۔ کیونکہ مردار مچھی کے کھانے سے آدمی احول یعنی بھینگا ہو جاتا ہے۔

مردے کو دفن کرتے ہین تو قبر مین تختے نہین دیتے تھوڑی سی مٹی ہاتھون سے صاف
کرکے بار بار نکال کے اوسے اول میت کے اوپر ڈالتے ہین اور اوسے ہاتھون
سے خوب دباتے ہین - بعد اس کے دوسرے لوگ مٹی دیتے ہین اور دستور ہی
کہ جو قبر ہوتی ہے اوسی کی مٹی دیجاتی ہے - دوسری جگہ کی نہین ڈالتے اسے
گناہ سمجھتے ہین - جب سب مٹی بھر جاتی ہے تو قبر کو ہموار کر دیتے ہین اور پانی
چھڑکاو کرکے پھول ڈال دیتے ہین - بعد اس کے تمام آدمی اوس قبر کو درستی سے
بوسہ دیتے ہین - اس کا نام زیارت کرنا ہے - یہان میت کے وارث سب
ننگے سر ہوتے ہین - اور تعزیت کی کوئی بات منہ سے نہین کہتے - عامل
میت کے ساتھ نہین جاتا بلکہ پہلے ہی سواری کے ذریعہ سے قبرستان
مین پہنچ جاتا ہے -
برادری کے کھانے کا یہ دستور ہی کہ جماعت خانے مین مردون سی پہلے عورتون
اور بچون کو کھلا کر رخصت کر دیتے ہین - اور مردون مین سب سے پہلے عامل کے
سامنے بڑے تھال مین کھانا رکھا جاتا ہے اور جو معزز یا سیٹھ ہوتا ہے وہ عامل
کے ساتھ شریک طعام ہوتا ہے اور عامل کے ساتھ کھانا کھانا عزت کی نشانی
سمجھی جاتی ہے - بعد اس کے معمولی آدمی کھاتے ہین -
عاشورے کے دن کسی سنی کو جماعت کو اپنی مجلس مرثیہ خوانی مین شریک نہین ہونے
دیتے اس کا بڑا انتظام رکھتے ہین - سواے عاشورے کے دوسرے دنون
مین شریک ہونے دیتے ہین -
ان مین لڑکی کا ختنہ ہوتا ہے اور وہ بوڑھی عورت کرتی ہے جو مدینہ منورہ اور
کابہ معظمہ اور کربلاے معلی ہو آئی ہو اور حضرت فاطمہ زہرا کے روضے کی جالیون کو
بوسہ دے چکی ہو - اس ختنے کی تقریب مین مرد کو نہین آنے دیتے -
پانچ سال سے نو سال کے اندر ختنہ ہو جاتا ہے ایک چھوٹا سا نشتر ہوتا ہے
جس سے ایک گیہون کے دانے کے برابر لمبا سا شگاف جلدی سے کر دیا
جاتا ہے جسکو چار پانچ روز کے اندر ہی آرام ہو جاتا ہے -
بابا فخرالدین شہید گلیا کوٹ والے اور مولانا قطب الدین داعی احمد آباد والے

اور خانجی پیر اور دیور والے اور داؤد بھائی او دیور والے اور ملا لقمان جی اودیور والے ان پانچ بزرگون کے نام کی چھٹیان اپنے لڑکون کی وہ عورتین کہتی ہین جنکے بچے نہین جیتے - فخرالدین شہید کے نام کی چاندی کی بیڑی پہنے ہین اور ان کا ایسا ہوتا ہے کہ روضے کے پاس جاتے ہی وہ بیڑی از خود کھل جاتی ہے - اسی طرح خانجی پیر اودیور والے کے نام کی بھی بیڑی پہنتے ہین -

جو کوئی بوہرہ مانتا ہے کہ اگر میرا یہ کام بابا فخرالدین ولی شہید یا قطب الدین صاحب داعی شہید پورا کردینگے تو مین دس روز یا بیس روز یا چالیس روز تک زائر بنکر روضے پر رہونگا - تو اوسپر اوس نذر کا ایفا واجب ہوجاتا ہے -

کہتے ہین کہ بابا فخرالدین شہید کے روضے کے آس پاس بیشمار سانپ ہین مگر وہ کسی زائر کو کاٹتے نہین بوہرون مین یہ بھی دستور ہی کہ خواہ غم ہو یا خوشی اوس مین مرثیہ خوانی کراتے ہین -

انہین عورتون کا نکاح ثانی بے تکلف جاری ہے - تاریخ مالوہ مین لکھا ہے کہ اگر اس قوم کی عورت سے زنا کرایا یا کوئی اور قصور کیا تو شوہر نے عورت کی خفیہ پانچ روپئے اوس کے دوپٹے مین باندھ دئے - جب عورت نے روپئے دیکھے معلوم کیا کہ شوہر نے اوسے طلاق دی وہ اپنے ماں باپ کے گھر چلی گئی -

بوہرون مین اگرچہ باہم کتنی ہی مخالفت ہو مگر دوسری قومون کے مقابل مین سب ایک دل اور ایک زبان ہوجاتے ہین - اور اپنے ہان کے مفلسون کی اتنی خبرگیری کرتے ہین کہ وہ کسی دوسری قوم کے سامنے دست سوال نہین پھیلاتا -

داعی - ماذون - مکاسر - مشائخ - عامل
ملا - میان صاحب

داعی کی نسبت بوہرے یہ عقیدہ رکھتے ہین کہ گویا یہ امام الزمان کے قایمقام
ہین اور انکی عزت کرنا ایسا ہے جیسے امام الزمان کی عزت کرنا اور یہ بھی زعم ہے کہ
امام الزمان نے داعی کو اس مسند پر بیٹھنے کی اپنی طرف سے اجازت دی ہی اور امام
الزمان اس وقت مستتر ہین جسوقت وہ ظاہر ہونگے اپنی مسند پر قایم ہو جاینگے
اور داعی اونکی طرف دعوت کرتے رہینگے۔ گجراتی زبان مین بھور کی نام ایک
رسالہ ہی کہ جس مین لکھا ہی کہ جو کوئی پورے طور پر داعی کا تصور باندھتا ہی اوس کو امام
کی زیارت کی عزت حاصل ہو جاتی ہی۔

تاریخ مالوہ مین منشی کریم علی نے لکھا ہی کہ بوہرے پیادہ یا داعی کی اردلی مین دوڑتے
ہین دست بستہ اون کے روبرو کھڑے رہتے ہین پشت دیکر اونکی روبرو سے
نہین جاتے ہین۔ جب تک اجازت بیٹھنے کی نہیں پاتے نہین بیٹھتے ہین۔ جب
ملا صاحب وضو کرتے ہین تو بوہرے کلی تک کا پانی ہاتھون ہاتھ لیکر پی جاتے ہین
اگر ملا صاحب نے مسجد یا کسی اور جانب کا پیادہ پا قصد کیا اونکے زیر قدم کی
خاک کو بوہرون نے آنکھون کا سرمہ بنایا۔ داعی کے دوسرے درجہ پر ماذون
ہے اوس کو اس بات کا اذن ہی کہ داعی کی عدم موجودگی مین وہ کام جو داعی کرتے
ہین یہ انجام دے۔ اور جب داعی موجود ہون تو تمام معاملات کی تحقیق کرکے داعی
کے سامنے پیش کرے۔

تیسرا عہدہ مکاسر کا ہے یہ ماذون کا نایب سمجھا جاتا ہی اور چھوٹے
چھوٹے دینی کامون کو طے کرتا ہے۔ اور مناسب سمجھتا ہے تو ماذون تک پہونچا
دیتا ہے۔

مکاسر کے بعد مشایخ کا درجہ ہی ان کا یہ کام ہے کہ سب کو مجلس مین بالترتیب
بٹھائین اور داعی کا جو حکم ہے وہ مومنین کو سنادین۔ انہین مشایخون کے عامل
بھی مقرر ہوتے ہین۔

ملا وہ ہوتا ہے جو روزے نماز کے مسئلے جانتا ہو۔ اس کا درجہ شیخ سے
کم ہے اور داعی کی طرف سے اوسکو بطور اعزاز کے ایک گول پگڑی ملتی ہے
میان صاحب عامل سے چھوٹا ہوتا ہے۔ اور بعض وقت عامل کسی

سبب سے مسجد یا مجلس مین نہ آسکے تو میان صاحب کو وہ اپنی قایم مقامی کی اجازت دیدیتا ہے۔ اس کے پاس ایک سفید چادر رہتی ہے کسی وقت وہ اوس کو اوڑھ لیتا ہے اور کسی وقت بغل مین دبا لیتا ہے اکثر میانصاحب جامہ بھی پہنے رہتا ہے۔ میانصاحب بھی عامل بنا دیا جاتا ہے۔

عامل کے سوا کسی کو پیش امامی کی اجازت داعی کی طرف سے نہین ہوتی عامل اپنی طرف سے کسی ملا یا شیخ کو دوسری مسجد مین نماز پڑہانے کے وقت وقت پر اجازت دیدیا کرتا ہے اور حاضرا اجازت بھی ہوتی ہے اس کا مطلب یہ ہی کہ نماز کا وقت آجاتا ہے اور عامل سے اجازت لانے مین دیر مقصود ہو تو جو ملا یا شیخ حاضر ہو وہ نماز پڑہا دیتا ہے اسلئے مسجد کے سوا بوہرے جماعت نہین کر سکتے۔ اگر کوئی شخص بغیر اجازت کے نماز پڑہا دے تو وہ نماز ناجائز ہے۔ امام اور مقتدی دونون کو لوٹنا چاہئے۔

مجلس حسنین مین جو لوگ عامل سے قریب بیٹھتے ہین وہ زیادہ معزز اور مقدس سمجھے جاتے ہین۔ چنانچہ عامل کے قریب نشست حاصل ہونے کیغرض سے لوگ سیکڑون روپئے خرچ کردیتے ہین۔

کوئی بوہرہ عامل سے ملتا ہے تو پہلے ہاتھ چومتا ہے پھر اوس کو ناک سے لگاتا ہے پھر آنکھ سے لگا لیتا ہے۔

قرآن مین تحریف اور کمی بیشی

جسطرح غلاۃ مین سے بعض فرقے مثلاً نصیری اور معاویہ یہ اعتقاد رکھتے ہین کہ حضرت عثمانؓ نے اوس قرآن مین جو حضرت محمدؐ پر نازل ہوا تھا کمی بیشی کی ہے اسیطرح اثنا عشریہ کی بعض روایات دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن موجودہ مین دس پارے کم ہین۔ اور بعض اثنا عشری سورۃ حسنین اور سورۃ علی اور سورۃ فاطمہ پڑہا کرتے ہین۔ اسیطرح بوہرون مین بھی بعض درمان کے یہ روایت سنی جاتی ہے کہ مصحف عثمانی مین دس پارے نہین ہین جن مین اہلبیت کے فضایل اور دوسری خاص خاص باتین تھین۔ یہ دس پارے جناب امیر کے پاس

موجود تھی۔ مگر انہون نے حضرت عثمان کو اس خیال سے نہ دئے کہ وہ اہل
بیت کے ذکر کیوجہ سے تلف کردینگے اسلئے مصحف عثمانی مین تیس ہی پارے
جمع ہوئے۔ اور انمین بھی کئی جگہہ تحریف ہی مثلاً پارہ ۲۳ کے آٹھوین رکوع
مین ہی سلام علی الیاسین یعنی سلام الیاس پر ہو۔ بوہرے کہتے ہین کہ درا صل
یون تہا سلام علی آل یاسین یعنی سلام اوپر آل محمد کے ہو۔ یاسین حضرت احمد
مجتبے کے نامون سے ایک نام ہے۔ اور آل فرزندون کے معنی مین ہی۔ یاد رکھو
کہ الیاسین حرف اول او سین مہملہ کے کسرون سے الیاس پیغمبر اور اون کے پیرو دنپر
اطلاق پاتا ہے۔ اور بعض کہتے ہین کہ الیاسین لغت ہی الیاس مین جیسے میکائیل
لغت ہے میکال مین۔ ملا صاحبان کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ اہل سنت کے
بعض قاری لوگ بھی اس آیت مین آل یاسین الف ممدودہ سے پڑہتے ہین
اور اس صورت مین آل محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام مراد ہوتی ہی اور بعض نے کہا ہی
کہ الیاسین حضرت الیاس کے داداؤن مین سے ایک شخص کا نام تھا اور یہ زیادہ مناسب
ہے۔ پس قرأت کے اختلاف کو حضرت عثمان کی نیت پر حملہ کرنے کا آلہ بنانا
فہم و فراست سے دور ہی۔ کیونکہ قرآن تو قرآن اختلاف قرأت خود اصل لغات عرب
مین موجود ہی۔ پس اگر کسی نے مالک یوم الدین پڑہا اور کسی نے ملک یوم الدین
پڑہا اس مین کچھ فرق نہوا دونون قرأت پر قرآن پڑہا گیا۔ اسیطرح سورۂ یسین
مین کسی نے ما عملت ایدیہم پڑہا اور کسی نے ما عملتہ ایدیہم پڑہا یا مثلاً کسی نے
سورۂ برأت کے اخیر تجری تحتہا الانہار پڑہا اور کسی نے تجری من تحتہا الانہار
پڑہا تو دونون نے قرآن کے کلمات پڑھے اسلئے کہ دونون طرح جبر نزول قرآن ہوا ہی
اور دونون قرأتین متواتر پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے منقول ہین۔
قرآن کی آیتین نزول قرآن ہی سے متواتر ہو جاتی تھین۔ اور جن قرأتون پر
نزول ہوتا تھا اونھین بزمانہ حیات حضرت رسالتمآب ہی مین متواتر سمجھنا چاہئے
قرآن کے جمع کرنے کے بارے مین حضرت عثمان کی سعی اللہ تعالے کی نظر مین
مشکور ہوئی اور تمام عالم مین اونکی اس سعی کی بدولت جن جن قرأت پر قرآن نازل
ہوا تھا اونہین قرأت کو یا انہین بلا احتمال کمی و بیشی کے کتاب قرآن شایع

ہوئی اور پروردگار جلشانہ کا وعدہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون
پورا ہو گیا۔ ساتھ ہی اس کے بوہرے اس بات کے بھی پابند ہیں کہ اگر وہ دس
پارے نہ ملیں اور جو قرآن کہ اہل بیت میں محفوظ تھا ہاتھ نہ لگے تو اس مصحف
عثمانی ہی سے کام نکالا جاوے۔ کہتے ہیں کہ دس پارے خاص خاص اکابر
شیعہ کے پاس پائے جاتے ہیں۔

مگر یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ شیعہ اثنا عشری کا وہ قول صرف جہلا کی گپ ہے
سلف سے لیکر خلف تک کوئی محقق شیعہ اثنا عشری یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ قرآن
میں کوئی تغیر تبدل یا کمی بیشی ہوئی ہے۔ اور علماے اثنا عشری اس خیال کی
برائت اپنی کتابوں میں بڑے شد و مد سے کرتے ہیں۔ چنانچہ رسالہ عقائد شیخ صدوق و
تفسیر مجمع البیان اور کتاب مصائب النواصب مولفہ قاضی نور اللہ شوستری
اور شرح کافی کلینی مولفہ ملا صادق میں اسکی تصریح موجود ہے

صحابہ وغیرہ کے ساتھ سلوک

بوہروں نے علانیہ نام لیکر لعنت سے اپنی دعاؤں میں کل آل زیاد اور کل آل
مروان اور کل بنی امیہ اور ابن مرجانہ (یعنی عبید اللہ بن زیاد) اور عمر بن سعد
اور شمر کو معاف نہیں رکھا ہے۔ اور بوہروں میں جو چھوٹا سا رسالہ گجراتی زبان میں
چھپے ہیں ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ وغیرہ صحابہ پر تبرا کی ہدایت کی گئی ہے اور گندے الفاظ کی عوض
ثواب آخرت کی بشارت دی گئی ہے اور خلفاے رسول اللہ کے بیگناہ دامن کو
اون آلودگیوں سے نجس کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ جس کو کوئی ذی عقل قبول
کرنے آمادہ نہیں ہو سکتا مثلاً جب حضرت رسول مقبول نے ہجرت کے لئے
مکے سے کوچ کیا اور مع ابو بکر صدیقؓ کے مکان سے نکلکر رات ہی کو ایک غار میں
چھپ کے بیٹھ رہے جو اسفل مکہ جبل ثور میں تھا۔ عبد اللہ بن ابی بکر روزانہ
غار پر آتے اور اہل مکہ کے مشورے اور حالات سے آگاہ کر جاتے تھے۔ اور عامر
بن فہیرہ (مولی ابی بکر صدیق) اونکی بکریوں کو عبد اللہ بن ابی بکر کے پیچھے پیچھے نشان
مٹانے کو چراتے ہوئے لاتے اور شب کو وہیں رہجاتے تھے۔ الغرض یہ کہ لغت ... حاجت وغیرہ

آپ کو دیدیا جاوے اور اسما بنت ابی بکر روزانہ مکہ سے کھانا لاکر کھلا جاتی تھیں باوجود کمال احتیاط کے قریش بھی ڈھونڈھتے ہوئے غار تک ہو نکلے۔ چونکہ وہاں غار پر مکڑیوں نے پہلے ہی سے جالا لگا رکھا تھا اس وجہ سے مطمئن ہو کر واپس آئے اور دونوں کی گرفتاری کا انعام آنحضرتؐ اور ابو بکرؓ کی گرفتاری کا اعلان کر دیا۔ ابو بکر صدیق کی جان نثاری کا صلہ ملا۔ صاحبان کیطرف سے ابو بکر کو جو کچھ مرحمت ہوتا ہے وہ سننے کے قابل ہے قرآن میں جو آیا ہے
اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا جب پیغمبر نے اپنے یار کو کہا کہ اندوہگین مت ہو کیونکہ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ ملا صاحبان کہتے ہیں کہ غار کے اندر ابو بکرؓ چار چار آنسو چلا چلا کر روتے تھے۔ ظاہر میں تو یہ دکھلاتے تھے کہ میں حضور کے غم میں روتا ہوں اور دل میں یہ مقصود کہ کوئی شخص باہر سے رونے کی آواز سن لے اور آکر پیغمبر کو گرفتار کرے۔

اسی طرح کہتے ہیں کہ جب خم غدیر کے مقام سے پیغمبر خدا علی کی ولایت کا خطبہ فرما کر آگے بڑھے اور عقبہ نامی پہاڑ کے گھاٹی میں پیغمبر خدا اور حضرت علی کی سانڈنیاں پہنچیں تو آٹھ آدمی منہ کو ڈھاٹے باندھے غار کے سر پر آئے اور کپّوں میں پتھر بھر کر اونٹوں کے پاؤں میں لڑکائے تاکہ آواز سے بھڑک جائیں اور یہ دونوں بزرگوار گر پڑیں اور ہلاک ہو جائیں۔ خدائے پاک نے اوسی وقت بجلی چمکا دی جس کی روشنی کچھ دیر قائم رہی اور ان دونوں بزرگوں نے اُن آٹھوں کو پہچان لیا جن میں اصحاب ثلثہ بھی تھے۔

اور یہ جو لوگ بسبیل تنزل کہتے ہیں کہ جبکہ جناب سرور کائنات کی اولاد موجود تھی تو صحابہ نے کیوں اون کی چیزوں پر قبضہ کر لیا۔ جواب اس کا یہ ہے کہ صحابہ نے حضور کی کسی چیز پر قبضہ نہیں کیا۔ بلکہ اوس کو اہل استحقاق پر خرچ کرنے لگے اور اوس مال کے ساتھ وہ برتاؤ کیا جو مال صدقہ کے ساتھ کیا جاتا ہے کیونکہ آنحضرت نے فرما دیا تھا کہ لا نورث ما ترکنا ہ صدقۃ ہم گروہ انبیا نہیں چھوڑتے ہیں میراث جو کچھ ہم چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے پس حضرت نے خود ہی اپنے متروکے میں میراث جاری ہونے دی۔ صدیق نے آنحضرت کے حکم کی تعمیل کی اور پیغمبر علیہ السلام نے اولاد کو کوئی چیز میراث میں نہ دی۔ اگر صدیق اوس میں میراث جاری کر دیتے تو گنہگار قرار پاتے

ملا صاحبان کو سوچ لینا چاہئیے کہ تمام صحابہ کو مرے ہوئے زمانہ دراز
گذر گیا ہے اون میں سے جسکو اچھا سمجھا جاتا ہے نہ اوس نے اونکے ساتھ کوئی سلوک
کیا ہے اور جسکو برا بتایا جاتا ہے نہ اوس نے اونکے ساتھ کوئی بدسلوکی کی ہے
پس ایسے لوگونکو برائی کے ساتھ یاد کرکے جن کو مرے ہوئے ہزار برس سے
زیادہ عرصہ گذرا وقت عزیز کو خراب کرنا کیا ضرور ہے اللہ نے ہمکو اپنا بندہ
اور اپنے طاعات شرعیہ کیلئے بنایا ہے ہم پر یہ بات واجب نہیں کہ ہم یہ سمجھا کریں
کہ فلان شخص برا ہے فلان شخص قابل لعن ہے وہ سب روز قیامت کو اللہ پاک
کے سامنے کھڑے ہونگے وہان سچا جھوٹے سے حق دار غیر حق دار سے ممتاز
ہو جائے گا دیکھو شیطان فرعون نمرود اور ابولہب برے ہیں مگر انکو کسی مذہب
کا داعی برا کہلوانا عبادت نہیں سمجھتا حالانکہ جن لوگون کو برا کہنے میں ثواب کی
امید رکھتے ہیں وہ تو رسول پاک کے ہر کام میں ایسے وقت میں آڑے آتے تھے کہ
جسوقت میں دین اسلام کو کوئی ثروت حاصل نہ تھی اور نہ اس میں داخل ہوکر کسی قسم کا
دنیاوی فائدہ دیکھ رہا تھا پس اگر ایسے لوگون کی نسبت یہ گمان کیا جائے کہ وہ
ظاہر میں مسلمان تھے اور باطن میں کافر اور حضرت کی وفات کے بعد مرتد ہو گئے
تو اس بات سے ہر شخص کو تعجب ہوگا اور ہر ذی ہوش یہ خیال کرے گا کہ مسلمانون
کے پیغمبر کی ہدایت سے اونکے پاس کے رہنے والونکو پورا فائدہ حاصل نہوا اور اس
سے حضور کی نبوت پر الزام وارد ہوتا ہے اور سننے والے کو آپکی نبوت پر شبہ
ہوتا ہے اسلئے کہ جب کوئی اس امر پر یقین کریگا کہ جو لوگ حضرت پر ایمان لائے
اونکے دلون پر کچھ اثر ایمان و اسلام کا نہ تھا تو وہ حضرت کی نبوت کی تصدیق
نہیں کر سکتا کیونکہ اگر آپ سچے نبی ہوتے تو آپ کی رسالت کا کام بے نتیجہ نرہتا
بلکہ کچھ نہ کچھ آپ کی ہدایت میں تاثیر ہوتی اور یہ جم غفیر صحابہ کا ضرور دل سے
آپ پر ایمان لایا ہوتا۔ باوجودیکہ آنحضرت کے دین کے ایک مذہب کے ایک
داعی صاحب کی ہدایت میں وہ تاثیر ہے کہ جو بہرہ اوسکے راہ راست پا لیتا ہے وہ پھر
گمراہی کے گڑھے میں نہیں گرتا اور نہ اونکی ہدایت یافتہ آدمیون میں سے کوئی
آدمی منافق ہوتا ہے۔ برخلاف پیغمبر اسلام کے کہ اونکی صحبت میں منافق صحابہ ہوگئے

مجمع کثیر رہتا تھا اور آپ اونکو حقیقی اور اصلی راہ راست دکھانے سے قاصر ہے۔ تف ایسی سمجھ پر۔

تقیہ

سب سے پہلے شیعہ کے فرقون مین جسنے تقیہ کا قول منہ سے نکالا وہ کیسانیہ مین بوہرے بھی تقیہ کے پابند ہین اور انکو اجازت ہی کہ اگر یہ ایسے آدمیون مین موجود ہون جو ان کے ہم عقائد نہون اور بوہرے بہت کم ہون تو اپنے آپ کو بھی اوسی مذہب مین ظاہر کرے تاکہ انکو کوئی ضرر نہ پہونچے۔ اسی لئے جب وہ مکہ مین ہوتے ہین تو حرم امام کے مصلے مین جگہ یا تے نہین وہین کھڑے ہوکر اوسطرح نماز پڑہنے لگتے ہین۔

نماز۔ زکوۃ۔ صدقہ فطر۔ لیالی مکرمہ۔ صوم مسنونہ وغیرہ

بوہرے وضو مثل اہل سنت کے کرتے ہین۔ اذان مین اشہدان محمدا رسول اللہ کے بعد اشہد ان مولانا علیا ولی اللہ دوبار کہتے ہین اور حی علی الفلاح کے بعد حی علی خیر العمل حی علی خیر العمل محمد و علی خیر البشر و عترتہما خیر العترۃ دوبار کہتے ہین اور بعد اذان کے دعا پڑھ کے باآمین کرکے چند قدم چلتے پھر ہین ہاتھ کھولکر نماز پڑہتے ہین اور نماز کا اتنا سامان تہ بند کرتا ٹوپی مصلا جدا رکھتے ہین۔ نماز کے وقت ملبوس مستعمل اوتار کر نماز کے کپڑے پہن لیتے ہین مگر یہ بات مسجد مین ہوتی ہی کسی اور جگہہ مستعمل کپڑونسے بھی نماز پڑھ لیتے ہین سبحانک اللہم کی جگہ پڑھتے ہین وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض حنیفا مسلما وما انا من المشرکین ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین لا شریک لہ وبذلک امرت وانا من المسلمین علی ملۃ ابراہیم

ودین محمد وولایة علی وابرء الیه من اعداءه الظالمین اعوذ
بالله من الشیطان الرجیم ۔ رکوع کے اندر تین بار سبحان ربی العظیم
وبحمده کہتے ہین اور سجدے مین سبحان ربی الاعلی وتعالی تین بار کہتے ہین
اور پہلے سجدے کے بعد بیٹھکر ایک بار یون کہتے ہین اللهم اغفر لی وارحمنی
واجبرنی وارفعنی اور دوسرے سجدے کے بعد کھڑے ہوتے ہین یون
کہتے ہین اللهم انی بحولك وقوتك اقوم واقعد فرض کی دو
رکعتون کے بعد تشہد اسطرح پڑھتے ہین بسم الله وبالله والحمد
الحمد لله والاسماء الحسنی کلها لله اشهد ان لا اله الا الله
وحده لا شریك له واشهد ان محمدا عبده ورسوله
اللهم صل علی محمد نبیك وتقبل شفاعته فی امته و
صل علیه وعلی اهل بیته الطاهرین ۔ اور بڑا تشہد اسطرح
التحیات الطیبات الصلوات الطاهرات الزاکیات
الناعمات التابعات الغادیات والرائحات لله
نماز تین وقت پڑھتے ہین ۔ ایکبار فجر کو پڑھتے ہین ۔ دوسری بار ظہر کو اور ظہر و
عصر کو ملا لیتے ہین دن کے بارہ بجنے کے بعد جب آدھا گھنٹہ گذرا تو ظہر کی نماز شروع
کرتے ہین اور اوس کو ختم کر کے پیش امام اور مقتدی بیٹھے رہتے ہین اور ایک
بجتے ہی عصر کی نماز پڑھا دیجاتی ہے ۔ غرضکہ ڈیڑھ بجے تک دونون نمازین ختم
ہو جاتی ہین ۔ تیسری بار مغرب کے وقت پڑھتے ہین اور مغرب و عشا کو ملا لیتے
ہین اور مغرب کی نماز بہت اول وقت پڑھتے ہین اوسکو پڑھ چکنے کے بعد باہم
کرتے ہین ۔ پھر بعد اس کے عشا کی نماز پڑھ لیتے ہین ۔ ایک بوہرے نے
ایسا ہی بیان کیا ہے ۔ باولیا مین اول دو رکعت نماز پڑھی جاتی ہے ۔ پہلی
رکعت مین الحمد اور قل هو الله احد پڑھتے ہین اور دوسری رکعت مین الحمد
اور قل یا ایها الکافرون پڑھتے ہین ۔ سلام کے بعد مولانا محمد بن طاہر کی دعا
پڑھتے ہین جسمین عقول عشرہ کا بیان ہے ۔ اور اسی لئے اسے عقل اول کہتے
ہین ۔ اسکے بعد پنجتن کی تسبیح مقررہ قاعدے کے ساتھ پڑھتے ہین ۔ اور

سجدہ کرتے جاتے ہیں اور مختلف تعدادوں میں اونکے ناموں کے ساتھ ندا کرتے ہیں سب کے بعد امام طیب کے نام سے کئی بار ندا کی جاتی ہے اور پھر گر کر سجدہ کیا جاتا ہے اور پھر ایک دعا بھی پڑھی جاتی ہے اور ایک جزا با دیباچہ ہے جس میں عقل اول کی دعا بر ہر دو رکعت ہر رکعت کے بعد دعا پڑھتے ہیں تو اللہ تعالے مقامات ربانیہ کے وسیلہ سے پڑھنے والے کے تمام گناہ بخشتا ہے۔

مسجد میں عورتوں کے واسطے بھی ایک حصہ علیحدہ رکھتے ہیں۔ پیش امام مطلق عامل اور قاضی کے داعی کی طرف سے ہر بستی میں بوہروں کے لئے مقرر ہوتا ہے اوسکی معرفت سالانہ نذرانہ ہر ایک اپنے مقدور کے موافق اور زکوٰۃ کا روپیہ داعی کو بھیجتا ہے۔

مجالس سیفیہ کی ساتویں مجلس میں لکھا ہے کہ زکوٰۃ فطر ایک صاع گیہوں یا ایک صاع جو یا ایک صاع چھوارے یا ایک صاع مویز ہیں۔ اگر گیہوں اور جو اور چھوارے اور مویز نہ ملیں تو اس کے عوض نقد دام قبل افطار کے دیوے

فائدہ صاع عمر آٹھ رطل کا تھا اور صاع بغدادی و عراقی و کوفی و صاع نبی و صاع رسول بھی اسیقدر ہیں اور صاع حجازی و مدنی پانچ رطل اور تہائی رطل کا ہے اور صاع ہاشمی چار صاع عراقی کی برابر تھا۔

مجالس سیفیہ کی چوتھی مجلس میں ذکر کیا ہے کہ مقدس راتیں ۱۷ - ۱۹ - ۲۱ - ۲۳ تاریخ کی ہیں۔ اور مسنون روزے یہ ہیں ماہ شعبان اور ہر ماہ کا پنجشنبہ اول و آخر اور ہر ماہ کا درمیانی چہارشنبہ اور صحیفۃ الصلوٰۃ میں لکھا ہے کہ رمضان کی سترھویں۔ انیسویں۔ اور اکیسویں رات افضل ہے اور لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ یہ رات حضرت بی بی فاطمہ کی طرف منسوب ہے۔ رات بھر جاگنے کا حکم ہے۔

ان کے ہاں عقیقہ کرنا واجب ہے یہانتک کہ اگر نادار ہو تو جب مقدرت حاصل ہو قضا کرے۔ دو برس سے چھوٹی بکری کام نہیں آتی اور تمام اعضا اوس کے درست ہونا چاہئیں کمی زیادتی نہو۔ بکری کی ہڈیاں بغیر توڑے جدا کی جاتی ہیں اور فرزند کے بالوں کے برابر سونا یا چاندی صدقہ کی جاتی ہے۔

اب ائمہ اربعہ اہل سنت کی راے اس کے متعلق سننا چاہیے امام محمد شاگرد
امام اعظم ابوحنیفہ نے اپنی موطا میں لکھا ہے کہ ہم کو ایسا پہنچا ہے کہ عقیقہ جاہلیت
کی رسوم سے تھا اور ابتداے اسلام میں بھی معمول تھا بعد ازان قربانی نے ہر ذبح
کو جو اوس کے پہلے تھا نسخ کیا اور رمضان کے روزے نے ہر اوس روزے
کو نسخ کیا جو اوس سے پہلے تہا اور غسل جنابت نے ہر غسل کو کہ اوس کے پہلے تھا
نسخ کیا اور زکوۃ نے ہر صدقے کو کہ پہلے اوس کے تھا نسخ کیا۔ امام احمد حنبل رح
اور امام مالک رح اور امام شافعی رح کے نزدیک عقیقہ سنت ہے اور امام ابوحنیفہ کے
نزدیک عقیقہ سنت بھی نہیں۔

میثاق

شیعہ کا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے پھرے تو غدیر
خم کے مقام پر کہ ایک جگہ ہے مکے اور مدینے کے درمیان میں ہے سب صحابہ کو جمع
کر کے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ بار خدایا میں جس شخص کا مولا ہوں اوس کا علی
مولا ہے اور خداوندا دوست رکھ اوس کو جو علی کو دوست رکھے۔ دشمن رکھ اوسکو
جو علی سے دشمنی رکھے اور اس ارشاد کی ضرورت اس لیے ہوئی تھی کہ پیغمبر خدا
جب اس مقام پر پہنچے تو یہ آیت نازل ہوئی یا ایہا الرسول بلغ ما انزل
الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ
یعصمک من الناس اے رسول پہنچا اوس چیز کو جو تیرے رب کی طرف سے
اتری اور اگر تو نے یہ نہ کیا تو کچھ بھی نہ پہنچایا اور تجھکو اللہ لوگوں سے بچاے گا
پھر جب آنحضرت صلعم اس خطبے سے فارغ ہو چکے تو یہ آیت نازل ہوئی الیوم
اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی یعنی آج میں کامل
کر چکا دین تمہارا اور پوری کر چکا نعمت پس آیت اول جناب امیر کی شان میں
نازل ہوئی جسکے مطابق آنحضرت صلعم نے اونکی مولایت کی بشارت دی اور نعمت
تمام کرنا یہی جناب امیر کی مولایت کا اظہار ہے اور یہ صریح دلیل ہے کہ وہ افضل
ہیں اور خلافت کے لیے حقدار ہیں

بوہرے ۱۸۔ ماہ ذیحجہ کو واقعہ غدیر خم کی یادگار میں عید مناتے ہیں روزہ رکھتے ہیں غسل کرتے ہیں۔ زوال کے وقت دو رکعت نماز کی پڑھتے ہیں اور نیت میں بعبارت عربی یہ کہتے ہیں کہ نماز پڑھتا ہوں میں اس روز مبارک مشریف کی کہ عید غدیر خم کی ہے اللہ تعالی کی نعمت گزاری کے لئے دو رکعتین اللہ کے لئے دیدہ و نبیرہ اس نماز کی دونوں رکعتوں میں الحمد ایکبار قل ہو اللہ احد دس بار اور آیت کرسی دس بار اور انا انزلنا دس بار پڑھتے ہیں۔

عید غدیر کے دن ہر مقام پر عامل بوہروں سے میثاق لیتا ہے۔ اور پندرہ برس سے جس کی عمر کم ہو اوس سے میثاق نہیں لیا جاتا اس میثاق میں عقائد اور مذہب کی باتوں پر قایم رہنے اور بری باتوں سے بچنے کا اقرار لیا جاتا ہے۔ اور ہر ایک اپنی مقدرت کے موافق عامل کو نذر دیتا ہے۔ تمام زر نذر سے چہارم حصہ عامل کو ملتا ہے اور تین حصے داعی کی سرکار میں جمع ہوتے ہیں۔

باغ فدک

بوہروں کی ناراضگی کی حضرت صدیق سے بڑی وجہہ باغ فدک بھی ہے کہ جب بی بی فاطمہ نے آنحضرت کے انتقال کے بعد یہ دعوے کیا کہ باغ فدک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ہبہ کر چکے ہیں تو ان سے گواہ طلب کئے۔ بی بی صاحبہ کیطرف سے حضرت علی اور ایک عورت یہ دو شاہد پیش ہوئے۔ انکی شہادت کو اس لئے قبول نہ کیا کہ ایک مرد اور ایک عورت کی شہادت کافی نہیں بلکہ ایک اور عورت کی ضرورت تھی۔ بوہرے کہتے ہیں کہ جبکہ جناب سرور کائنات بی بی صاحبہ اور جناب امیر کے جنتی ہونے کی خبر دے چکے ہیں تو اول تو ان سے گواہ ہی طلب کرنا نہ چاہئے تھا اگر طلب کئے تھے تو نصاب شہادت کا پورا کرنا کیا ضرور تھا۔ کیونکہ جنتی آدمی جھوٹا کب ہو سکتا ہے۔

میں انکی خدمت میں یہ جواب عرض کرتا ہوں کہ گواہوں کے پیش کرنے اور نصاب کے پورا ہونے کی قیدیں ان معصومین اور اہل جنت ہی نے خود اپنے اوپر لگائی ہیں چنانچہ بحر العلوم نے شرح مسلم الثبوت میں لکھا ہے کہ جناب امیر کی ایک زرہ

چوری جاتی رہی تھی وہ ایک یہودی کے پاس برآمد ہوئی یہ وہ زمانہ تھا کہ آپ مسند خلافت پر متمکن تھے آپ نے حقرسی کے لیئے قاضی شریح کی عدالت مین رجوع کیا قاضی نے یہودی سے جواب طلب کیا یہودی نے کہا کہ یہ زرہ تو میری ہے اور میرے ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ وہ میرے قبضے مین ہے - قاضی نے حضرت علی سے گواہ طلب کئے آپنے ایک تو اپنے صاحبزادے حسن کو اور دوسرے قنبر کو پیش کیا شریح نے کہا کہ قنبر کی شہادت مین تو کوئی مضائقہ نہین گو وہ آپ کا غلام ہے مگر آپنے اوسکو آزاد کردیا ہے لیکن آپکے بیٹے کی گواہی مقبول نہین آپنے تسلیم کرلیا اور زرہ یہودی کو دیدی باوجودیکہ آپ امیرالمومنین تھے اور قاضی ایک ادنی ماتحت تھا - نہ آپ قاضی سے ناراض ہوئے نہ اوس کے حکم سے انکار کیا نہ معزول کیا اور وہ کیون ایسا کرتے اون مین ان لوگونکی سی نفسانیت نہ تھی وہ سچے اور ایماندار اور سچے قانون اسلام کے پابند تھے اور تمام مسلمانون کے لیئے جو تمام حکم نکلے اوسنے وہ اپنے آپکو مستثنے نہین سمجھتے تھے وہ خوش نیت تھے اونکے کوئی اور اونکی نیتین ان لوگون کی سی نہین تہین

رویت ہلال - روزہ رمضان - عید اور حج

اس فرقے کے یہ خصوصیات مین سے ہے کہ ماہ رمضان مین ایک یا دو روز قبل روزہ رکھتے ہین اور جب ایک یا دو روز باقی رہتے ہین تو عید منا لیتے ہین اور پورے تیس روزے رکھتے ہین اور روزہ اول وقت افطار کرتے ہین جیسا کہ حنفیہ افطار کرتے ہین - اور نماز مغرب بھی حنفیہ کی طرح اول وقت مین پڑھتے ہین - یہان ایک بات جو بات سن لینے کے قابل ہے وہ یہ کہ بعض بوہرون نے مجھ سے بیان کیا کہ مولانا قطب الدین قبل رویت ہلال کے عید کرنے پر احمد آباد مین اورنگ زیب عالمگیر کے حکم سے ۲۷ جمادی الاخر سنہ ... ہجری کو شہید کیئے گئے خفا ہو کے لئے کہا کہ تمنے کیون ایک دن پیشتر عید کری یا دو دن پہلا

ابھی شوال کا چاند نہین دیکھا ہے انھون نے انکار کیا اوس نے کہا کہ ہم پیٹ چاک کراتے ہین۔ اگر عید کی ہو گی تو سویان کہائی ہونگی۔ تھوڑی سی کہل جائیگا سویان پیٹ مین سے نکلینگی۔ چنانچہ پیٹ چاک کرانے پر سویان نکلین۔ اُنکی لاش کو مزبلے مین پھکوا دیا۔ رات کو بوہرون نے اوٹھا کر ادنکی مقام پر دفن کر دیا۔ جہان اب اونکی قبر واقع ہے۔ یہان غور کرو کہ ۲۷ جمادی الآخر سے اور عید کی سویون سی کیا واسطہ۔ اگرچہ مجھکو بحیثیت مورخ ہونے کے ایسے بے سر و پا واقعات کو قلم انداز کر دینا چاہیے تہا۔ لیکن ناظرین کو خیالات دکہانے کے لئے ایسا کیا گیا۔

عالمگیر ۲۷ھ ہجری مین پیدا ہوا تھا اور ۶۸ھ مین دارا شکوہ پر غلبہ حاصل کر کے اپنا لقب عالمگیر مقرر کیا ۵۵ھ مین شاہجہان نے اسکو گجرات کے انتظام کے لئے بھیجا تہا اور ۵۹ھ ہجری مین وہان سے واپس بلاکر بدخشان کی تسخیر کے لئے مامور کیا تہا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا قطب الدین کی شہادت کا واقعہ عالمگیر کی ایام شاہزادگی اور صوبہ داری گجرات کا ہے۔

بوہرے عشرہ محرم کے مراسم بھی قبل سے ادا کر لیتے ہین۔ اور مقام عرفات مین بھی ایک دو روز قبل حج بجا لاتے ہین اور وہ اس تدبیر سے ہو جاتا ہے کہ اہل سنت کو خبر تک نہین ہوتی۔ مقام عرفات مین حج سے کتنی دن قبل سے حاجیون کی آمد شروع ہو جاتی ہے۔ اور وہ کوئی چہوٹی سی جگہ نہین کہ اگر تہوڑے سے آدمی کچھ کرین تو سب کی نظرین اونپر پڑین۔ پس اپنے طور پر مراسم حج علیحدہ اور مخفی ادا کر لیتے ہین۔

مجھسے ایک بوہرے نے بیان کیا کہ ہم قبل سے عرفات مین پہنچ گئے۔ اور یمن کیطرف کے اسماعیلی بھی شامل تھے۔ یمن مین اسماعیلیون کی بڑی آبادی ہے۔ ہم سب اسماعیلیون نے دو روز قبل کہڑے ہو کر حج کے مراسم ادا کرنے شروع کئے اور ایک ذی علم اسماعیلی ساکن یمن یہ کام کرا رہا تہا کہ بہت سے اہل سنت ہماری جماعت کو کہڑا دیکھکر وہان آ گئے اور پوچھا کہ تم یہ کیا کرتے ہو ہمنے جواب دیا کہ ہم کچھ دعا کرتے ہین۔ وہ اس سادے سے جواب کو سنکر

ہٹ گئے - پھر ہمنے مزدلفہ مین جاکر اسطرح شب گذاری کی کہ جو راستہ ادہر کو ہے وہ طائف مسافرون کو راستہ بھی ہے طائف کے آنے والے اسی راستے سے خانہ کعبہ کو جاتے ہین - پس ہم سب مزدلفہ کو روانہ ہوئے راستہ مین جو لوگ عرفات کو آنے والے ملتے اور ہمسے دریافت کرتے کہ عرفات کو بھی واپس کیون جاتے ہو تو ہم جواب دیتے کہ ہم طائف سے آرہے ہین گئے مین ہوکر عرفات کو آئینگے - اور اس حیلے سے مزدلفہ مین رات گذار کر پھر عرفات کو لوٹ آئے اور یہان تو تمام حجاج کے شریک رہے -

ماہ رمضان کے ہمیشہ سے روزہ ہونیکی وجہ

بوہرونکی ایک کتاب مین لکھا ہے -
معلوم تھا کی ویرس نا بار مہینہ چھے تھا سے چھ مہینے کامل انی چھ مہینہ ناقص چھے تو عقلا واجب چھیو کہ ورس نو اصل انی اساس نقصان نا دون کمال یہ ہوی تیجو اسطے ورسنو پہلو مہینو محرم سے شروع تھیو تہ کامل مہینو چھے انی جو مہینو صفر تہ ناقص ایجمثل ربیع الاول کامل انی ربیع الاخر ناقص انی جمادی الاول کامل انی جمادی الاخر ناقص انی شہر رجب کامل انی شعبان ناقص انی شہر رمضان کامل انی شوال ناقص انی ذیقعد کامل انی ذی الحجہ ناقص پس نبی صاحب صلوات اللہ علیہ نو فرمان چھے کہ کوی وقت شعبان کامل تہا انی شہر رمضان ناقص نہ تھا ی ہوے - نبی صاحب نو آقول بہ تہ مہینے تا کمال انی نقصان اوپر دلیل چھے انی شعبان نا ناقص تھاوا انی ... تنصف لی ہوی دلیل چھے کہ شہر رجب انی شہر رمضان ناہی لیلۃ النصف تہتمی مطلب اس کا یہ ہے کہ برس کے بارہ مہینے ہوتے ہین جن مین سے چھ کامل ہوتے ہین - چھ مہینے ناقص ہوتے ہین - پس عقل کی رو سے واجب ہوا کہ برس کی اصل اور بنا نقصان اور کمال پر ہوئی - پس برس کا پہلا مہینہ محرم سے

شروع ہوا اسلئے وہ کامل مہینہ ہے اور اس سے دوسرا مہینہ صفر کا ناقص ٹھیرا۔
اسیطرح ربیع الاول کامل اور ربیع الثانی ناقص اوجمادی الاول کامل۔ اور
جمادی الاخر ناقص اور ماہ رجب کامل اور شعبان ناقص۔ اور ماہ رمضان کامل
اور شوال ناقص اور ذیقعد کامل اور ذی حجہ ناقص۔
حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شعبان کسی وقت کامل
یعنی تیس دن کا نہین ہوتا اور رمضان ناقص یعنی اُنتیس دن کا نہین ہوتا حضور
پر نور کا بھی ارشاد ان دونون مہینون کے کامل و ناقص ہونے پر دلیل ہے
اور شعبان کے ناقص ہونے کی دلیل لیلۃ النصف کا ہونا بھی ہے
کہ یہ ماہ رجب اور رمضان مین نہین ہوتی۔ ماہ رمضان کے کمی روزہ ہونے
کا استدلال اوس حدیث سے بھی ہوتا ہے جو فروع کافی کی کتاب الصیام
کے پہلے باب مین مذکور ہے۔ عن سہل بن زیاد عن محمد بن اسمعیل
عن بعض اصحابہ عن ابی عبداللہ علیہ السلام الے آخرہ (ترجمہ روایت نادرہ)
اللہ تبارک وتعالے نے فرمایا کہ جبکہ روز مین دنیا کو پیدا کیا پھر سال کے دن
اختیار کیئے اور ایک سال تین سو چون دن کا شعبان کبھی پورا نہین ہوتا ہے۔
اور رمضان بخدا کبھی نہین گھٹتا ہے اور فریضہ ناقص نہین ہوتا۔
اللہ تعالے فرماتا ہے ولتکملوا العدۃ (تعداد پوری کرو) اور شوال انتیس
دن کا اور ذیقعدہ تیس دن کا اللہ تعالے فرماتا ہے وواعدنا موسیٰ ثلثین
لیلۃ واتممنا ہا بعشر فتم میقات ربہ اربعین لیلۃ (ہمنے موسےٰ سے تیس راتون کا وعدہ
کیا اور تمام کیا اوسے دس سے بس پورا ہوا وعدہ رب کا چالیس راتین)
اور ذیحجہ انتیس دن کا اور محرم تیس دن کا پھر سب مہینے عداسی کے ایک
مہینہ پورا اور ایک ناقص ہین
یہ روایت ایسی ضعیف ہے کہ محمد بن اسمعیل اور امام جعفر صادق علیہم السلام
کے درمیان راوی کا نام نہین۔ خدا جانے کون ہی اور کیسا ہے۔ پھر اس کے
مخالف روایات کثیرہ معتبرہ آئمہ علیہم السلام کتب اثنا عشریہ مین منقول ہین جن مین
صاف صاف فرمایا ہی کہ ماہ رمضان کو دوسرے مہینونکی طرح نقصان پہنچتا ہے

كبيسه يعني لوند

نسخہ صحیفۃ الصلوۃ مبیئی مین نورالدین جیواخان اسماعیلی کے مطبع مین داعی مولانا نجم الدین عبدالقادر علیہ الرحمہ کے حکم سے بہ سعی داری نورالدین جیواخان چھپا ہے اوس مین کبیسہ کا حساب یون مندرج ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی روایت کبیسہ کے بیان مین آتی ہے جسکے اندر ابجد کا قاعدہ کام آتا ہے اور وہ یہ ہے۔

ا ۱ ب ۲ ج ۳ د ۴ ه ۵ و ۶ ز ۷ ح ۸ ط ۹ ی ۱۰ ک ۲۰ ل ۳۰ م ۴۰ ن ۵۰ س ۶۰

ع ۷۰ ف ۸۰ ص ۹۰ ق ۱۰۰ ر ۲۰۰ ش ۳۰۰ ت ۴۰۰ ث ۵۰۰ خ ۶۰۰ ذ ۷۰۰ ض ۸۰۰

ظ ۹۰۰ غ ۱۰۰۰ یہ سات حروف قرن کبیر کے ہین ز ۷ ه ۵ ج ۳ ا ۱ و ۶ د ۴ ب ۲

اور قرن صغیر کے تیس حروف ہین جنمین سے ہر ایک حرف برس برس روز کا شمار ہوتا ہے

ا د و ب ه ز ج و ا د ز ب ه ز ج و ا د ز ب ه

ج و ز ه ب ا د و

اور یہ حرف بارہ مہینون کے مشہور ہین ایک حرف کے واسطے ایک ایک مہینہ مقرر ہے

محرم	صفر	ربیع الاول	ربیع الآخر	جمادی الاول	جمادی الآخر
ز ۷	ب ۲	ج ۳	ه ۵	ح ۸	ا ۱
رجب	**شعبان**	**رمضان**	**شوال**	**ذیقعد**	**ذی حجہ**
ب ۲	د ۴	ه ۵	ز ۷	ا ۱	ج ۳

پس قرن صغیر کے حروف مین سے جس حرف پر سکون ہے اوس حرف کا سال کبیسہ کا سال ہے یعنی اوس سال کا ذیحجہ تیس دن کا ہوتا ہے ۔ ان شعرون مین یہی بات مذکور ہے ۔

ثلثون المسنون الدهر تلقی ٭ لهجرة احمد الزاکی المغارس
فثانیة وخامسة جمیعا ٭ وثامنة وعاشر الکبائس
کذالک ثلث عشر ثم ست ٭ وتسع فی القیاس لکل قائس
وحادیة ورابعة وسبع ٭ وتسع بعد عشرین الکبائس

غرض یہ ہے کہ ہر تیس برس میں گیارہ بار کبیسہ واقع ہوتا ہے —
اور وہ یہ ہیں — سال دوم [۲] — پنجم [۵] — ہشتم [۸] — دہم [۱۰] — سیزدہم [۱۳] — شانزدہم [۱۶] — نوزدہم [۱۹] — بست و یکم [۲۱] — بست و چہارم [۲۴] — بست و ہفتم [۲۷] — بست و نہم [۲۹] —
کوئی شخص چاہے کہ سنہ ۱۳۰۹ کے محرم کی پہلی تاریخ نکالے یا کسی مہینے کی جو اسکی نکالے تو اس کا قانون اس طرح ہے کہ اسی قرن کبیر کا حرف ز ہے اس کے ابجد کے حساب سے سات عدد ہوتے ہیں اور قرن صغیر کا حرف واو جسکے ابجد کے حساب سے چھ عدد ہوتے ہیں اور محرم کا حرف ز ہے جسکے سات عدد ہوتے ہیں پس ان تمام اعداد کا مجموعہ (کہ دو جگہ سات سات ہیں اور ایک جگہ چھ) بیس ہوا جس میں سے سات سات نکالے تو باقی چھ رہے ان کو اسطور سے گنا تو تیرہ سو نو سنہ کے سال کے محرم کی پہلی تاریخ جمعہ آتا ہے اسی طرح جس مہینے کی پہلی تاریخ نکالنا چاہیں اوس مہینے کے حروف لیکر جمع کرنے کے بعد سات سات نکالیں اور جو باقی رہے اوس کو اسی طور سے گنین جب تک لگن پہنچے وہی دن مہینے کی پہلی تاریخ کا دن ہوگا —
صناجۃ الطرب فی تقدمات العرب میں جو ملک شام میں عربی زبان میں چھاپی گئی ہے لکھا ہے کہ کبیسہ کے حساب کرنے والے نساۃ لوگ ہوا کرتے ہیں — نساۃ نسی سے مشتق ہے یعنی مہینے کے بہلا دینے والے — اس طریقے میں یہ ہوتا کہ چند دن مہینوں پر بحساب کسور بڑھا دیتے ہیں جس سے تین برس میں ایک مہینہ پورا کل آتا ہے — یہ طریق مصری عربوں میں اب تک رائج ہے — مگر اسلام نے اس کو لغو ٹھہرایا ہے اور فقط کسری حساب رویت ہلال کے مطابق جاری رکھا ہے — اسلام کے تمام فرقے اپنے تمام احکام شرعیہ رویت ہلال کے لحاظ سے کرتے ہیں سوا سے فرقہ شیعہ (مہدیہ) کے —

اسلامی سال محرم کے مہینے سے شروع ہوتا ہے اور عموماً ایک مہینہ تیس اور
ایک مہینہ انتیس دن کا حساب کیا جاتا ہے تاکہ قمری سال تین سو چون روز
اور ایک خمس اور ایک سدس کا ہو (۳۵۴ ⅕ ⅙) امام مقریزی کے بیان سے
معلوم ہوتا ہے کہ اسی کسر کی وجہ سے مسلمانوں نے ذی الحجہ کے مہینے میں
ایک دن کا اضافہ کر دیا ہے بشرطیکہ وہ کسر نصف دن سے زیادہ ہو۔ اس
سبب سے اوس سال میں ذی حجہ تیس دن کا ہو جاتا ہے۔ اوس سال کو سال کبیسہ
کہتے ہیں۔ اس حساب سے پورے سال کے دن تین سو پچپن ہو جاتے ہیں
اسی طرح جمع ہوتے ہوتے ہر تیس برس میں گیارہ دن بڑھ جاتے ہیں مقریزی
کا مطلب تیس برس سے قمری سال مراد ہیں ان تیس برسوں میں انیس برس
تو بغیر کبیسہ کے ہونگے اور گیارہ برس میں کبیسہ پڑے گا۔ وہ گیارہ برس
وہی ہیں جو اوپر مذکور ہوئے۔

مسلمانوں کا پہلا مہینہ آٹھویں پندرہویں اور انتیسویں میں اور قوموں کے
مہینوں سے موافقت رکھتا ہے۔ لیکن اگر محرم کی پہلی یکشنبے کے روز واقع ہو
تو صفر کی پہلی کو سہ شنبہ ہوگا۔ اور ربیع الاول کی پہلی کو چہارشنبہ ربیع الثانی
کی پہلی کو جمعہ ہوگا۔ جمادی الاولے کی پہلی کو چہارشنبہ جمادی الاخرے کی
پہلی کو دوشنبہ رجب کی پہلی کو سہ شنبہ شعبان کی پہلی کو پنجشنبہ ہوگا۔ ماہ صیام
کی پہلی کو جمعہ ہوگا۔ شوال کی پہلی کو یکشنبہ ہوگا۔ ذی قعدہ کی پہلی کو دوشنبہ
ہوگا۔ ذی الحجہ کی پہلی کو چہارشنبہ ہوگا۔ اور اگر محرم کی پہلی دوشنبے کو پڑی
تو صفر کی پہلی کو چہارشنبہ ہوگا۔ ربیع الاول کی پہلی پنجشنبہ اور اگر محرم کی پہلی کو
ہفتہ ہوا تو صفر کی پہلی کو دوشنبہ ہوگا۔ اور ربیع الاول کی پہلی کو سہ شنبہ ہوگا
علی ہذا القیاس سمجھ لو۔

صحیفہ جو مردے کے ساتھ قبر میں رکھتے ہیں

ایک صحیفہ مرنے کے بعد غسل و کفن دیکر مردے کے ہاتھ میں دیکر اوسکے ساتھ

قبر میں رکھا جاتا ہے۔ اس میں مرد کے واسطے مذکر کی ضمیر اور عورت کے
واسطے مونث کی ضمیر پھیرنے کے سوا کوئی تفریق نہیں۔ یہ صحیفہ حقیقت میں
عقائد میت کی تصدیق کرنے کو عامل کیجئے ہے جو اوس موقع پر داعی وقت
کی طرف سے مقرر ہو شہادت ہے۔ اس میں سیدنا و مولانا کے بعد داعی وقت کا
نام درج کیا جاتا ہے۔ اور ماذونہ سیدی کے بعد ماذون کا نام لکھا جاتا ہے
اور مکاسرہ سیدی کے بعد مکاسر کا نام تحریر کیا جاتا ہے۔ نقل اوس کی
یہ ہے۔

اعوذ بالله العظيم وبوجهه الكريم من الشيطان الرجيم۔ اللهم
هذا عبدك الضعيف الفقير المحتاج الى رحمتك جاءته الوفاة
التى ختمتها عليه اللهم فتلقه بالروح والريحان والتجاوز عن
سيئاته بالاحسان اليه وارفع روحه مع ارواح النبيين و
الصديقين والشهداء والصالحين وحسن اولئك رفيقا
ذلك الفضل من الله وكفى بالله عليما اللهم ارحم جسمه
اللابث فى التراب واسرع اليه من سوابق لطفك ما يكون ضمينا
له بالتخلص من العذاب وقاضيا له بكريم الرجعى وحسن
المآب بحق ملائكتك المقربين وحملتك الروحانيين و
وملائكتك النورانيين وانبيائك المرسلين الخيرة والصفوة
من خلقك اجمعين وبحق نبيك المصطفى وامينك المجتبى
محمد خير من مشى على الغبراء واظلته السماء الخضراء وبحق وصيه على
ابن ابى طالب ابى الائمة النجباء والحامل عن نبيك ثقل الاعباء
وبحق مولاتنا فاطمة الزهراء الانسية الحوراء وبحق الائمة
من نسلها والصفوة من نجلها الحسن والحسين سبطى نبيك
وعلى ابن الحسين ومحمد ابن على وجعفر ابن محمد واسماعيل
ابن جعفر ومحمد ابن اسماعيل وعبد الله المستور واحمد المستور
والحسين المستور ومولانا المهدى ومولانا القائم ومولانا المنصور

ومولانا المعز ومولانا العزیز ومولانا الحاکم ومولانا الظاہر ومولانا
المستنصر ومولانا المستعلی ومولانا الآمر ومولانا الامام الطیب
ابی القاسم امیر المومنین وبحق ابائهم وحججهم ودعاتهم وبحق
قائم آخر الزمان وحجته وائمة دوره صلوات اللہ علیہم اجمعین
وبحق داعی الوقت والاوان سیدنا ومولانا ومأذونہ سیدی
ومکاسرہ سیدی وحدودہ الفضلاء الذین یقضون بالحق
وبہ یعدلون حسبنا اللہ ونعم الوکیل ونعم المولی ونعم النصیر
ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ بار خدایا تیرا بندہ ضعیف حقیر محتاج تیری رحمت کا ہے اسکی
وفات مقررہ آئی اس کو آسایش اور خوشبو سے ملا اور اس کے گناہوں سے احسان
کے ساتھ درگذر کر اور اسکی روح کو ارواح انبیا وصدیقین وشہدا کے ساتھ
درجہ عالی عطا کر۔ اور کچھ اور دعائیہ کلمات کے بعد کانون کے لئے ملائکہ
اور انبیا اور حضرت محمد مصطفی صلعم اور حضرت علی اور بی بی فاطمہ زہرا اور حضرت امام حسن
سے امام طیب ابوالقاسم اور مہدی آخر الزمان تک تمام آئمہ کو اور اون کے
بابون اور حجتون اور داعیون اور داعی وقت اور اوس کے ماذون و مکاسر
وحدود کو درگاہ الہی مین وسیلہ گردانا ہے

بوہرون کے مذہب مین فلاسفہ یونان کی باتون کو دخل

مولانا محمد بن طاہر کی دعا مین عقول عشرہ کو اور اون کے توسط سے روحانی
اور جواہر مجردہ کو جناب الہی مین وسیلہ بنایا ہے جس کے الفاظ یہ ہین ۔
اللہم انی اسئلک یا ھو یا من لا یعلم ما ھو الا ھو یا من ھو کما ھو
نتوسل الیک اللہم بالعقل الاول وتالیہ وبالسبعۃ العقول
التی تلیہ وبعاشرہم القائم المقام الاول الاخر فی افقہ والحائز ہو ا

الجاريه والحفاته اليه السارية شرفت سبقة وهي في ضمن
كل واحد من القوى الروحانية والاشباح القدسانية و لتوسل
اليك اللهم بصاحب الرتبة العلية وصفوة الصفوة من
اهل الجنة الابداعية الذي له حركت الحركات الجرمانية و
الجسمانية وصار مطرح الشعاع بمعنى الجبروتية والملكوتية
وبالسبعة والعشرة الملبين للاتوثنا مسارعين الى اجابته و
بمن قام بعدهم من ذوي المقامات الانبعاثية والانوار الانبعاثية
الى انقضاء من بعدهم وانتهاء عدتهم ونجاتهم ادوارهم واخر ساعة
من ساعات نهايتهم

دیتا ہے اسی تجھے کہ آگاہ ہوں - اے کہ وہ ذات پاک کہ نہیں
جانا کہ وہ کیا ہے - مگر خود ہی یعنی وہ ہے آپ اپنی ذات کو جاننے والا ہے
اے وہ ذات پاک کہ نہیں وجود جیسا کہ وہ حقیقی - اور میں وسیلہ پکڑتا ہوں
اے اللہ تیری جناب میں عقل اول کے ساتھ اور نیز اوس سے جو
بیچ میں ہے یعنی عقل دوسری کے ساتھ اور اون ساتھ عقلوں کے ساتھ جو دوسری
عقل سے نیچے ہیں اور دسویں عقل کے ساتھ جو بیچ کی قائم ہے اور شاں
کے لیے جو اوسکی علمداری میں ہیں - اور جو پھیرنے والا ہے اپنے باپ
کے دین سے ... ہاری کی اور جو پھیرنے والی پیدا کرنا ساتھ بلا سبقت سے نسبت کے
جو ہیرات کرنے والا ہے طرف اوس شخص کے جو اوسکی علمداری میں ہے
سبقت کرنے والی ہے اوسکی بندگی کو یعنی عقل اول نے تقدم کیوجہ سے
جو شرف حاصل کیا ہے وہ شرف دسویں عقل نے اپنی عنایت کیوجہ سے
حاصل کیا ہے - اور اسی وجہ دونوں مرتبے میں برابر ہوگئے ہیں یعنی ایک
تقدم کیوجہ سے بزرگ ہوئے - اور ایک اپنی مہربانیوں کی وجہ سے اور میں
توسل کرتا ہوں اے اللہ تیری جناب میں اون روحانی قوتوں اور پاک
صورتوں کے ساتھ جو ہر ایک شخص کے اندر موجود ہیں اور وسیلہ پکڑتا ہوں
میں تیری جناب پاک میں اے اللہ اوس صاحب مرتبہ عالی اور برگزیدہ

تزین کے ساتھ جسکا بدن ملتیا دے کے پیدا ہوا ہے اور اوسکی وجہ سے
آسمانون اور عناصر نے حرکت پائی ہے اور عقول جبروتی و ملکوتی کے
انوار کے گرنے کی جگہ ہوگیا ہے اور اے اللہ مین توسل کرتا ہون -
تیری جناب مین اون تابعین کے ساتھ جو دسوین عقل کے پہنچے کو قبول
کرتے ہین اور اوس کے ذرا خبردار ہین اور اوس کے حکم کی تعمیل مین جلدی
کرنے والے ہین اور وسیلہ کرنے والا ہون تیری جناب مین واصلین تحقیق کے ساتھ
جو بعد اونکے ایسے مقامات کا جانشین ہوا جو برانگیختہ کرنے والے اور لمبی لمبی
رہشتی رکھنے والے ہین اونکی مدت کے تمام ہونے اور اونکی تعداد کے
پورا ہونے تک ہے اور اے اللہ مین توسل کرتا ہون تیری جناب مین
اون محققین کے ساتھ جنکے اوپر ان عہدوں کے دوروں کا خاتمہ ہے
انتہائے زمانہ تک

اس مضمون مین اول سے آخر تک فلاسفہ یونان کے عقائد اور مسلمات
کے اتباع کی ہے اور اس سے صرف اللہ تعالے کا علۃ العلل ہونا ثابت
ہوتا ہے - اور اوس کے لئے صرف تقدم ذاتی کا حاصل ہونا پایا جاتا ہے
نہ تقدم زمانی کا جیسا کہ بیٹے کو باپ پر تقدم زمانی حاصل ہے کیونکہ
خدا کے لئے علیت کا تقدم ثابت ہوتا ہے - اور خاصیت اس
تقدم کی یہ ہے کہ متاخر کا وجود بغیر اوس کے نہین ہوتا اور اوس کے ساتھ
ہوتا ہے یعنی اوس علت کو کہ متقدم ہے وجود حاصل ہوتا ہے بعد
اسکے معلول کو کہ متاخر ہے وجود حاصل ہوتا ہے - اور متقدم بلحاظ
بغیر متاخر کے نہین ہوسکتا ہے اسکو متقدم بالذات کہتے ہین مثال
اسکی ممکنات مین انگلی کی حرکت ہے انگوٹھی کی حرکت پر اور عالم کا
قدیم ہونا لازم آتا ہے - اور اہل اسلام جس خدا کو مانتے ہین اور رسول
مقبول نے جس خدا کی تعریف کی ہے وہ ایسا خدا نہین ہوسکتا - اوسکی
ذات قدسی ایسے خدا سے عالی ہے جسکا ذکر مولانا محمد صاحب نے
کیا ہے - کارخانہ عالم کی ایجاد مین ایسے اللہ کو کوئی دخل نہوگا بجز اسکے

کہ اوس نے اول ایک عقل کو پیدا کیا۔ بعدہ اوس عقل سے دوسری عقل اور ایک آسمان پیدا کیا۔ اور بعد اوس کے دوسری عقل نے تیسری عقل اور ایک آسمان پیدا کیا بعد اوسکے اس تیسری عقل نے چوتھی عقل اور ایک آسمان پیدا کیا۔ اور بعد اوسکے چوتھی عقل نے پانچوین عقل اور ایک آسمان پیدا کیا اسیطرح دس عقلین اور نو آسمان پیدا ہوئے اور انھین دس عقلون کو عقول عشرہ کہتے ہین جو لوگ عقول ملائکہ خیال کرتے ہین وہ یونانی حکما کی اصطلاح کو اسلام کے پردے مین چھپاتے ہین کیونکہ حقیقت مین ان دونون باتون مین بڑا فرق ہے اسلام مین ملائکہ کہتے ہین اجسام لطیف نورانی کہ متشکل اور منتقل ہو سکتے ہین ہوا وہین اور مختلف اشکال کے ساتھ متشکل ہو جاتے ہین اور اونکے اعضا اور حواس ہوتے ہین اور حکما کے نزدیک عقل ایک ایسا موجود ممکن ہے کہ نہ جسم ہے اور نہ حال ہے جسم مین اور نہ جسم کا جزو ہے بلکہ جوہر مجرد ہے مادے سے اپنی ذات اور فعل مین یعنی نہ جسم ہے نہ جسمانی اور نہ اوس کے کام موقوف ہین جسم کے ساتھ متعلق ہونے پر۔ اور دوسری عبارت مین یون سمجھو کہ وہ جوہر مجرد ایسا ہے کہ جسم کے ساتھ اوس کا تعلق صرف تاثیر کے لئے ہے نہ تصرف و تدبیر کے لئے اور متکلمین اسلام جوہر مجرد کو باطل کرتے ہین۔

ہر نبی کے لیے ایک مقیم اور ایک وصی ہوتا ہے

مولانا محمد بن فتال کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آدم سے حضرت محمد تک ہر پیغمبر کے لئے ایک مقیم ہوتا تھا اور ایک وصی بھی ہوتا تھا اور اوسکی زمانہ نبوت مین تمیم اور دین کی حدود کو ادا کرتے تھے چنانچہ حضرت آدم کے مقیم شیث تھے اور اونکے وصی ہابیل تھے۔ اور حضرت نوح کے مقیم سام تھے اور وصی ۔۔۔ اور حضرت ابراہیم کے مقیم صالح تھے اور وصی اسماعیل اور حضرت موسے کے مقیم ۔۔۔ تھے اور وصی ہارون تھے۔ اور حضرت عیسی کے مقیم خزیمہ تھے اور وصی شمعون تھے۔ مگر پیغمبر خدا کا کوئی مقیم نہین بتاتے اور وصی حضرت امیر المومنین علی کو قرار دیتے ہین۔

بوہرون کے سفید لباس اختیار کرنے کی وجہ

جب طالبین نے عباسیون پر خروج کیا تو اونکی ضد سے اپنے پھریرون کا
رنگ سفید کیا کیونکہ اونہون نے سیاہ رنگ اختیار کیا تھا اسی وجہ سے ان کو
مبیضہ کہنے لگے جسمین میم مضموم ہے موحدہ مفتوح اور یائے مثنات
تحتانی مشدد مکسور اور ضاد نقطہ دار مفتوح ہے یہی رنگ قرامطہ اور
حضرت عبید اللہ مہدی اور انکے متبعون مین قایم رہا۔ چونکہ بوہرے مہدویہ ہین
اسلئے ان کے ہان بھی سفید کپڑون کو ترجیح دیجاتی ہے۔ فارسی اور اردو
کی تاریخون مین مبیضہ کا ترجمہ سفید جامگان اور سفید پوشان
لکھتے ہین

بوہرون کو داؤدیہ کہنے کی وجہ

اگرچہ بوہرے طیبیہ ہین۔ مگر داعی داؤد بن عجب شاہ کی وفات کے
بعد سے داؤدیہ کہلانے لگے اور وجہ اسکی یہ ہے کہ ۲۷ ربیع الآخر سنہ ۹۹۷
ہجری کو داعی داؤد بن عجب شاہ نے انتقال کیا اور اونکی جگہ داؤد
ابن قطب شاہ متمکن ہوئے۔ یمن مین داؤد بن عجب شاہ کی طرف سے اونکی
بی بی زہرا کے بھائی کے بیٹے سلیمان بن یوسف عامل تھے اونھون نے
یمن مین یہ دعوے کیا کہ داعی مرحوم اپنی جانشینی کے لئے میرے حق مین
نص کر گئے ہین۔ اور تحریری سند داعی مرحوم کی مہری قوم کو دکھائی۔
بعضون نے اوسکو تسلیم کیا اور داعی داؤد بن قطب شاہ کو نہ مانا وہ سلیمانیہ
کہلائے اور بعضون نے انکار کیا وہ **داؤدیہ** مشہور ہوئے یہ لوگ
سورت کے بڑے ملا صاحب کو اپنا داعی اور دینی مقتدا مانتے ہین۔
داؤدیہ کہتے ہین کہ یہ سند جعلی تھی اور اوس کے تیار ہونے کی صورت
یہ ہوئی کہ جب داؤد بن قطب شاہ داعی ہوئے تو سلیمان اونکی ماتحتی مین
چار برس تک یمن کے عامل رہے داعی داؤد بن عجب شاہ کے ایک بھتیجا

ابراہیم نامی ایک حبشن کے بطن سے تھا اون نے داؤد کی بی بی زہرا اور اونکی
کاتب محمد نے سرکاری کچھ روپیہ کھا لیا جب ان بیٹوں کو مواخذے اور
مطالبے کا خوف ہوا تو تینوں سلیمان کو ایک خط لکھا کہ تم داعی بن عجب شاہ
کی طرف سے اس مضمون کی نقل کا کاغذ لکھ کر یہاں بھیجدو کہ ہمارے بعد
سلیمان بن یوسف داعی ہیں تو اوسپر داعی داؤد بن عجب شاہ کی مہر لگا دیجیے
کیونکہ وہ ابھی تک اونکے کاتب محمد کے پاس رہتی ہے - چنانچہ سلیمان
نے ایک تحریر اس مضمون کی معیت سے بھیدی جسپر محمد نے مہر لگا کر ایک شخص
کے ہاتھ جو کرمی کہلاتا تھا یمن کو سلیمان کے پاس روانہ کردی جب داعی
داؤد بن قطب شاہ کو اس کارروائی کا حال معلوم ہوا تو اونھوں نے زہرا سے
کہا کہ تمہارے بیٹے کی نسبت ایسی خبر پہنچی ہے - میں اوسکو معزول کرتا ہوں
ہیں اور یہ آیت پڑھی وما کنت متخذ المضلین عضدا
یعنی میں گمراہ کرنے والوں کو یار و مددگار بنانے والا نہیں ہوں زہرا نے
جواب دیا کہ یہ بات غلط معلوم ہوتی ہے ہم غریب آپ کے سایہ میں ہیں ورنہ
بارہے میں آپ اونہیں معزول نہ کیجیے - مگر مولانا داؤد بن قطب شاہ نے
نہ مانا اور اونکی معزولی کا حکم بھیجدیا - مگر بہت سے طیبیہ نے اس حکم کو بیجا سمجھا
اور سلیمان کی اتباع اختیار کر لی سلیمان اور ابراہیم نے داعی داؤد بن
قطب شاہ کو بہت دق کیا سلیمان سے ملنے ہند چلے آئے تھے ابراہیم
نے اکبر شہنشاہ سے شہد بتاکے حضور میں یہ دعوی کیا کہ داعی داؤد بن
عجب شاہ کا بیٹا تو نہیں ہوں پھر داؤد بن قطب شاہ اونکے وارث کیسے
بن گئے ہیں اسلئے بادشاہی افسروں کے ہاتھ سے داعی داؤد بن قطب
کو بہت سی تکلیفیں جھیلنا پڑیں - قید بھی کیے گئے - اکبر نے اس معاملہ
کی تحقیقات اور تجویز حکیم علی گیلانی شارح قانون بو علی سینا کے ہاتھ میں دیدی
اور حکم دیا کہ تم اس کا ورحلی فیصلہ کردو تحقیقات کے بعد حکیم علی کو ثابت
ہوا کہ داؤد بن قطب شاہ حق بجانب ہیں اسلئے وہ رہا کیے گئے اور اب ابراہیم
اور سلیمان پر عتاب نازل ہوا بہت سی تکلیفیں ملازمان شاہی کے ہاتھ سے

اونکا نام پیر ہین اور آخر کار رسومات تاوییہ صرف کرکے اس عذاب سے
نجات پائی ۔ داؤدیہ مین پھر آگے بڑھکا افتراق ہو گیا اس طرح کہ شیخ
آدم صفی الدین کے نواسے علی نے اونمین سے ایک علیحدہ فرقہ اپنے
نام سے قایم کرلیا جس کو علیہ کہتے ہین یہ فرقہ شیخ آدم صفی الدین تک داؤدیہ
کے کل عقدہ داعیون کے ماننے مین متفق ہے اونکے بعد عبد الطیب زکی الدین
کو داعی نہین مانتا ۔ علی شہنشاہ ہند جہانگیر کا معاصر ہے ۔

خاتمہ

یہ ایک ایسی قوم کی تاریخ ہے جسکے مقتدا اتالیس اور اپنے معتقدین کو
غیر مذہب والونکی اہل اسلام جیسے کتب لکھنے سے منع کرتے ہین اورجسقدر بیانات
اسرار مذہب کے متعلق انکی کتابونمین مندرج ہین اونکی ہوسکتی بھی اپنے عوام
اہل مذہب کے سامنے نہین ہونے دیتے ۔ اور خاصکر غیر مذہب والے کو
ان کے دکھلانے سے بہت پرہیز کرتے ہین تاکہ اونکی آنکھ انکے قبایح
پر مطلع ہوجاے ۔ بہوری مین اس بات کی تاکید آئی ہے کہ جہان پر
مذہبی بحث و مباحثہ ہوتا ہو وہان کوئی بوہرہ ہرگز نہ ٹھیرے اور اپنے مذہب
کی باتین غیر مذہب والے کو نہ بتاوے ۔ اگر اس کے خلاف کریگا
تو امام الزمان کی زیارت سے محروم رہیگا اور ان کو جو اپنی مذہبی باتین
چھپانے کا اور دوسروں کے ساتھ مذہبی تعلق نہ رکھنے کا حکم ہے تو یہ اس
مذہب کی خوبی کی وجہہ سے ہونا سمجھہ مین نہین آتا بلکہ محض اس نظر سے
معلوم ہوتا ہے کہ جب یہ اپنی وہ باتین جو عجیب و غریب ہین دوسرون پر
ظاہر کرینگے تو سننے والے اعتراض کرینگے ۔ اعتراضون سے ان کے
دلون مین شبہے پیدا ہونگے اور آخرکو وہ بجائے بڑے کے کم ہونے یہانتک
جم جاینگے کہ پھر ان لوگون کو اپنی محنت کا روپیہ ایسے خیالی مقاصد کے
عوض مین دینے سے دریغ آنے لگیگا ۔ اور اس طرح مذہبی لیڈرون
کی آمدنی مفت مین ہاتھ سے جانے لگیگی ۔

حق بات کبھی چھپانے کی نہیں ہوتی - حق غالب آتا ہے مغلوب نہیں ہوتا
مذہبی سرغناؤں کے ذہن نشین کر دینے سے بھولے بھالے آدمی
مذہبی باتیں چھپانے کی یہ وجہ بتاتے ہیں کہ ہمارا گروہ چھوٹا ہے اسلئے
نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے مگر میں کہتا ہوں کہ نقصان پہنچنے کا وقت
گذر چکا اب علانیہ اپنے مذہبی کاموں کو ہر گروہ قلیل ہو یا کثیر بجا لانے کا
مجاز ہے بشرطیکہ اوس سے دوسرونکی دل آزاری نہ ہوتی ہو بہت سے ایسے
گروہ ہیں کہ اونکی تعداد تھوڑی ہے جیسے آریہ سماجی - فرقہ قادیانی - وہابی
اثنا عشری - اہل قرآن - پارسی یہودی وغیرہ وغیرہ وہ اپنی تمام مذہبی
باتوں کو شایع کر رہے ہیں اور اونکی ثابت کرنے کیلئے دوسروں سے
مناظرے بھی کرتے ہیں سلطنت انگریزی کی سیاست کی وجہ سے مخالفین
اون کا کچھ نہیں کر سکتے پس بوہروں کا بھی کوئی کچھ نہیں کر سکتا ہے - مگر جس مذہب
میں ہر پھر کے گالی ہی گالی اور لعنت ہی لعنت عبادت میں داخل ہو اور
سوا اینچ پینچ کی باتوں اور خلاف قیاس ڈھکوسلوں اور دوراز کار قصوں
کے کام کی باتیں کم ہوں وہ قوم کس منہ سے دوسروں کے سامنے اپنے
رازوں کو کھول سکتی ہے - ؎

دشنام مذہبے کہ طاعت باشد ؂ مذہب معلوم و اہل مذہب معلوم

اور اس سے بھی زیادہ عجیب بات سننے کے قابل یہ ہے کہ جو لوگ اپنے کو
اہل بیت کا شیعہ کہتے ہیں وہ تمام اولاد امیر المومنین علی کے دوستدار نہیں
ہیں بلکہ ہر ایک گروہ شیعہ کا علیحدہ اپنی مرضی کے موافق اونکی اولاد
میں سے ایک شخص کو منتخب کرکے اوسکی امامت کا معتقد اپنے کو ظاہر
کرکے اوس کے شیعوں میں ہونے کا دم بھرنے لگتا ہے اور دوسری
اولاد کو اپنے مذہب کا نہ پاکر اونسکی روگردانی کرکے اوس کے حقوق کو پامال کرنے
لگتا ہے - اور اوس کے شیعوں کو بھی برا کہتا ہے - میرے سامنے ایک
ثقہ بوہرے نے حضرت امام ہمام موسی کاظم علیہ السلام کو اثنا ئے تقریر میں
طنزاً لونڈی بچہ کہا تھا ایسے تبلیغوں کے ہاتھ سے خاندان جناب امیر میں

بھی امامت کی بابت بڑی افراتفری پڑگئی ہے - جناب امیر کے بعد خاندان
مین کوئی ایسا نفس نہین جو سب شیعون کے نزدیک مسلم الثبوت امام ہو اور اونکی
ہاتھ سے اپنی دستار فضیلت سنبھال سکا ہو مثلاً کیسانیہ کہتے ہین کہ جناب
امیر کے بعد امام برحق محمد بن حنفیہ ہین نہ حسن اور حضرت حسین مین بھی
امامت کی قابلیت نہین اور زیدیہ حضرت علی زین العابدین کے بعد اونکی
بیٹے محمد باقر اور اونکی اولاد کو امامت سے خارج کر کے زید بن زین العابدین
کو امام قرار دیتے ہین کبھی کبھی شیعون کی خود غرضی اور قابوچی یہ اس حد
کو پہنچ جاتا ہے کہ ان کا مانا ہوا امام بھی انسے نفرت کر کے ان کے سمجھنے
ہونے سے خلعت امامت کو اوتارنا چاہتا ہے تو یہ اوتارنے نہین دیتے
اور کہتے ہین کہ ہمارا امام تقیہ کرتا ہے
اور باوجودیکہ مسلمان فاطمیون کا دور حکومت مٹ کر عیسوی حکومتین
قایم ہوگئیتین - مگر ان آپس کی چپقلش سے آئمہ مستورہ کا دل ظاہر ہونے کو
نہین چاہتا اور اون کو گمنامی کے غار مین پڑا رہنا گوارا ہی ورنہ بڑا اچھا
موقع تھا کہ اعداے ظالمین اور اونکی معاونین کی حکومتین ایسی پارہ پارہ
ہوگئین کہ اون کو ان آئمہ مستور کی طرف اب آنکھ اوٹھا کر دیکھنے کی بھی قدرت
نہین جیسا کہ انکے پیروون کا اب یہ نواصب کچھ نہین بگاڑ سکتے - مگر دانا
جانتے ہین کہ امام کے نہ ظہور کرنے مین اون کے اون دوستون کا ذاتی
نفع ہے جو اون کے قایم مقامی مین مال او نکے معتقدون سے اونکے
نام پر حاصل کرتے ہین اور مزے اوڑاتے ہین - اور اس نکتے کو امام
کے یہ قایم مقام بھی ضرور سمجھے ہوئے ہین اور اپنے دل مین جانتے ہین
کہ امام کے ظہور کے بعد پھر ہمارے یہ بوبار سے کہان - اسلئے زیادہ تر
امام کے نہ ظاہر ہونے مین یہی ساعی رہتے ہین - ناصبین کا اپنی
گرم بازاری کے لئے مفت نام بدنام کر رکھا ہے - ان پیشوایان قوم کے
احاطۂ اطاعت مین جو لوگ ایسے واقع ہوتے ہین کہ علم و فضل کے
ساتھ اونکی نظر بلند اور عظمت والا ہوتی ہے وہ ان پیچوان اور کہانیو

کو سمجھتے ہین۔ چنانچہ بعض بعض الوالعزم اونکی اطاعت کا جوا کندھے سے اوتار کر
خود اپنے نفس کے لئے پیشوائی ثابت کرنے لگے اور اپنے مقاصد مین جیسے کچھ
کامیاب بھی ہوگئے۔ چنانچہ شیخ آدم صفی الدین کے نواسے علی اور سلیمان بن
یوسف اور ملا عبد الحسین ساکن کبیر و نجی نے علیحدہ علیحدہ دعاوی کرکے اور
انھین بوہرون مین سے کچھ گروہ پر اپنا اثر ڈالکر علیحدہ علیحدہ فرقے
بنا لئے اور داعیان قدیم کی باوجود سر توڑ کوششون کے اپنی مدبری سے اپنے
ارادون مین خاصی کامیابی حاصل کرلی۔ ظاہر ہے کہ داعی ہونے یا تحت ہوئی
یا امام ہونے کے معاملات کچھ بھی اصلیت و حقیقت رکھتے ہوتے اور اونکے
ماننے کو ایمان مین کچھ بھی دخل ہوتا تو ایسے سعادتمند علما کیسے ایک پیشرو
واجب التعظیم داعی کا خلاف کرکے خود نشان دعوت بلند کرنے۔ اور بہت سے
اور بھی ایسے خیال کے لوگ ہو گئے۔ مگر وہ اسقدر بلند پروازی کی ہمت
نہ رکھنے اور سوسائیٹی کے دباؤ کی وجہ سے جادۂ اطاعت و انقیاد سے سر پھیرنے
کی مجال نہین پاتے۔ اسیواسطے انکے ہان بڑی بڑی احتیاطون سے کام لیتے ہین
تاکہ کوئی من چلا کچھ بوہرون کو بہکا نہ لے اسیواسطے کسی ایسے آدمی کو جسکی
خیر خواہی اور اطاعت شعاری جانچ نہ لی گئی ہو مثل امامی کی بھی اجازت نہین
دیتے۔ تاکہ قوم کا اعتقاد کسی ایسے شخص کیطرف نہ جھک جائے جو اونکو انکی اطاعت سے
منحرف کر دینے کا باعث ہو۔ کبھی کبھی انکی یہی دور بینی انکے باہمی اختلاف کا
موجب ہوجاتی ہے۔ چنانچہ جعفر نام مین کے رہنے والے ایک ذی علم
وفضل بوہرے نے مثل امامی کی بغیر اجازت پائے ہوئے بھڑوچ مین گجرات
کی جماعت کو ایک رسالہ نثر نادی احمد آباد کے عامل ملا داود نے اوسپر
یہانتک کروٹ کی کہ اوس نے اونکے تعصب اور خود مطلبی سے زچ آکر
حنفی لعنت کا علم بلند کردیا اور طیبیہ بوہرونکی جماعت کثیر سے اسماعیلی چھوڑکر
سنی بنا دیا۔ چنانچہ یہ لوگ اب جعفریہ اور گجراتی بوہرے کہلاتے ہین
ایک دوسرے فاضل اجل محمد طاہر نامی بوہرے نے جو پٹن کا رہنے والا تھا
اور اپنی کتاب مجمع البحار کی وجہ سے عموماً اہل علم کا روشناس ہی شہنشاہ ہند

اکبر کے عہد میں ان بوہروں کی ہدایت پر کمر باندھی تھی۔ مگر افسوس یہ ہے کہ وہ اپنے ارادے میں کامیاب نہو سکا اوسنے انکے عقائد کی درستی کا یہانتک مصمم ارادہ کرلیا تھا کہ جب تک یہ کام پورا نہوگا سر پر عمامہ نہ رکھونگا۔ جب اکبر نے سنہ ۹۸۰ ہجری میں گجرات فتح کیا تو ملا شہنشاہ کے حضور میں مدد کی التجا لیکر حاضر ہوا شہنشاہ نے اپنے ہاتھوں سے ملا کے سر پر عمامہ رکھا اور کہا کہ میں تمہارے مدعا کے موافق اس قوم کی بدعت دفع کرنے میں پوری کوشش کرونگا۔ اور شہنشاہ نے اسغرض سے حکومت گجرات پر خان اعظم مرزا کوکہ کو مقرر کیا۔ خان اعظم نے بوہروں کی بدعت دفع کرنے میں کوشش کی یہانتک کہ اس قوم کے اکثر مشاہیر تقیہ کرنے لگے اور جابجا چھپ گئے۔ ابھی یہ بدعت بخوبی دفع نہونے پائی تھی کہ خان اعظم کی جگہ عبدالرحیم خان خانان مقرر ہوگیا یہ شیعہ مذہب تھا۔ بوہرے کھلم کھلا پھر اپنے اعمال کو ادا کرنے لگے اور ان کا مذہب ظاہر ہوگیا شیخ نے یہ حالت دیکھکر پھر عمامہ اپنے سر سے اوتار ڈالا اور تدارک کے لئے درگاہ اکبری کی طرف رجوع کی۔ شہنشاہ ان دنوں آگرے میں تھا بوہروں نے ملا کا پیچھا کیا۔ یہانتک کہ اوجین میں ملا کو سنہ ۹۸۶ ہجری میں مار ڈالا۔

سلطان مظفر نے جو سلطان فیروز شاہ والی دہلی کا امیر اعظم تھا گجرات پر تسلط پایا تو بہت سے بوہرے اوسکی وجہ سے بھی سنت وجماعت ہوگئے فقط

حالات مؤلف تاریخ ہذا

جامع ان اوراق کے مولوی حکیم محمد نجم الغنی خان ابن مولوی عبدالغنی خان ابن مولوی عبدالعلی خان ابن مولوی عبدالرحمن خان ابن مولانا حاجی محمد سعید صاحب محدث ابن ملا لطیف خان ابن خان محمد خان ابن بازید خان ابن خواجہ احمد خان ابن باشو خان ابن اندران خان ابن بارز خان ابن شاہ زادہ خواب الدین خان چغتہ برلاس ہیں نجم الغنی خان کی ولادت دسویں ربیع الاول سنہ ۱۲۷۶ ہجری کو شب کے وقت رامپور کے محلہ مدرسہ میں وقوع

مین آئی تھی ۔ جناب محمد نجم الغنی سے سنہ ولادت حاصل ہوتا ہے ۔ ریاست
رامپور مین دیگر علما سے تحصیل علوم کی ہے اور خاص مولوی عبدالحق صاحب خیرآبادی
سے کتب منطق و حکمت کی تحصیل کی ہے صدرا اور شمس بازغہ اور میر زاہد
ملا جلال اور قاضی مبارک اور حمداللہ اور مختصر معانی اور مطول اور
توضیح و تلویح اور بیضاوی اور میر زاہد امور عامہ ۔ اور تشریح الافلاک
اور خلاصۃ الحساب اور شرح وقایہ اور ہدایہ اور مشکوۃ اور جامع ترمذی
وغیرہ کتب کو بالاستیعاب پڑھا ہے اور سبعہ معلقہ اور مثنوی صلاح و باغم
اور دیوان متنبی اور مقامات حریری وغیرہ علم انشاپردازی کی کتابین مولوی
محمد طیب صاحب ادیب مکی سے تحصیل کین اور فن طب کی کتابین مثلاً
قانونچہ اور موجز اور اقصرائی اور نفیسی اور سدیدی اور شرح اسباب و علامات
اور قانون شیخ بوعلی سینا کو اطباے نامی اور خصوصاً اپنے ماموں حکیم
محمد اعظم خان مولف اکسیر اعظم وغیرہ سے پڑھا ۔ انکی کتابین مولوی نجم الغنی
کی تصنیفات سے ہین (۱) اخبار الصنادید یہ روہیلونکی تاریخ ہے (۲)
مقاصد البلغا عرف بحر الفصاحت علم معانی بیان بدیع عروض قافیہ مین
(۳) نہج الادب فن صرف و نحو مین (۴) رسالہ نجم الغنی فن صرف و نحو مین
منتہی القواعد عرف قواعد حامدی فن صرف نحو مین (۶) تعلیم الایمان شرح
فقہ اکبر علم کلام مین (۷) تہذیب العقائد شرح عقائد نسفی علم کلام مین ۔
(۸) تاریخ اودھ (۹) میزان الافکار فن منطق مین (۱۰) مذاہب الاسلام
مسلمانونکے فرقونکے مذاہب مین (۱۱) خواص الادویہ مفردات طب مین
(۱۲) تذکرۃ السلوک علم تصوف مین (۱۳) اصول فقہ (۱۴) شرح
چہل کاف (۱۵) القول الفیصل فی شرح الطہر المتخلل ۔ یہ شرح وقایہ کے
مسئلہ طہر متخلل کی شرح ہے زبان عربی مین اسکے سوا اور رسالے بھی
ہین ۔ انمین سے صرف نہج الادب اور رسالہ نجم الغنی زبان فارسی
مین ہین ۔ باقی سب زبان اردو مین ۔ فقط

انتخاب از دیوان اردو مصنفہ مولوی محمد نجم الغنی خان صاحب

آپ مارا قضا کا نام کیا
کسی کو نہ پھر بزم عالم میں دیکھا
ہوتی ہے فریاد سے تسکین ہمارا فراق
کسی بزم جہاں میں ایسا نیا تماشا نہ دیکھا ہوگا
آتش غم سے دل زار کو جلتے دیکھا
کیا خاموش دکھوں ہی باتوں میں اس گل نے اے نجمی
کام کیا قتل ہمارے عاشق ناکام کو
زلف پیچاں میں مرا دل جو گرفتار نہ تھا
چمن دہر میں تھی حسن پرستی منظور
ہوتا جو تنہا حباب آسا
اے ہم نفس سو کرتے ہو تدبیر دوا کیا
خراماں ناز سے جس دم وہ سرو بستان نکلا
شرارت ہی تو کی وہ کرتے جب قتل نجمی کو
جہاں ہم اُسکی لے جاتے جیسا ہوے
یہ تمنا وہ داری دل کہ کبھی وہ
سمجھ کے ہاتھ لگاتا کہ عاشق جانباز
آجائے گا یہ حال ابھی روی زمین پہ
پھر روز کی اس عہدہ خلافی سے تو نجمی
گیا اپنے مہ کے جسم سے جب سر جدا کیا
ہر گز آگ سینہ پر روز کی بجھی

واہ جی واہ خوب کام کیا
میسر ہوا جسکو دیدار تیرا
آہ سے بہتر نہیں تکیہ دل رنجور کا
شرار ... تھا ہمکو یہ ن بھڑکیں ہم وہ بھڑک ہاتھا
پر کبھی آہ کا شعلہ نہ نکلتے دیکھا
مراد عمر و عنادل کو تھا اپنی خوش بیانی کا
اُنکے سر پر چلتے سایہ تیری دیوار کا
غم نہ تھا درد نہ تھا کوئی بھی آزار نہ تھا
لالہ رو یوں سہی تھیں اور سرو کا نہ تھا
وہی دریائے غم سے پار ہوا
باقی تن رنجور میں میرے ہی رہا کیا
مرا دل پھر استقبال با آہ و فغاں نکلا
کہا افسوس یہ تو کشتہ فغاں نکلا
کوئی زمانے میں ایسا تو آسان نہ رہا
میرے دل ناشاد کو بھی شاد کر گیا
ہوگا کچھ بھی ناز نہیں جان میں پیدا
گر یار نہ مرے یار کی رفتار کا چرچا
بہتر ہے اگر کہہ دے وہ اچھا نہیں آتا
اتنا کوئی نہ بولا کہ ظالم یہ کیا کیا
گو سیل اشک آنکھوں سے میری بہا کیا

ظالم وفا کا نام نہ لے بیوفا ہی تو — وعدے بہت کیے پہ نہ کوئی وفا کیا

کیا مال تھا جو دل اُسے انجمی نذر دی سکا — نا چیز چیز کے لیئے ناحق خفا کیا

کہتا ہے سر بزم یہ دلدار کسی کا — کیا کرتے ہیں ہم لیکے بیان پیار کسیکا

طوطی کیطرح آنکھیں بدلجاتا ہی سب سے — یہ گنبد دوار ہے آنکھیں یار کسیکا

آگاہ مرے درد دل زار سے ہوجائے — عاشق ہو اگر تو بھی ستمگار کسیکا

ل

کیوں روکتے ہو تم دل دیوانہ کو انجمی
کہتا یہ ہے نہیں مانیگا زنہار کسیکا

نزدیک مرے ای ملک الموت نہ آنا — ہوں منتظر وعدۂ دیدار مسیحا

مشاطہ نے زمین و زمان ایک کیا — آراستہ جو زلف کا ہر بال ہو گیا

دیوانہ ہمکو دیکھ کی ہنستے تھی شیخ جی — ہمنے بھی انکی داڑھی پہ آج آخ تھو کیا

دلکو میرے گل خندان جو نہ تھا تجھے — ای فلک غنچۂ تصویر بنا تا کیوں تھا

غم نہ ہوتا اگر جدائی کا — خوب تھا شغل آشنائی کا

کچھ ہم کو نظر یار کا دل آتا ہے میلا — ساقی تو صفائی کے لیئے شیشہ ہی لا

سنتا نہیں ہے کوئی کہ ہم حال دل کہیں — برہم ہے ہم سے محفل دلدار سب کی سب

تم رہیان جینو نگا نہ چھوڑو گے جو انجمی — ہو جائیگا نقد دل و جان مفت میں برباد

میں آب نہ کرتا ہوں فریاد کنج قفس میں — صیاد نکرتا نہ گرفتار تو کچھ دکھ

یاد میں اُس رخ پر نور کے ہم — گل سے لیتے رہے کار عارض

کیا چیز دل [illegible] جان تک — لینے کو کسی روز تم آؤ تو یہان تک

نظر [illegible] نہ گرانا — شیشے سے زیادہ یہ دل زار ہے نازک

دنیا سے نہیں ہم کو یہانتک خبر اتنک — کیا جانیے کدھر ہوتی ہے شام و سحر اتنک

گل تو گل غنچے نے دلکو بھی کیا سو ٹکڑے — تیری نالے ہیں زمانے سے نرالے بلبل

چھا گئی دل پہ جو حیرت تیری ایسی انجمی — کیا کہیں دیکھی الٰہی اُس آئینہ رخسار کی شکل

نقد جان و دلکو انجمی کہتے ہیں انپر نثار — کیا کریں اُس سے سوا کچھ نہیں مقدور ہم

ہمیں پسند و لا بارگاہ وہ آئی ہے — کہ جسمیں تیرے سوا کوئی باریاب نہیں

وہ حلاوت قند و مصری میں کہیں ملتی نہیں — جو مزہ ملتا ہی اُسکی تلخی گفتار میں

جو نہیں آشنائے نام وفا
دل کو ہم اُسپہ فدا کرتے ہیں
سر قفس سے دمبدم بفائدہ ٹکراے ہے
خدشۂ صیاد نے دونا کیا بلبل کو تنگ
اے خانہ خراب یہ خرابی
یکساں نہیں دور چرخ اے دل
گالیاں عاشق کو بوسہ غیر کو
ایک ساغر میں کھلا راز دو عالم مجھپر
جب سے کھینچا ہے ناتوانی نے ہاتھ
آؤ نہ تم تو بھی خستہ جگر کو بلا
اُلجھے ہے دل تو نہیں دیتے ہیں یار گرہیں
کہوں کیا میں کیفیت شراب محبت
بھووں سے تیری ہلال ترساں خام سے لرزہ ہے لرزاں
کیا صفائی دست نازک کی ہے تیرے واہ واہ
تیرے ہاتھوں سے ہیں اے چرخ ہزاروں نالاں
وہ گل یہ مبتلا ہے یہ عاشق ہے شمع کا
رہے گریہ کناں ہم عمر بھر افلاک کے نیچے
آ الجھی ہوئی کاہیکو مری جان رہیگی
سچ کیا روے زمیں سرخ جو فصل گل میں
دکھلاکے رخ و زلف سیہ فام کسی نے
ہر لحظہ یاد رہتی ہے مژگان یار کی
بال صیاد نے جب تا کم کھولدے
تیر و خنجر کا اگر نام لیا قاتل نے
کسی سے دل نہ لگا اس جہان فانی میں
ہوا بدلی زمانے کی خزاں جاکے بہار آئی

ہم اُسی بیوفا پہ مرتے ہیں
جان پر اپنی جفا کرتے ہیں
بلبل ناداں نہیں ہیں تیری بس کی تیلیاں
فصل گل میں ہو گر بس دیں قفس کی تیلیاں
دیکھ آپ کو اے دل و تو سنبھل کچھ
خوش باش کہ آج کچھ ہے کل کچھ
خوب انصاف آپ کا ہے واہ واہ
کسطرح جرم نہ لوں ساقی کے مے خوار کو تھام
ناتوانی پاؤں کی پھسلانے لگی
کوئی تو بات مان لو یہ تھی تو یہ بھی
کاکل کو تاب دیکر سنبل سے بال جاے
اسے جسنے چکھا وہی جانتا ہے
کئی ہیں تیغ نے یہ فتنے بپا زمیں کے اوپر فلک کے نیچے
جسنے دیکھا وہ ہے تیغ ناز سے جو رنگ ہے
ہوئے جو دوچار تو کوئی انہیں جا ہوش کرے
اے دل خیال بلبل و پروانہ ایک ہے
ملیگا چین کیونکر دیکھئے اب خاک کے نیچے
زلف آپکی یوں ہی جو پریشان رہے گی
سیل خوں آنکھوں سے کیا اپنی بہاتا ہے کوئی
پایا ہے کیا دل سحر و شام کسی نے
کیونکر کھٹک نہ دل میں ہو نوک خار کی
طائر جاں کے وہیں ہیں مجھے بھی پر کھولدے
جاں نثاروں نے وہیں سینہ و سر کھولدے
فنا ہے سب کو مگر اوسکی ذات باقی ہے
نہیں ممکن کہ سوکھی ٹہنیوں میں بھی برگ و بار آئی

ہوتے ہیں اُس شراب ناب کی نشے سے ہم بیخود
کہ جسکا روز محشر تک آنکھوں میں خمار آوے

تم اپنے دلکو بھی کدورت سے صفا رکھنا
وہ آئینہ نہیں ہے کام کا جسمیں غبار آوے

ہاتھ آوے الابد تک اُس زلف پر اسو سلسلے
سمجھو کالے سانپ کا گنتر بخوبی یاد ہے

مجھکو بھی کوئی وہاں تک لیے چلے
اُلجھو آپنے میں اگر انکار ہے

سر رکھے ہاتھ پر ہیں جو مقتل میں جان نثار
شاید کسی کو تیغ سر ترک دتا زہو

تمت بالخیر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۶	۱۴	نام خطبہ	نام کا خطبہ	۳۸	۵	ہوئے ہوئے	ہوئے نہ ہوتی
۳۹	۱۱	مصلحۃ مذاہب	بمصلحۃ مذہب	۴۰	۱	رلچسپی سے	دلچسپی سے
۴۰	۱۵	مسکلف	متکلف	۴۲	۱۰	آزکدہ ۲۲۵	آزلدہ ۲۲۵ صفحہ
۴۳	۵	سدہ راوجی	سندراجی شکہ	۴۴	۲	دلی بعض	سے دلی بعض
۴۴	۲۰	کاکا اکیلی	کاکی اکیلی	۴۴	۱۴	اس دین	اس کے دین
۴۵	۱	عبداللہ بہار بل	عبدالعزیز بہار بل	۴۹	۴	فخر الدین کو بار گرا	فخر الدین کو باگر
۵۰	۴	والا آدمی تہا	والا آدمی تنہا	۵۰	۹	حکومت حکمران	حکومت کی حکمران
۵۲	۲۳	ایک بیر تن	ایک بہتر تن	۵۳	۱۱	باسوتر سے	بالوتر سے
۵۵	۹	اسی طرح پر منصب	اسی طرح منصب	۵۵	۱۸	بعد کے بھی الم	بعد کے بھی امام
۵۶	۱۵	بٹھالیا تہا	بٹھا دیا تہا	۵۶	۱۷	بوحمیہ سیاین	ابو حمیر سیا بن
۵۷	۲	ابن ذریع	ابن زریع	۵۷	۲۴	مقام نوذ	مقام نوذ سے
۵۸	۸	نشان	نشان ظاہر ہیں	۵۸	۱۱	داعی ملک	داعی ملک نے
۶۱	۱۳	علم آدب	علم و ادب	۶۲	۱۳	سمتانی	سجستانی
۶۳	۱۵	اور یحیی زوب اور خطاب	اور یحیی اور ذوب اور خطاب	۶۲	۱۶	خنطہ	حنظلہ
۶۲	۲۲	اور عزالدین	اور محمد عزالدین	۶۳	۹	قاسم حی خلات	قاسم حی بن خلات
۶۷	۱۹۹	جاکری ہی تمنا	جاکر تمنا	۶۷	۱۷	سر لکھا جو	سر پر لکھا جو
۶۹	۲	جہشیان	جوئیات	۶۹	۴	پہنتے ہین	پہنتے ہین
۶۹	۴	ایسا ہوتا ہے	ایسا خیال ہوتا ہے	۷۰	۲۱	نشانخون کے	نشانخون ہین سے
۷۳	۱۹	کرنے آمادہ	کرنے سے آمادہ	۷۳	۲۳	ابی کبر	ابی کبر کے
۷۳	۲۴	جراتی ہوتی لاسے	جراتی ہوتے لائے	۷۵	۱۲	فائدہ دیکھ	فائدہ دیکھ
۷۷	۱	وولایہ	وولایۃ	۷۷	۳	ابی یعلی	ابی الاعلی
۷۷	۱۰	سے علی محمد	سے علی محمد	۷۷	۱۱	والاتحاف	الاتحاف
۷۹	۱۰	غدرۃ	غدیر	۸۰	۲۳	اور معصومین	ان معصومین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
[illegible]	[illegible]	محمد سے بیان،	مجھ سے بیان	۸۳	۲	طالف مسافرون کو	طائف کے مسافرون کا
۸۲	۴	کہ عرفات کو ابھی	کہ عرفات سے ابھی				
۸۳	۱۱	ویرس	درس	۸۴	۷	پرلوزکا بھی	پرلوزکا بھی
۸۵	۱۲	وَجّ ژُ	وَجّ ژْ	۸۵	۱۲	ھوب	ھوب و
۸۵	۱۴	ر	ز	۸۶	۳	تم ست	تم ست سبع
۸۶	۱۸	تقدمات العرب	تقدمات العرب	۸۶	۲۱	یمن کرس بن	قیس بن بن
۸۸	۲۰	تقل	نقل	۸۹	۲	المستنفر	المستنصر
۸۹	۹	بارضایا	باخدایایہ	۸۹	۱۲	کل کے بعد	کل کے بعد ان
۹۰	۱	الجاریہ والخطاۃ	الجاریۃ بخطاۃ	۹۰	۱	سبقتہ	سنفقتہ
۹۰	۲	والتوسل	والتوسل	۹۰	۳	نصاب الرتبہ	نصاب الرتبۃ
۹۰	۴	الجرمانیہ	الجرمانیۃ	۹۰	۷	بعدہم	بعدہم
۹۳	۶	عقول	عقول کو	۹۲	۸	نورانی	نورانی کو
۹۳	۱۱	طیبتہ	طیبیۃ	۹۴	۳	داعی بن عجب شاہ	داعی داؤد بن عجب شاہ
۹۶	۹	اور ابنی شاہات	اور ابنی حقیقت شناخت				